UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226647

UNIVERSAL
LIBRARY

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(اخلاق کی پانچویں کتاب) 1952

CHECKED 1950
By S.A.T.

۱۳۵۴ھ

مہذب زندگی

Checked 1966

مع تصحیح

مصنفہ

علیا حضرت جناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ

سی آئی۔ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای۔ جی بی ای۔

فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا

در مطبع سلطانی باہتمام منشی محمد عبدالرحیم اسسٹنٹ طبع

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ



مہذب زندگی

مصنفہ

علیا حضرت جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
سی آئی۔ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای۔ جی بی ای،
فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا

در مطبع سلطانی باہتمام منشی محمد عبدالقیوم طبع شد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	دیباچہ	۱-۵
۱	ہمدردی	۱-۱۸
	ہمدردی کی تعریف	۱
	ہمدردی کے کرشمے	۱-۲
	ہمدردی کا آغاز کن	
	موقعوں پر ہوتا ہے	۲-۳
	دوسروں کی کامیابی	
	کا احساس کن لوگوں	
	میں زیادہ ہوتا ہے	۳-۴
	رفاہ عام کے کام	
	ہمدردی کے نتائج بین	۵-۶
	کوئن بیری اسکول	۶-۷
	خود غرضی	۷-۸
	اولاد کی خود غرضی	۸-۹
	دوسروں کی ہمدردی	
	کے خواہاں خود غرض	۹-۱۰
	ایک انگریزی نثر کا	
	ترجمہ	۱۰-۱۲
	اقوام کی ترقی کا راز	
	ہمدردی ہے۔	۱۲-۱۳
	ہمدردی ہر طرح ہو سکتی ہے	۱۳-۱۸
۲	خیالات کا اثر	۱۹-۳۰
	جسم و دماغ کا تعلق	۱۹
	خیالات کا قوائے	
	جسمانی پر غلبہ	۱۹-۳۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اچھی اور بری خبرون کا اثر	۲۰-۲۱
	خوف کا اثر	۲۱-۲۲
	وہم	۲۲-۲۳
	پاکیزہ خیالات	۲۳-۲۴
	ایک بزرگ کا قصہ	۲۴-۲۵
	پریشان خیالات کا اثر	۲۵-۲۶
	حرص و طمع	۲۶-۲۷
	خیالات کی پختگی	۲۷-
	خیالات روح انسانی	
	کی صیقل ہین	۲۷-۲۸
۳۰	مساوات کا	
	غلط خیال	۲۹-۳۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہر انسان برابر ہین	۳۰
	فرق مدارج کی ابتدا	۳۰-۳۱
	فرق مدارج کے اثرات	۳۱-۳۲
	ناگزیر امتیاز	۳۲
	مدارج کی تبدیلی کا اثر	۳۲-۳۳
	یورپ مین فرق مدارج	۳۳
	پیشہ ورون کا اثر	
	و اقتدار	۳۳-۳۴
	موروثی اثرات	۳۴
	جسمانی ساخت اور	
	قوائے ذہنی مین	
	عدم مساوات	۳۵
	مشیلت اور بالشویک	
	خیالات	۳۵-۳۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴	انسانی افعال واقوال کا تاثر	۳۷-۴۴
	موسیقی کا اثر	۳۷
	موسیقی کے متعلق صوفیہ کا خیال	۳۷-۳۸
	پریس کا ایک پرانا پیانو	۳۸-۳۹
	انسانی حالت	۳۹
	ماہر فن کون ہیں	۳۹-۴۰
	نوآموز کون ہیں	۴۰-۴۱
	طرز گفتگو	۴۱-۴۲
	لہجہ کا اثر	۴۲-۴۳
	ترتیل قرآن کا اثر	۴۳-۴۴
	ماہر بننے کا اصول	۴۴
۵	احساس	۴۵-۵۷
	احساس اور جذبہ	
	محبت کی عالمگیری	۴۵
	فقدان احساس	۴۶-۴۷
	ہر قول وفعل میں احتیاط کی ضرورت	۴۷
	ہمایون اور شیر شاہ	۴۷
	شاہ الکی نوس	۴۷-۴۸
	احساس کی کمزوری	۴۸
	نصیحت آمیز کتبات	۴۸-۴۹
	احساس افسردگی	۴۹-۵۰
	عدم احساس کی نتائج	۵۰-۵۱
	والدین کی محبت	۵۱-۵۲

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	بچوں میں احساس	۵۲
	جذبات محبت	۵۲-۵۴
	۔ احمہ	۵۴
	جذبات محبت کی	
	تربیت	۵۴-۵۵
	سخت زبانی	۵۵-۵۶
	محبت کی ضرورت	۵۶-۵۷
	امتیاز احساس	۵۷
۶	**فتحمندی و کامیابی**	۵۸-۶۵
	انسانی بہیمیت	۵۸-۵۹
•	فطرت انسانی	۵۹
	تاریخ انسان کے دو سرے ابواب	۵۹-۶۱

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	عقل نسانی کی کرشمہ سازیاں	۶۱
	اخلاق انسانی	۶۱
	اخلاقی اثرات	۶۱-۶۳
	ہمدردی کے اثرات	
	غیر فانی ہیں	۶۳-۶۴
	اصلی شہرت و عزت	۶۴-۶۵
۷	**تعلقات دوستی کی حفاظت**	۶۶-۷۹
	مختلف طبیعتوں سے سابقہ	۶۶
	ایک دشواری	۶۶-۶۷
	نامہربانی کا مقابلہ	۶۷
	شرافت اور عالی حوصلگی	۶۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	چڑچڑی طبیعت والے سے برتاؤ	۶۶-۶۸
	اخلاقی ڈاکٹر کی ضرورت	۶۸-۶۹
	کمیاب اور مجرب نسخہ	۶۹-۷۰
	شریف الخیال دوست سے برتاؤ	۷۰
	مزاح	۷۰-۷۱
	غیر معتدل مذاق	۷۱-۷۲
	عزت و خودداری کا لحاظ	۷۲
	امداد	۷۲-۷۳
	ایثار	۷۳
	حسن اخلاق	۷۳-۷۴
	بے اجازت چیزوں کا استعمال	۷۴-۷۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	برتنے کی چیزیں	۷۸-۷۹
۸	**عورتوں کے اخلاقی اثرات**	۸۰-۹۳
	مردانہ صفات معتدل رکھنے کا ذریعہ عورت ہے	۸۱-۸۲
	عورتوں کے عمدہ اثرات کی حد	۸۲-۸۳
	محرمات	۸۳
	آیت قرآنی کی مصلحت	۸۴
	غیر محرم سے علیحدگی کی مصلحت	۸۴-۸۸
	احکام قرآنی کا منشا	۸۸-۸۹
	اتہام کے موقع سے اجتناب	۸۹-۹۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	عورتوں کی مجالس سے احتراز	۹۰-۹۱
	وساوس شیطانی سے بچنے کی ہدایت	۹۱-۹۳
۹	**بناوٹی خوبصورتی**	۹۴-۱۰۵
	مصنوعی آرائش	۹۶
	حسد کی مضرتیں	۹۶
	پوڈر کے نقصانات	۹۷
	ایک بڑا بیہمی کی دھوکہ بازی	۹۸-۹۹
	مصنوعی بال	۹۹
	تصنع ایک دھوکا بازی ہے	۹۹-۱۰۰
	تصنع کا بدلہ	۱۰۰
	حسن سیرت	۱۰۰
	غرور حسن	۱۰۰-۱۰۱
	بناؤ سنگار کا نتیجہ	۱۰۱
	حسن باطن موجب فلاح دارین ہے	۱۰۲
	ہمدردی اور سادگی پسند لوگوں کے اوصاف	۱۰۳-۱۰۴
	کلام پاک میں صفات انسانی	۱۰۴-۱۰۵
	راحت و تسکین کے اسباب	۱۰۵
۱۰	**ضبط**	۱۰۶-۱۲۳
	ضبط ابتدا میں ناگوار ہوتا ہے لیکن اس کے	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	نتائج اچھے ہوتے ہیں	۱۰۶-۱۰۹
	ضبط خطرات سے محفوظ	
	رہنے کا ذریعہ ہے	۱۰۰-۱۰۷
	ضبط کل انسانی زندگی	
	سے مناسبت	۱۰۰-۱۰۹
	زندگی کو ہر مرحلہ میں	
	ضبط کی ضرورت ہے	۱۰۹-۱۱۰
	اتحاد ضبط سے قائم	
	ہوتا ہے	۱۱۳-۱۱۴
	ہر ملک اور ہر ریاست	
	کا قیام	۱۱۴-۱۱۵
	اخلاق کی کمی بیشی ضبط کی	
	کمی بیشی پر منحصر ہے۔	۱۱۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	زبان پر قبضہ رکھنے	
	کی اہمیت	۱۱۵-۱۱۷
	زبان کے عیوب سے اجتناب	۱۱۷-۱۲۰
	بدزبانی کے نقصانات	۱۲۰-۱۲۲
	غصہ کا علاج	۱۲۲-۱۲۳
	اخلاقی امراض کی ضد ضبط ہے	۱۲۳
۱۱	ہمت	۱۲۴-۱۲۷
	ہمت کا نشو و نما	۱۲۴
	جنگ ہمت شکن ہے	۱۲۴-۱۲۵
	ایک غلط خیال	۱۲۵-۱۲۶
	حضرت بوعبیدہ کی ہمت	
	اور استقلال	۱۲۶-۱۲۷
	بچوں کی پرورش ایک	
	جہاد کا ثواب ہے۔	۱۲۷

نمبر	مضامین	صفحہ
	اظہار ہمت کا موقع میدان جنگ ہی نہیں ہے	۱۲۶-۱۲۰
	غلطیوں کا اعتراف	
	ہمت بڑی ہمت ہے	۱۲۸-۱۳۰
	کدورت کے اسباب	۱۳۰-۱۳۱
	سرد آخرین مبارک	
	بندہ ہستی	۱۳۱-۱۳۴
	خودکشی	۱۳۴،۱۳۵
	خودکشی انتہائی بزدلی ہے	۱۳۵،۱۳۶
	خودکشی کرنے والا دوزخی ہے۔	۱۳۶-۱۳۷
	خودکشی سے بدنامی دور نہیں ہوتی	۱۳۷
۱۲	عادت	۱۳۸-۱۳۹
	عادت کی تعریف	۱۳۸-۱۳۹
	کام کی مہارت	۱۳۹
	بری عادتوں کا اثر	۱۳۹-۱۴۲
	اچھی عادتیں اختیار کرو	۱۴۲
	اچھی عادتوں میں اعتدال کی ضرورت	۱۴۲-۱۴۳
۱	جھوٹ باتیں چھپانا	۱۴۳-۱۴۴
	جھوٹ باتوں کا ظاہر ہونا	۱۴۴-۱۴۶
	جھوٹ خود بولتا ہے	۱۴۶
	دروغ گو کی حالت	۱۴۶-۱۴۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کج خلقی کی عادت	۱۴۸
	ہر ایک کو خوش خلاق	
	رہنا چاہئے	۱۴۹
	انجام بینی کی عادت	۱۴۹-۱۵۰
	کوتاہ اندیشی	۱۵۰-۱۵۱
	تھیٹر کے ایکٹر	۱۵۱
	والدین کی کوتاہ نظری	۱۵۱-۱۵۲
	انسانی زندگی کا بہترین عمل	۱۵۲
	انجام کی قسمیں	۱۵۲-۱۵۳
۱۳	برائی کا بدلہ	۱۵۴-۱۶۴
	فطرت انسانی	۱۵۴-
	احکام قرآنی	۱۵۴-۱۵۶
	حضرت عیسیٰ کی ہدایت	
	اور اوس کا مدعیٰ	۱۵۶-۱۵۷
	بدلہ کی مقدار کس طرح	
	زیادہ ہو جاتی ہے	۱۵۷
	بے اعتدالی سے	
	روکنے والا پرزہ	۱۵۷-۱۵۸
	عفو کا ثمرہ	۱۵۸
	رسول کریم صلعم کی مثال	۱۵۸-۱۵۹
	چاہ کن را چاہ در پیش	۱۵۹-۱۶۰
	جذبہ انتقام کی ظہور کا	
	زمانہ اور مقام	۱۶۰-۱۶۲
	تحمل و بردباری	۱۶۲-۱۶۴
۱۴	دنیا کی مصیبتیں اور اونکا مقابلہ	۱۶۵-۱۷۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	قابل غور زندگی	۱۶۵
	مصیبت کی قسمیں	۱۶۵
	تقدیری مصیبتوں کا مقابلہ قناعت سے ہو سکتا ہے	۱۶۵-۱۶۶
	تدبیری مصیبتیں	۱۶۶-۱۶۸
	حضرت ابراہیم کی دعا	۱۶۸-۱۷۰
	آخرت کی تیاری	۱۷۰-۱۷۱
	انسان کی غفلت کا نتیجہ	۱۷۱-۱۷۳
	مصیبتیں بھی نعمت ہیں	۱۷۳-۱۷۶
۱۵	بدمزاجی	۱۷۶-۱۷۹
	بدمزاجی کا پہلا نتیجہ	۱۷۶
	عادت پیدا ہونے اور چھوڑنے کا زمانہ	۱۷۶-۱۷۸
	دفع جوش کا طریقہ	۱۷۸-۱۷۹
	ناگواری پر صبر	۱۷۹-۱۸۱
	مصیبت کے پردہ میں راحت	۱۸۱-۱۸۲
	کھاد سے تشبیہ	۱۸۲-۱۸۵
	وایولن کی مثال	۱۸۵-۱۸۶
	اچھی باتوں کی مشق کے نتائج	۱۸۶-۱۹۹
۱۶	بیکاروں کو کارآمد بنانا	۱۹۰-۱۹۶
	بے کار چیزیں	۱۹۰-۱۹۱

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	انبار جنس کو کارآمد بنانا	۱۹۰-۱۹۲
	انسان انسان کا مصلح ہے	۱۹۲-۱۹۳
	کارآمد بنانے کا اصول	۱۹۳-۱۹۵
	ایک مصور کا قصہ	۱۹۵-۱۹۶
	قصہ کا نتیجہ	۱۹۶-۱۹۷
۱۷	جماعت بندی	۱۹۸-۲۰۶
	جماعت کا مقصد	۱۹۸
	جماعت کا فائدہ	۱۹۸
	فری میسن سوسائٹی	۱۹۸-۱۹۹
	فری میسن کے راز	۱۹۹-۲۰۱
	جماعتوں کی نیک خدمات	۲۰۱-۲۰۲
	پیری مریدی	۲۰۲
	فضائل اخلاق	۲۰۲-۲۰۳

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	امریکن مشنریز	۲۰۳-۲۰۴
	مسلمانوں کی	
	غفلت	۲۰۴-۲۰۵
	جماعتوں کی کامیابی	
	کے اسباب	۲۰۵-۲۰۶
	ٹمپرنس سوسائٹی	۲۰۶
	خرابیوں کی اصلاح	۲۰۶
	اتحاد باہمی	۲۰۷
	امریکہ کی مثال	۲۰۷
۱۸	انسانی محبت	
	اور	
	شکرگذاری	۲۰۸-۲۳۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اسباب زندگی کی	
	مشقتیں	۲۰۸
	چپاتی	۲۰۸-۲۰۹
	دودھ مکھن	۲۰۹
	گھی اور ترکاریاں	۲۰۹-۲۱۰
	شکر	۲۱۰-۲۱۱
	کافی کوکو اور میوے	۲۱۱
	سن کتان روئی اور ریشم	۲۱۱-۲۱۲
	ریشم کے کپڑے	۲۱۲
	کلابتون	۲۱۲
	کسیارہ	۲۱۲-۲۱۳
	فرنیچر	۲۱۳
	کلین	۲۱۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	پتھر کا کوئلہ	۲۱۴-۲۱۵
	کانون کے مزدور	۲۱۵-۲۱۶
	محنت اور راحت کا مقابلہ	۲۱۶-۲۱۷
	شکر گزاری	۲۱۷-۲۱۸
	رفاہ عام کے کام	۲۱۸
	میل ملاپ	۲۱۸-۲۱۹
	اپنے مال کا صرف محبت کے پہلے مستحق	۲۱۹-۲۲۰
	غیر ملکیون کے ساتھ بے تعصبی	۲۲۲

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	امداد باہمی	۲۲۲-۲۲۵
	خود غرضانہ محبت	۲۲۵-۲۲۶
	تکبر و غرور	۲۲۶-۲۲۸
	ہمدردی	۲۲۸-۲۳۱
	ہر ایک سے محبت اور ہمدردی کا برتاؤ	۲۳۱-۲۳۲
	حقوق العباد	۲۳۲-۲۳۳
	خدا کی شکر گذاری	۲۳۳-۲۳۴
	بندوں کی شکر گذاری	۲۳۴
	رہبروں اور ہادیوں کی شکر گذاری	۲۳۴-۲۳۶
۱۹	**والدین اور بچے**	۲۳۶-۲۴۸
	ماؤنا	۲۳۷-۲۳۸
	مان کی جذبات کا احترام	۲۳۸-۲۴۵
	مان کا درجہ	۲۴۵-
	محاورت مندی کی تشریح	۲۴۳-۲۴۶
	والدین سے محبت	۲۴۶-۲۴۸
	ذمہ داری و تقسیم عمل	۲۴۹-۲۵۲
	انسان کی مختلف ذمہ داریاں	۲۴۹
	جہاز کی کہانی	۲۴۹-۲۵۰
	ذمہ داری سے غفلت کے نتائج	۲۵۰-۲۵۲
	کاموں کی تقسیم	۲۵۲-۲۵۴

نمبر	مضامین	صفحہ
	دماغ کا کام	۲۵۴-۲۵۵
	گھر کے اندر تقسیم عمل	۲۵۵
	قدرتی تقسیم عمل اور نظام عالم	۲۵۵-۲۵۶
۲۱	**ہم کیون کر غلامی اختیار کرتے ہین**	۲۵۷-۲۶۰
	کلیور کی کہانی	۲۵۷
	بری عادتون کا غلبہ	۲۵۸-۲۵۹
	بری عادتون کی بنا	۲۵۹-۲۶۰
	دوسری مثال	۲۶۰-۲۶۱
	تیسری مثال	۲۶۱-۲۶۲
	محبت کی بنیاد	۲۶۲-۲۶۳
	حد اعتدال سے متجاوز شوق کا نتیجہ	۲۶۳-۲۶۴

نمبر	مضامین	صفحہ
	بری عادتون سے تحفظ کا طریقہ	۲۶۴
	ایک حکایت	۲۶۴-۲۶۵
	عہد شکنی کا گناہ	۲۶۵-۲۶۶
	خراب عادتون کی غلامی	۲۶۶-۲۶۷
۲۲	**کاہلی**	۲۶۸-۲۷۲
	کاہلی کی تعریف	۲۶۸
	کاہلی کے نقصانات	۲۶۸
	کاہلی کے اسباب	۲۶۹-۲۷۰
	کاہلی پر فتح پانے کا طریقہ	۲۷۰-۲۷۱
	کاہلی ادائے فرائض میں حارج ہے۔	۲۷۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	احکام نماز کی ایک حکمت	۲۶۲-۲۶۴			
	عورتون مین کاہلی کا سبب	۲۶۴-۲۷۵			
	عورتون سے کاہلی دور کرنے کا علاج	۲۷۵			
	ماؤن کی کاہلی سے بچون کو نقصانات	۲۷۶-۲۷۷			
	امیر گھرانون کی حالت	۲۷۷-۲۷۸			
	کاہلی کس قدر خطرناک ہے	۲۷۸-۲۹۰			
	تمت	۲۹۰			

دیباچہ

یہ ایک فطری کلیہ ہے کہ دنیا مین ہر ایک انسان بلکہ ہر ایک قوم کا عروج و اقبال، فضائل، اخلاق سے اور انحطاط و ادبار رزائل اخلاق سے وابستہ ہے۔

ہر ایک تاریخ اور ہر ایک سیرت اور سوانح عمری اس دعوی کی بہترین شاہد ہے۔ اسکے علاوہ تم انسان کے چہرون مین بھی اس حقیقت کو بخوبی دیکھ سکتے ہو۔

تم دیکھتے ہو کہ بعض انسان باوجود ایک غریب اور کم مایہ ہستی ہونے کے بڑے بڑے اُمرا اور ذی اقتدار اشخاص سے بھی زیادہ ممتاز نظر آتے ہین۔ اسکی وجہ صرف انکے عمدہ خصائل اور انکی عمدہ تربیت ہی اور انکے اقتدار و امتیاز کا راز صرف انکے اخلاق حسنہ مین ہی مضمر ہے اسی لئے فضائل اخلاق کو

سب سے بہترین قوت مانا گیا ہے۔ دنیاوی طاقت کے علاوہ روحانی طاقت اور پاکیزگی بھی اخلاق کے فضائل ہی پر منحصر ہے۔ اسلئے دنیا کے ہر مذہب نے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور تمام نبیوں اور رہبروں کی تبلیغ میں اسی کی ہدایت ہے۔ اسلام چونکہ سب سے مکمل اور آخری مذہب بلکہ عین فطرت ہے۔ لہذا اسکی اخلاقی تعلیم بھی مکمل ہے۔ اور فضائل اخلاق کو سب چیزوں پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کا منشا بھی مکارم اخلاق کی تکمیل کو قرار دیا ہے۔

تمام قرآن مجید اخلاق کی تعریف اور اخلاق اختیار کرنیکی ہدایت سے معمور ہے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ اور لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ اسی پر دال ہے اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھ لے، احادیث کو غور کے ساتھ دیکھے، رسول اللہ کی سیرت کا مطالعہ کرے اور صحابہ کرام کے اور اولیاء اللہ کے حالات پر نظر ڈالے تو اسکے لئے سب سے بہتر اخلاق کی علمی اور عملی تعلیم موجود ہے۔

قدیم زمانے مین مسلمانون کے لئے یہی اخلاقی تعلیم تھی
اور اسکے بعد انکے اخلاق خود بخود درست ہوجاتے تھے اور یہی
وجہ تھی کہ مسلمانون مین محض علم الاخلاق پر بہت کم کتابین لکھی گئی
ہین۔ طبقہ جہلا کے لئے نماز جمعہ کا خطبہ اور واعظین کے مواعظ
گویا ہر ہفتہ مین اخلاقی لیکچر متصور ہوتے تھے لیکن جب سے کہ
مسلمانون نے اس صحیح اور مؤثر تعلیم کو چھوڑ دیا انکے اخلاق
بھی خراب ہوگئے خصوصاً بچون کے سامنے تو ابتدا سے ہی بد خلقی
کی تصاویر کا مرقع رہتا ہے۔ پھر زمانہ حال مین موجودہ تعلیم کا کورس
اور طریقہ بھی ان کو اس طرف توجہ کرنے کا بہت ہی کم موقع دیتا ہے
اور اس حالت پر اکثر بڑے بڑے فاضل اور عالم اشخاص جو
درستی عادات اور اخلاق کو سب سے ضروری چیز سمجھتے ہین افسوس
و حیرت مین ہین لیکن صرف افسوس و حیرت کا نتیجہ معلوم جب تک
کہ اسکی تعلیم کا انتظام نہ ہو۔

اس مین شک نہین کہ مسلمانون کو تو کامل طور پر اخلاقی تعلیم
حاصل کرنیکے لئے اُسی تعلیم کی نہایت ضرورت ہے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے

اور زیادہ تر اس ہی مین قوم اسلام کی ترقی کا راز ہے اگر اس پیمانہ پر اخلاقی تعلیم ہو تو آخر کچھ نہ کچھ تو ضرور ہونا چاہیئے۔ اسلئے ہماری زبان مین اور ہماری قوم مین کثرت کیساتھ اخلاقی کتابونکا شائع ہونا ضرور ہی۔

مین نے بھی اسی خیال سے اخلاقی کتابونکا ایک سلسلہ شروع کیا جاکر کتابین اس سے پہلے شائع ہوچکی ہین پانچوین کتاب یہ مہذب زندگی شائع کرتی ہون۔

مین نے ان کتابون مین جہان تک ممکن ہوا جابجا اسلامی احکام وہدایات اور مسلمانون کی تاریخی حکایات کو بھی درج کیا ہی تاکہ مسلمان بچے ابتدا سے کچھ نہ کچھ اپنے مذہب کے اخلاقی احکام سے اور بزرگون کے اخلاق وعادات حسنہ سے واقفیت حاصل کرلین۔

میری یہ کوشش محض حسبۃً للہ ہی اور میری دلی تمنا ہے کہ میری قوم کے بچے ابتدا سے ہی فضائل اخلاق سے آراستہ ہون تاکہ وہ اسلامی زندگی کا ایک سچا نمونہ بنین اگر ان کتابون سے چند بچون نے بھی کچھ فائدہ حاصل کیا تو وہی میری محنت کا صلہ ہوگا۔

سلطان جہان بیگم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمدردی

ہمدردی کی تعریف | ہمدردی ایک ایسے جذبہ کا نام ہے جو انسان کے دل میں کسی دوسرے آدمی کو کسی تکلیف میں دیکھنے، سننے، یا خیال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور اس تکلیف کو دور کرنیکے ذرائع مہیا کرنیکی طرف مائل کرتا ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو ایک کمزور انسان سے بڑے بڑے انسانوں کے دلوں پر فتح حاصل کراتا ہے۔

ہمدردی کے کرشمے | جب ہم قوموں اور ملکوں کے رہبروں اور رہنمائی پر بحث و تذکرہ کرتے ہیں تو تمثیل کے لیئے گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے مذہبی رہبروں اور راہنماؤں کے کارنامے اور نام ہی بیان کرتے ہیں۔

اسیطرح جب سائنس، ایجادات اور تحقیقات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو خواہ مخواہ ہمارا خیال محقق علماء اور سو[illegible] کی طرف منتقل

ہوتا ہی اور ان سب کی عظمت ہمارے دل مین پیدا ہوجاتی ہے۔
مگر تم جانتے ہو کہ یہ رہبری اور رہنمائی اور یہ تحقیق و
ایجاد کس چیز کا کرشمہ ہے۔ یہ انسان کی اُس صفت کا
کرشمہ ہے جسکا نام ہمدردی ہے اور یہی صفت ایسی ہے
کہ انسان سے مخلوق کی بہبودی کے بڑے بڑے کام کراتی
ہے اور سب سے زیادہ قابل ستائش اور قابل عظمت ہے

ہمدردی کا آغاز کن موقعون پر ہوتا ہے

یہ صفت اگرچہ انسان مین بعض چھوٹے چھوٹے موقعون پر اور بعض بڑے بڑے عظیم الشان مواقع پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اوسکا آغاز ہمیشہ چھوٹے ہی چھوٹے موقعون سے ہوتا ہے مثلاً ایک روز ایک بچہ نے موسم سرما کے سخت دنون مین صبح کے وقت اپنے ایک ہم سن نوکر کو دیکھا کہ وہ پھٹا پرانا کرتا پہنے ہوے کسی کام کو جا رہا ہے تو اُسکو معاً خیال آیا کہ اسپر سردی کی سختی کا کیسا اثر ہو رہا ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ یہ نمونیا مین مبتلا ہوجاے اسنے نوکر کو مہربانی اور شفقت سے اپنے پاس بلایا اور

اپنے کمر سے مین لیجاکر ایک گرم شیروانی اسکو دی اور اس سے کہا کہ وہ فورًا اسے پہن لے جسوقت نوکر نے شیروانی پہنی تو اُسکے جسم مین جو سردی سے سُکڑ رہا تھا ایک حرارت پیدا ہوئی اور دل مین خوشی کی ایک لہر پیدا ہو گئی۔

اب ذیکدو کہ اس کلام سے اس شریف اور ہمدرد آقا کے دل نے ایک ایسی مہربانی کا ثبوت دیا جسکی نسبت اسکے والدین کو بھی خیال ہی نہ ہوا تھا۔

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چند آدمی بڑے بڑے کاموں کیلئے نمونہ بنتے ہین اور پھر بہت سے آدمی اور جماعتین اُنکی آئندہ نسلین اس نمونہ کی پیروی کر کے مثالین قائم کرتی ہین اور ان کو اپنی قوم اور اپنے ملک مین عزت حاصل ہو جاتی ہے لیکن یہ باتین صرف ہمدردی سے حاصل ہوتی ہین۔

دوسرونکی تکالیف کا حساس کن لوگون مین زیادہ ہوتا ہے

ہندستان مین تو نہین مگر یورپ مین ہر جگہ بکثرت ایسے مدرسے موجود ہین جہان اندھے بہرے، لنگڑے، گونگے، تعلیم پاتے ہین

اور پھر اس تعلیم سے اپنی معاش مین امداد حاصل کرتے ہین
یہ بہبودی کے کام صرف انہی لوگون سے ہوتے ہین - جن مین
ہمدردی کا جذبہ قوی ہوتا ہے اور جس ملک و قوم اور خاندان
مین یہ جذبہ ہمدردی نہین ہوتا وہان تکلیفین اور مصیبتین زیادہ
ہوتی ہین اور افلاس بڑھجاتا ہے اور غریبون کی زندگی
بہت مشکل ہوجاتی ہے -

دیکھو کسان جب کھیت کی رکھوالی کرتا ہے تو دور سے
جانورون کی آہٹ معلوم کرلیتا ہے یا شکاری جب پارچہ پر
بیٹھتا ہے تو دور ہی سے اُسکو جانورون کی آمد معلوم ہوجاتی
ہے کیونکہ ان کا احساس تیز ہوتا ہے اور قوت سامعہ
بڑھجاتی ہے - اسیطرح جن لوگون مین ہمدردی ہوتی ہے
ان مین بھی دوسرے کی تکلیف کا احساس بہت بڑھجاتا ہے
اور ان کو بات چیت اور آواز ہی سے نہین بلکہ چہرے سے
بھی تکلیف معلوم ہوجاتی ہے -

رفاہ عام کے کام

رفاہ عام کے نام کام جیسے محتاج خانے خیراتی

سوسائٹیان، غریبون کے لئے ذرائع معاش فراہم کرنیکے سامان، مختلف قسم کے شفا خانے اور تعلیم گاہین، یہ سب اسی ہمدردی کا نتیجہ ہین۔

جس طرح دریا کی لہرین بعض ڈوبتے ہوئے آدمیون کو کنارے پر اُٹھا کر ڈالدیتی ہین ایسے ہی قلب انسانی مین ہمدردی کے جذبات ہین جو انسان کو بہت سی تکالیف سے نجات دیتے ہین۔

ہمدرد اور نیک دل لوگون نے مجبور اور معذور انسانون کے لئے طرح طرح کے بندوبست اور انتظام کئے ہین۔

انہون نے بہرے، گونگے، اور اندہون کے واسطے طریقہ تعلیم ایجاد کیا اور انہی مین سے اکثر نے انکے لئے مدرسے کھولے۔

کوئن میری اسکول بمبئی مین چند سال ہوے کہ اندہون کا ایک مدرسہ جاری ہوا ہے۔ اس جنگ عظیم کے وقت جو ۱۹۱۴ء مین شروع ہوئی اور جس مین ہندستانی فوج نے داد شجاعت

ومرانگی دی اور حق وفاداری ادا کیا تو اُس مین بہت سے
ایسے زخمی بھی ہوئے جن مین سے بعض کے ہاتھ بعض کا
ایک پاؤن بعض کے دونون پاؤن، بعض کی ایک آنکھ
اور بعض کی دونون آنکھین جاتی رہین۔ اب تم دیکھو کہ یہ
سپاہی کیسے معذور و مجبور ہو گئے۔ جب ایسے لوگون کا
ہندوستان مین آنا شروع ہوا تو لیڈی ولنگٹن نے گورنمنٹ
کے روبرو ایک اسکول کی تجویز پیش کی جس میں ان اپاہج
اور معذور سپاہیون کو کام سکھایا جائے تاکہ پنشن کے
سوا جو گورنمنٹ سے اِن کو ملیگی وہ اور طرح بھی اپنے لئے کچھ
روزی کما سکین۔

گورنمنٹ نے اس تجویز کو منظور کیا اور یہ اسکول کوئن
میری اسکول کے نام سے بمبئی مین جاری ہو گیا اور اب
اس نیک دل لیڈی کی تجویز اور گورنمنٹ کے امداد سے
یہ اسکول چل رہا ہے اور معذور و مجبور لوگ تعلیم پا رہے
ہین۔ ہمدردی کے کامون کا یہ ایک نمونہ ہماری سامنے ہے۔

خود غرضی اب تم کتاب کا دوسرا ورق لوٹو اور جذبۂ ہمدردی کے مقابل جس کا نام خود غرضی ہے اسکا خیال کرو۔ دوسرون کے راحت و آرام کا خیال کرنا یا دوسرون کی تکلیف یا نقصان پر اپنی تکلیف یا نقصان کو ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہی برخلاف اسکے صرف اپنی ہی راحت و آسائش کا خیال رکھنا اور اپنے نفع کے مقابلے مین دوسرے کے نقصان کی پروا نہ کرنا خود غرضی کہلاتی ہے یہ عیب ان لوگون مین ہوتا ہی جن کی تربیت اچھی نہین ہوتی اور ابتدا ہی سے انکو ایثار و ہمدردی کی تعلیم نہین دیجاتی۔ خود غرض آدمیون مین دوسرے کے ساتھہ کوئی ہمدردی نہین ہوتی اور باوجودیکہ اُنکو خدا کی بہت سی نعمتون سے حصہ ملتا ہے لیکن وہ انکو کام مین لانا نہین جانتے اور نہ انکے دلون مین نعمتون کی قدر ہوتی ہے۔ ایسے آدمی نہ کسی تکلیف سے متاثر ہوتے ہین نہ کسی سے انس رکھتے ہین اور نہ کسی کا درد ان کے دل کو بے چین کرتا ہی ایسے لوگ اس آیۃ شریف کے مصداق ہین کہ

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط (یعنی) یہ لوگ مثل چارپایون کے ہین بلکہ اُنسے بھی گئے گذرے ہوئے۔

ایسے لوگ نہ ملک کے لئے مفید ہوتے ہین نہ قوم کے لئے اور نہ اپنے گھر کے لئے۔

اولاد کی خودغرضی اکثر گھرون مین دیکھا جاتا ہے کہ خود اپنے نورِ نظر جن کی تربیت اچھی نہین ہوئی اور جن کے کانون مین ہمدردی کا لفظ بھی نہین ڈالا گیا اور نہ اُنکو نیکی کے کام سکھائے گئے اس قدر خودغرض ہوتے ہین کہ اپنے بہن بھائی اور والدین کے ساتھ بھی اُن کو ہمدردی نہین ہوتی۔ وہ ضرورت کے وقت ماں باپ کی معمولی امداد کرنے سے بھی جی چراتے ہین۔ لڑکے لڑکیان ماں کو محنت کرتے دیکھتی ہین۔ لیکن اسکے ہاتھ بٹانے تک کا خیال نہین آتا۔ یہی حالت دوسرے عزیزون اور رشتہ دارون کی ہوتی ہے وہ تکلیفون کو دیکھتے ہین پریشانیون کا حال سنتے ہین لیکن وہ بالکل بےحس بنجاتے ہین اور ہمدردی کا نام ہی نہین لیتے۔

البتہ اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جسکے ہاتھ مین ان کا نفع وضرر ہو اور اُن کو اس سے امید یا خوف ہو تو وہ اس کے نہایت ہمدرد اور دوست بلکہ خادم بھی بنجاتے ہین۔ یہ ہمدردی اور دوستی وہ محض اپنی غرض کے لئے کرتے ہین اور اس مین اپنے ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہین۔

دوسرونکی ہمدردی کے خواہان خود غرض

یہ ایک عجیب بات ہے کہ بعض اشخاص اگر کوئی انسے ہمدردی نہ کرے تو بہت ہی رنجیدہ ہوتے ہین۔ اور بڑی مظلومیت کے ساتھ وہ دوسرون کے سامنے شکایت کرتے ہین لیکن خود کسیکے دُکھہ دَرد مین شریک نہین ہوتے اور نہ اپنے شریک ہونیکا انہین کچھ خیال اور رنج ہوتا ہے وہ ہمدردی کرنے والون کی تعریف سنتے ہین۔ اور اس تعریف مین شریک ہوتے ہین۔ لیکن خود ان کو کسیکے ساتھ ہمدردی کرنے کا خیال بھی نہین گذرتا انکے لئے ہمدردی ایک ایسا سبق ہے جسکو وہ یاد ہی نہین رکھتے اور نہ یاد رکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

اکثر دولت مند غریبون کی تکالیف جانتے ہین مگر عیش و عشرت مین ایسے مشغول اور محو ہو جاتے ہین کہ بھولے سے بھی ان غربا کی تکالیف کا خیال نہین آتا۔

یہی غریب آدمی ان کے لئے محنت مزدوری کرتے ہین مگر ان کو کافی صلہ تک نہین دیا جاتا اور نہ کچھ قدر کیجاتی۔

ایک انگریزی نظم کا ترجمہ

مین نے اسی مضمون پر ایک انگریزی نظم دیکھی ہے جو نہایت درد انگیز اور موثر ہے مجھے وہ بہت پسند آئی اور بار بار پڑھا۔

افسوس کہ مین شاعر نہین ورنہ اسکو اردو نظم مین ترجمہ کرکے تم کو سناتی اسلئے مجبوراً نثر ہی مین اس کا ترجمہ کرتی ہون شاعر تمہید مین کہتا ہے کہ:-

"آپ لمبی سڑک کی جانب توجہ کیجئے۔ یہان آپ نے ایک درزن کی دکان دیکھی ہوگی۔ یہ ایک بیوہ عورت ہے اسکے دو تین چھوٹے چھوٹے بچے ہین۔ یہ بیچاری اپنی اور اپنے بچون کی سلائی کرکے پرورش کرتی ہے۔ تم نے کتابون

ہین بہت سی کہانیان پڑھی ہون گی۔ علم ہیئت مین چاند، سورج، ثوابت اور سیارون کے اور جغرافیہ مین زمین، سمندر، ندی، نالون، بہار و خزان کے حالات پڑھے ہونگے لیکن کبھی تمنے اس قمیص یا شرٹ کا بھی قصہ دیکھا ہے۔ اگر کپڑے کی زبان ہوتی تو شرٹ تم کو اپنا اور ایک غریب درزن کا قصہ سناتا جو اپنی اور اپنے بچون کی پرورش کے واسطے کیسی تکلیف اور محنت اٹھاتی ہے اور کیا ہم لوگ اسکی مزدوری کی قدر کرتے ہین غریب اور بیچاری بیوہ درزن ایک چھوٹے سے مکان مین بیٹھی ہی جس مین ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ جل رہا ہے اور پاس سینے کی مشین رکھی ہوئی ہی۔ بچے سو گئے ہین آدہی رات کا وقت ہی اور وہ (درزن) اٹھکر جلدی جلدی ایک امیر کی قمیص تیار کر رہی ہے۔

گھبرائی ہوئی انگلیون سے سوئی پروتی ہے یہ ایک درزن ہے جسکی آنکھین سرخ ہو رہی ہین۔ اسکا لباس صحیح وسالم نہین ہے۔ اسکی مشین کی سوئی چل رہی ہی چک، چک، چک،

یہ غریب، مفلس، بھوکی، میلے، کچیلے کپڑے پہنے ہوئے
غمگین آواز سے شرٹ کا گیت گا رہی ہے کام، کام، کام!
جب تک کہ ستارے آسمان پر چمکتے رہتے ہین۔ یہ ہماری
غربت ہے جسنے ہمین غلام بنا دیا ہے۔
مشہور ہے کہ عرب و عجم مین عورتون سے بہت محنت
لی جاتی ہے لیکن کیا یورپ مین بھی عورتون سے محنت کم
لی جاتی ہے۔ کام، کام، کام!
ایسی حالت مین جبکہ ماہ دسمبر مین کہرے کی وجہ سے اندھیرا
رہتا ہے اور کام، کام، کام
جب کہ موسم گرم اور آسمان روشن ہوتا ہے کہ مسمی مین
بھی سینے سے فرصت نہین ملتی بلکہ کام کی اور زیادتی ہوتی ہے
موسم بہار مین بھی سینا ہی سینا ہے تھکی ہوئی انگلیون
اور روتی ہوئی آنکھون سے عورتین پھٹے پرانے کپڑون مین
برابر سوئیان چلاتی ہین۔ چک، چک، چک۔
ایسی مفلسی اور بھوک کی حالت مین غم کی آواز سے جو گیت

گایا جاتا ہے کیا یہ امیرون کے کان تک نہین پہونچتا ہے کہ کوئی غریب دررزن شرٹ کا گیت گا رہی ہے۔

ایسے ہی بہت سے غربا کی حالت ہی جسکی دولت مندون کو خبر نہین ہے۔ یہ سچ ہے جو اپنے انجام پر نظر نہ کرے اور اپنی دولت فضول عیش وعشرت مین اڑا دے وہ غربا کی طرف کیا توجہ کریگا۔ اگر ایک دوسرے کی حالت سے واقف ہوتا اور احساس رکھتا تو دنیا کی حالت بہت کچھ بدل جاتی"

اقوام کی ترقی کا راز ہمدردی ہے

ہمدردی جس طرح شخصی زندگی کی تکالیف دور کرتی ہے اسی طرح خاندان اور قومون اور ملکون کی مشکلات ومصائب کو دور کرتی ہے۔

آج دنیا مین جو ملک اور جو قومین ترقی یافتہ اور دولتمند ہین انکی ترقی اور دولت کا راز اسی ہمدردی مین مخفی ہے اسلئے غریب لوگون کی اور جو ہمدردی کے مستحق ہین ان کی دل سے قدردانی چاہئے۔ کبھی ان کو ذلیل نہین سمجھنا چاہئے۔

بہت سے اُمرا اپنی دولت کا بڑا حصّہ محض نمائش اور فضول کام مین صرف کرتے ہین لیکن ان کو غربا کی ضروریات پر توجہ نہین ہوتی۔ ہمارے ملک مین آبادی کا بڑا حصہ فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہے تیسرے وقت بھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہین ہوتی۔ ہر سال ہزارہا غربا غذا اور لباس کے نہ ہونے سے اقمہ اجل ہو جاتے ہین مگر یہ سب بیکار دولت مین کی اندر مدفون یا خزانون مین بھری پڑی رہتی ہے اور جب وہ صرف ہوتی ہے تو عیش و عشرت کے اسباب فراہم کرنیکے لئے۔

یہ سچ ہے کہ تمام دنیا کے انسانون پر کسی زمانہ مین بھی دولت برابر نہین تقسیم ہو سکتی لیکن اسی وجہ سے انسان مین ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا گیا ہے۔ پس جہان تک ممکن ہو ایک کو دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہئے۔

ہمدردی ہر طرح ہو سکتی ہے

ہمدردی کے لئے مال دولت ہی کی ضرورت نہین بلکہ زبان و قلم اخلاق اور ذاتی کوشش

سے بھی بہت سے ہمدردی کے کام ہو جاتے ہین۔ بعض وقت
صرف انسان کی ہمدردانہ گفتگو ایک زخمی دلپر مرہم بن
جاتی ہے اور جو کام روپے پیسہ سے نہین ہو سکتا وہ صرف
ہمدردی کے ایک لفظ سے ہو جاتا ہے۔ دراصل مہربانی کے
الفاظ خزانہ سے بھی زیادہ قیمتی ہین جو سننے والون کے
دلون مین اثر کے ساتھ محفوظ ہو جاتے ہین۔ دیکھو جب ایک مصیبت
زدہ آدمی کے ساتھ تم ہمدردی کی باتین کرتے ہو اور دعا کرتے ہو
کہ خدا ان تکلیون سے اُسے نجات دے تو اسکو کیسی تسکین
وتسلی حاصل ہوتی ہے۔ یہ صرف الفاظ ہی ہوتے ہین مگر ان کا
پلہ زر و جواہر سے بھی زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ بیمار کے ساتھ
کوئی بیمار نہین ہو جاتا اور مرنے والے کے ساتھ کوئی مرنہین
جاتا لیکن دوست احباب جب تعزیت کو جاتے ہین تو دعائے
صحت یا دعاے مغفرت صرف الفاظ ہی ہوتے ہین اسی لئے
یہ ایک مسنون طریقہ ہے کیونکہ اس سے ہمدردی
ظاہر ہوتی ہے۔

روانگی کے وقت وطن دوست احباب اور اعزا
کے چھوڑنے کا ضرور رنج ہوتا ہے مگر ان سب کی "فی
امان اللہ، خدا حافظ، اور "بسفر رفتنت مبارکباد، بسلامت
روی و باز آئی" کی آوازین مسافر کے رنج سفر کو بہلا دیتی
ہین۔ غم و تکلیف زائل ہوجانے والی چیزین ہین، اور اپنے
وقت پر یہ زائل ہوجاتی ہین مگر ہمدردی خواہ وہ کسی طریقہ پر
ہو کبھی زائل نہین ہوتی۔ ہمدردی کے الفاظ تپہر کے نقوش سے
بھی زیادہ پائدار اور مضبوط ہوتے ہین۔ ہمدردی کرتے وقین
اسکے طریقہ اور موقع کو بھی بڑا دخل ہوتا ہے اور اگر بغیر کسی
لحاظ کے کی جاے تو بسا اوقات برعکس نتیجہ پیدا ہوجاتا
ہے۔ مثلاً غریبون کو کہلانا نہایت ہمدردی کا کام ہے
لیکن جب تمہاری یہ ہمدردی ان مین اسقدر تساہل اور
بے شرمی پیدا کردے کہ وہ محنت سے جی چرانے لگین اور
تندرست اور توانا ہوکر اپنی زندگی کو خیرات پر منحصر کردین
تو وہ ایک ظلم ہوجاے گا۔ اکثر دولت مند اشخاص غریبون

کے لئے سدا برت اور لنگر خانے جاری کرتے ہین جہان
خام اور پختہ جنس تقسیم کیجاتی ہے۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ محتاجون اور سائلون کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے
اسلئے ہمدردی کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ غریبون اور محتاجون
کو ایسے کام سکھائے جائین جن کے ذریعے سے وہ خود اپنی
روزی پیدا کر سکین اور جب تک وہ کام سیکھتے رہین ان کی
کفالت کی جائے۔ اسی طرح جب تم عیادت اور تعزیت یا
کسی دوسری تکلیف کے وقت زبانی ہمدردی کرو تو اسمین
بھی الفاظ کی موزونیت اور انکے موقع کا خیال رکھنا ضرور ہے
اگر تم مریض کے سامنے اسکے مرض کی سختیون کا ذکر کرنے لگو تو
یقیناً اسکو تکلیف ہوگی یا اگر تم اپنی ہمدردانہ گفتگو سے اس کے
آرام و سکون مین خلل ڈالو تو اُسکو ایذا پہونچے گی۔

خلاصہ یہ کہ اگر تم انسان ہو تو تمہاری انسانیت کا لازمہ
ہمدردی ہے اور اگر یہ نہین ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ تم مین
انسانیت نہین ہے۔ اگر تم خدا کی مخلوق سے ساتھ ہمدردی

کروگے تو خدا تمہارے ساتھہ رحم کرے گا۔

ع

خدا رحم کرتا نہین اُس بشر پر ۔ نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر

خیالات کا اثر

جسم و دماغ کا تعلق یہ تو ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ دماغ اور جسم اسقدر مربوط ہین کہ ہر ایک اثر خواہ وہ کسی قسم کا ہو دونون کے اوپر یکسان پڑتا ہے اگر دماغی کام کرنے سے دماغ کو تکان ہوگی تو تمام جسم مضمحل ہوگا۔ اور اگر جسم کو تکلیف ہوگی تو دماغ بیکار ہوگا۔ اگر ہم بیمار ہوتے ہین تو کوئی کام نہین کر سکتے اور ہمارا دماغ معطل ہوجاتا ہے۔ اور جب تندرست ہوجاتے ہین تو جسم کے ساتھ دماغ بھی صحیح ہوجاتا ہے اور اوس مین تازگی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اپنا کام انجام دینے لگتا ہے اس تعلق کے ساتھ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ انسان کا دماغ خیالات کا خزانہ ہوتا ہے اور وہ اون خیالات سے ہمیشہ متاثر رہتا ہے اور پھر یہ اثرات تمام جسم مین پھیل جاتے ہین گویا دماغ اور جسم دونون ہی خیالات سے متاثر ہوتے ہین

خیالات کا قوائے جسمانی پر غلبہ خیالات کا اثر اتنا قوی ہوتا ہے کہ

وہ قوائے جسمانی پر غالب آجاتا ہے۔ ہم اکثر بہت سے سن رسیدہ لوگون کو جوانون سے بھی زیادہ خوش و خرم دیکھتے ہین حتےٰ کہ وہ بیماری کی حالت مین بھی خوش مزاج رہتے ہین ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ اکثر آدمی رنج دہ واقعات پیش آنے کے باوجود بھی نہایت ہمدردی اور خوش دلی کے ساتھہ دوسرون کے کام آتے ہین اور اورون کی بھلائی اور بہبودی مین مستغرق ہوجاتے ہین اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ خیالات ان کے دماغ اور جسم پر اپنا اثر ڈالتے رہتے ہین۔

اچھی اور بری خبر دنکا اثر | یہ تو روزمرہ کے تجربہ کی بات ہے کہ ایک اچھی خبر مریض پر اپنا اثر ڈالتی ہے وہ اپنے مرض کی تکلیف کو بھول جاتا ہے اور اس کی صحت ترقی کرنے لگتی ہے اسی طرح ایک صحت مند آدمی بُری خبر سننے سے بیمار ہوجاتا ہے کیونکہ جو خیالات فوراً اس کے دماغ مین پیدا ہوتے ہین وہ تمام جسم پر اپنا اثر کرجاتے ہین یہ بھی تجربہ کی بات ہے اور ڈاکٹرون کا مقولہ ہے کہ جس مریض کو اپنے معالج ڈاکٹر پر اعتماد

ہوتا ہے اس کی دوا سے تکلیف مرض کم ہو جاتی ہے۔

انسان کے دل پر خیالات کی وجہ سے جو اطمینان یا بے چینی ہوتی ہے اس کا اثر خون کی گردش پر پڑتا ہے اور تمام رگ پٹھے اور کل اعضائے جسم متاثر ہو جاتے ہیں۔

خوف کا اثر یہ تو سب جانتے ہیں کہ خوف کا اثر تمام بدن پر کس قدر جلد ہو جاتا ہے اور اس سے کیسی جسمانی کمزوریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ خوف محض خیالات کے اثر کا نام ہے اسلئے تم کو ہمیشہ مضبوطی سے اپنے خیالات کو پاک صاف اور مستحکم رکھنا چاہئے اور یہی خیالات تمہارے جسمانی قوت پر تمہاری جسمانی حکومت قائم کر دیں گے۔ یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ معمولی اور متعدی امراض بعض وقت صرف خیالات کے اثر سے رُک جاتے ہیں۔ طبیعت پر جب متلی ہوتی ہے تو اس سے بچنے کے لئے دوسرے خیالات کی طرف طبیعت کو پھیر دیا جاتا ہے اور خود بخود وہ متلی جاتی رہتی ہے۔

جبکہ کوئی وبائی بیماری پھیلتی ہے تو سب سے پہلے وہی

لوگ مبتلا ہوتے ہین جو زیادہ خائف ہوتے ہین تم نے دیکھا ہوگا
اور غالبًا اپنے اوپر آزمائش کا موقع ملا ہوگا کہ جب کسی بات کا
تمہین خوف ہو یا کسی آفت ناگہانی سے گھبراہٹ پیدا ہو تو
غالبًا تمکو سردی معلوم ہونے لگتی ہے وجہ یہ ہے کہ خوف سے
تمام رگون مین خون کھچ آتا ہے اور دوران خون کم ہوجاتا ہے
اور اس وجہ سے قوت دافعہ تمام جسم مین کم ہوجاتی ہے
اور بیماری کو ایک راستہ مل جاتا ہے۔

وہم | اسی طرح بعض وقت انسان وہم مین گرفتار
ہوجاتا ہے اور یہ وہم بھی خیالات باطلہ ہی کا نام ہے
اور پھر اوس وہم یا اون خیالات کا اثر دماغ اور جسم پر
نہایت قوی اور گہرا ہوجاتا ہے۔

ایک شخص کو یہ خیال ہوگیا کہ "میرا بدن شیشہ کا ہے
اگر ذرا بھی ٹھیس لگی تو وہ ٹوٹ جائیگا" چنانچہ برسون اسی
وہم کے باعث طرح طرح کی تکلیفون مین مبتلا رہا۔ اسیطرح
ایک شخص کو یہ خیال ہوگیا کہ مین پانی مین سیسہ لیا پی گیا ہون

اور میرے پیٹ مین سانپ ہے ایک عرصے تک اس وہم نے اس کو پریشان رکھا اور کسی کے اطمینان دلانے پر وہ مطمئن نہین ہوا جب ایک طبیب نے اس طرح اوس کا علاج کیا کہ ایک سانپ پکڑوایا اور اس وہمی کو قے لانے والی دوا پلائی آنکھون پر پٹی باندہی اور جب استفراغ ہوا تو وہ سانپ چھوڑ دیا گیا اور اسکی پٹی اوتار دی گئی تب اس وہمی کو یقین آیا کہ سانپ نکل گیا اور وہ خود اچھا خاصا تندرست ہو گیا۔

پاکیزہ خیالات | غرض خیالات کا اثر اچھا ہو یا بُرا انسان کے جسم پر مترتب ہوتا ہے اور یہ ایک بہت ہی بہتر اور زندگی کے خاردار راستہ کو آرام و آسائش سے طے کرنے کا ذریعہ ہے کہ ابتدا ہی سے اپنے خیالات کو ایسا پاک و صاف رکھا جاے کہ دماغ و جسم پر انکا اچھا اثر ہو جب خیالات مین پاکیزگی ہو گی تو اس کی روح اور جسم دونون ہمیشہ عمدہ حالت مین رہین گے۔

تمہارا دماغ ہمیشہ اچھے خیالات سے معمور رہنا چاہیئے
اور جب خیالات اچھے ہون گے تو خواہ تمہارا جسم کتنا ہی
نحیف اور مختتی ہو یا تکالیف مین مبتلا ہونا ہم وہ قابو مین رہیگا
تم دیکھتے ہو کہ جب آدمی ہمت کرتا ہے تو اپنی طاقت جسمانی سے
زیادہ کام کر گذرتا ہے یہ ہمت و طاقت صرف خیالات
کے اثر ہی کا نام ہے - اپریشن یا جراحی کی تکالیف کس قدر
سختی کے ساتھ محسوس ہوتی ہین اور انسان تڑپ اُٹھتا ہی
اور بعض آدمیون کا سنبھالنا مشکل ہوجاتا ہے لیکن ایسے
آدمی بھی ہوتے ہین جو ضبط اور استقلال کے ساتھ عمل
جراحی کرا لیتے ہین - یہ استقلال خیالات سے پیدا ہوتا ہے
اور تکالیف کے احساس کو بالکل ہی زائل کر دیتا ہے -

ایک بزرگ کا قصہ اسلامی روایات مین ایک بزرگ کا
واقعہ مشہور ہے کہ جب ایک زخم کے باعث ان کی
ٹانگ کاٹنے کی ضرورت پڑی تو اُس وقت کوئی چیز
مثل کلوروفارم وغیرہ کے ایسی نہ تھی جو اس حصہ جسم کو

بے حس کرکے تکلیف کو کم کر دیتی سب لوگ متردد تھے لیکن
اس بزرگ نے فرمایا کہ تردد کی کوئی ضرورت نہیں اور ایک
قاری سے ارشاد کیا کہ وہ قرآن مجید کی ایک سورت شروع
کر دے اور جراح اپنا عمل جراحی کرے۔ چنانچہ اسی طریقہ
سے عمل جراحی ہوا اور بزرگ کے منہ سے اُف تک نہیں نکلی
یہ صرف خیالات ہی کا اثر تھا ان کے تمام تر خیالات قرآن
مجید کے مطالب کی طرف تھے۔ اسی طرح میدان کارزار
میں ایک سپاہی زخم کھانے کے بعد بھی آگے بڑھتا ہوا
چلا جاتا ہے اور مطلق تکلیف زخم کی پروا نہیں کرتا کیونکہ
اس کا خیال صرف فتح کی عزت اور دشمن کی مدافعت
کی طرف ہو جاتا ہے۔

پریشان خیالات کا اثر بعض آدمی جو پریشان خیالات میں
مصروف رہتے ہیں ان کی طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا
ہو جاتا ہے اور ذرا ذرا سی بات میں اپنی طبیعت کو مکدر
کر لیتے ہیں محض بے سروپا خیالات کی وجہ سے وہ اپنے

گھر والون اور نوکرون تک سے کہا جاتے ہین - انکے سامنے دسترخوان پر لذیذ اور مفرح غذائین موجود ہوتی ہین - لیکن وہ انکو بدذائقہ معلوم ہوتی ہین اور خراب نظر آتی ہین - اور ان خیالات کی وجہہ سے غذا کا کوئی عمدہ اثر انکے جسم پر نہین ہوتا -

حرص وطمع

ایک شخص اپنی غریبانہ زندگی کو نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ بسر کرتا ہے - اور دوسرا شخص امیرانہ زندگی کے باوجود تکالیف اور مصائب مین مبتلا نظر آتا ہے اس کی وجہ وہی ایک خیال ہے -

ایک شخص تھوڑی سی آمدنی پر قناعت کرتا ہے اور دوسرا شخص بے انتہا دولت اور خزانے کا مالک ہونے پر بھی - پریشان رہتا ہے - اور حرص وطمع اسکو جسمانی اور روحانی تکالیف مین مبتلا رکھتی ہین - یہ دونون باتین انسان کے خیالات ہی کا اثر ہین -

جو لوگ ابتدا سے اپنے خیالات کے غلام بن جاتے ہین وہ باوجود کامل آزادی کے بھی غلامانہ زندگی مین بسر کرتے ہین

اگر بچپن ہی سے اچھے خیالات پیدا کرنے کا عادی بنایا جائے تو پھر وہ آخری زندگی تک ایک مطمئن حالت مین رہتا ہی۔

خیالات کی پختگی

زیادہ عمر ہو جانے سے خیالات مین خواہ وہ اچھے ہون یا برے پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ان کی اصلاح ایک امر اہم ہو جاتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اسکی اصلاح ہو ہی نہین سکتی۔

خیالات روح انسانی کے صیقل ہین

خیالات، دماغ اور جسم کے علاوہ روح انسانی کے صیقل بھی ہوتے ہین اور جسطرح کہ اچھے خیالات صیقل ہوتے ہین اوسی طرح برے خیالات زنگ بن جاتے ہین۔ ایک اچھی روح کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مکان مین کوئی تمیز دار یکین ہو جاہی وہ مکان کیسا ہی ٹوٹا پھوٹا ہو لیکن وہ تمیز دار یکین اوس کو نہایت صاف و ستھرا رکھتا ہے اور اپنی بساط کے موافق اوسکو آرام دہ بنا لیتا ہے اسی طرح تمہاری روح تمہارے خستہ اور تھکے ہوے بدن کو تازہ رکھتی ہے۔ برعکس

اسکے ایک بدتمیز آدمی عمدہ اور اچھے مکان کو میلا اور خراب رکھتا ہے اسی طرح بُری روح مضبوط و توانا اور حسین جسم کو بھی خراب کر دیتی ہے۔

اب یہ تمہارے اختیار میں ہے کہ تم اپنی روح کو جس حالت میں چاہو رکھو۔ خدا نے تمکو عقل سلیم کی ایک نعمت عطا کی ہے اور تم کو اپنا آقا اور مالک و مختار بنایا ہے کہ تم اپنی خواہشوں اور خیالات کو عمدہ رکھو یا خراب کر دو یاد رکھو کہ تمہاری تمام کامیابی اور ناکامی کا انحصار تمہارے اچھے یا بُرے خیالات پر ہے۔ اچھے خیالات انسان کو رفعت و بلندی کی اور برے خیالات ذلت و پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔

مساوات کا غلط خیال

ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانے مین یہ خیال کہ "انسان انسان سب برابر ہین" بہت ترقی کرتا جاتا ہے برابری کے ایسے وسیع معنی لئے ہین کہ ہر چیز اس کے احاطہ مین آگئی ہے۔ اور وہ آنکھ جس سے اس برابری اور مساوات کو صحیح طور پر دیکھنا چاہیئے بند کر لی گئی ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ روشنی ہی جاتی رہی ہے جس سے اس کے صحیح معنی نظر آتے ہین۔ مساوات کا برتاؤ اس طریقہ پر ہونے لگا ہے کہ نیکیون کی جگہہ برائیان پھیلنے لگی ہین اس سے تو کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ انسان اپنی آفرینش مین یکسان ہے جیسا کہ خالق اکبر سبحانہ و تعالی فرماتا ہے کہ۔

اسکے ایک بدتمیز آدمی عمدہ اور اچھے مکان کو میلا اور خراب رکھتا ہے اسی طرح بُری روح مضبوط و توانا اور حسین جسم کو بھی خراب کر دیتی ہے۔

اب یہ تمہارے اختیار مین ہے کہ تم اپنی روح کو جس حالت مین چاہو رکھو۔ خدا نے تمکو عقل سلیم کی ایک نعمت عطا کی ہے اور تم کو اپنا آقا اور مالک و مختار بنایا ہے کہ تم اپنی خواہشون اور خیالات کو عمدہ رکھو یا خراب کر دو یاد رکھو کہ تمہاری تمام کامیابی اور ناکامی کا انحصار تمہارے اچھے یا بُرے خیالات پر ہے۔ اچھے خیالات انسان کو رفعت و بلندی کی اور برے خیالات ذلت و پستی کی طرف لے جاتے ہین۔

مساوات کا غلط خیال

ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانے مین یہ خیال کہ "انسان انسان سب برابر ہین" بہت ترقی کرتا جاتا ہے برابری کے ایسے وسیع معنی لئے ہین کہ ہر چیز اس کے احاطہ مین آگئی ہے۔ اور وہ آنکھ جس سے اس برابری اور مساوات کو صحیح طور پر دیکھنا چاہیئے بند کرلی گئی ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ روشنی ہی جاتی رہی ہے جس سے اس کے صحیح معنی نظر آتے ہین۔ مساوات کا برتاؤ اس طریقہ پر ہونے لگا ہے کہ نیکیون کی جگہہ برائیان پھیلنے لگی ہین اس سے تو کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ انسان اپنی آفرینش مین یکسان ہے جیسا کہ خالق اکبر سبحانہ و تعالی فرماتا ہے کہ۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ اور سہ

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

ہر انسان برابر نہین ہے

لیکن سوال یہ ہے کہ اس سی یہ کب لازم آتا ہی ہر بات مین ہر چیز مین ہر کام اور ہر قوت مین ہر انسان برابر ہو خود اس خالق کائنات نے یہ ارشاد فرماکر کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اس غیر صحیح حقیقت مساوات کو ظاہر فرمادیا ہی۔ اور پھر تخلیق آدم کے وقت سے اس وقت تک جسکو سیکڑون صدیان گذر گئین کبھی اور کسی زمانہ مین اسپر عمل ہی نہین ہوا۔

فرق مدارج کی ابتدا

جب حضرت آدم اور حوا علیہما السلام جنت سی زمین پر بھیجے گئے تو دونون اس ندامت سی جو رب العالمین کی پہلی نافرمانی کرنے کے باعث ہوئی تھی سالہاسال گریہ وزاری اور استغفار کرتے رہے اور بالآخر توبہ قبول ہونے کے بعد وہ اس دنیا کے کامون مین مشغول ہو گئے اور آدم کی اولاد نے اپنی ضرورتون کے لحاظ طبیعتون کے مقتضا سے مختلف پیشے اختیار کیے اور

فرق مدارج شروع ہوگیا پھر زمین کی آبادی بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ
ان پیشون مین بھی وسعت ہوتی گئی اور آج اس وسیع دنیا مین
جسقدر انسان مختلف پیشون کے نظر آتے ہین اوسکی ابتدا آبادی
دنیا سے ہی ہوتی ہے اسی طرح بہت سے آدمی مختلف طرح سے
زمینون کے مالک بنے - زمیندار، راجہ، نواب اور بادشاہ ہوئے
بہت سے لوگون نے علم حاصل کیا اور عالم بن گئے - ان مین سے
ہر ایک آدمی کی حالت کے لحاظ سے اوسکا ایک جداگانہ درجہ
قرار پایا غرض بجز انسانی وجود کے دو آدمیون مین بھی کسی چیز
مین کوئی مساوات قائم نہ رہی -

فرق مدارج کے اثرات | لیکن فرق مدارج نے یہان تک ترقی کی کہ اہل علم
دولت منداور زمیندار پیشہ وروں کو ذلیل سمجھنے لگے اور
ان سے علیحدہ رہنے لگے -

ہندوستان مین اسکا اثر بہت زیادہ ہوا اور رفتہ رفتہ
مختلف ذاتین قرار پاگئین اور چھوت چھات نے یہان تک
ترقی کی کہ ایک اعلیٰ ذات کا آدمی ادنیٰ ذات کے آدمی کیساتھ

نشست و برخاست سے بھی حذر کرنے لگا اعلیٰ (اتم) ذات صرف اہل علم اور اہل قلم مین محدود ہو گئی۔

اس تقسیم کو ہزارہا سال گذر چکے ہین اور ابتک ہر جگہ کم و بیش اسکا اثر ضرور موجود ہے۔

ناگزیر امتیاز | جب ایک مرتبہ انسان کی تاریخ کے ساتھ ہی ساتھ اس تقسیم کی تاریخ بھی شروع ہو گئی تو مراتب و مدارج کا فرق۔ خاندانون اور ذاتون کا امتیاز بھی ناگزیر ہو گیا۔

مدارج کی تبدیلی کا اثر | اسی کے ساتھ علم و تہذیب اور جہالت و وحشت بھی خاص خاص ذاتون کی میراث ہو گئی تو ایسی صورت مین جب خاندان کے خاندان غیر مہذب حالت مین اتنی طولانی مدت سے زندگی بسر کرتے چلے آئے تو انکی خصلتین اور عادتین ہرگز اس لائق نہین رہین کہ وہ لوگ جو اعلیٰ (اتم) ذات کے کہلاتے ہین ان لوگون کے ساتھ خلا ملا رکھین۔ لیکن یہ حالت ہمیشہ قائم نہین رہی اور

مختلف ملکون مین علم اور محنت اور زور و قوت کی وجہ سے ادنی ذاتین اعلی اور اعلی ذاتین ادنی بن گئین ایک معمولی اور ادنی آدمی تاج و سریر کا مالک ہوا اور تاج و سریر کا وارث محتاج و مفلوک ہوکر ذلیل و خوار بنگیا ایک جاہل کی اولاد عالم ہوئی اور عالم کی اولاد جاہل بنگئی اور جب دولت و فلاکت اور علم و جہالت مین برسین گذر گئین تو خاندانون کی حالت مین بھی تبدیلی ہوگئی۔

یورپ مین فرق مدارج | یہی فرق مدارج یورپ مین بھی رہا ہے اور آجتک خاندانون کے سرنامون سے اسکا نشان ملتا ہی

مگر موجودہ حالت کو بغور سے دیکھنا چاہیے کہ وہان پیشونکو کیسی محنت اور قابلیت سے کیا جاتا ہے اور تعلیم و تربیت مین کیسی کوشش ہوتی ہے۔

پیشہ وارون کا اثر واقتدار | پیشہ وارون کی اولاد دولت و قابلیت اور علم و تہذیب مین اُمرا اور لارڈون کی اولاد سے گویا سبقت لیجارہی ہے اور بجز ایک خاندانی اعزاز کے ہر بات مین مساوات و مقابلہ کی مدعی ہے۔

یہ ہی لارڈ جو بادشاہون کی نسل سے ہین حکومت مین اتنا اثر نہین رکھتے جسقدر کہ عوام اور پیشہ ور لوگون کا ہے اور جب اس حالت پر ایک زمانہ گذر جائے گا تو شرافت و رذالت ایک دوسرے کی جگہ حاصل کر لینگے۔

موروثی اثرات | لیکن یہ نکتہ کبھی فراموش نہین کرنا چاہئے کہ موروثی اثر اور نسلی خاصیت عرصہ دراز تک باقی رہتی ہے۔ گلاب کا پھول ہر حالت مین جاکر اپنی مہک دیتا ہے۔ کیند کا پھول صرف نظر ہی مین خوشرنگ معلوم ہوتا ہے

خاندانی اور اعلیٰ ذات کے آدمی تھوڑی سی تحریک اور موقع اور ہمدردی سے اپنا وقار حاصل کر لیتے ہین اور ادنیٰ درجہ کے آدمی تھوڑی سی دولت اور تھوڑے سے علم پر مغرور ہو جاتے ہین اور اپنے مرتبہ کو فراموش کر دیتے ہین اور مساوات و برابری کا خیال ان کے دماغ مین گونجنے لگتا ہے اور ان سے رکیک حرکات سرزد ہونے لگتی ہین وہ اپنے حدود سے تجاوز کر جاتے ہین۔

جسمانی ساخت اور قوی ذہنی مین عدم مساوات

بادی النظر مین انسان انسان سب برابر ہین لیکن جسمانی ساخت اور قوی ذہنی مین یہ مساوات قائم نہین ہے بعض بزدل ہوتے ہین اور بعض شیر دل۔ بعض غبی ہوتے ہین اور بعض ذہین بعض احمق ہوتے ہین اور بعض عاقل، بعض کا دماغ روشن ہوتا ہے اور بعض کا تاریک بعض خوبصورت اور حسین ہوتے ہین بعض بدشکل اور بدقوارہ۔ غرض لفظ مساوات کو جسقدر بعض جلد باز وسعت دیتے ہین اسیقدر وہ محدود معنی رکھتا ہے۔ تو اب لامحالہ ہر شخص پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ معاشرت مین حفظ مراتب اور فرق مدارج کو ملحوظ رکھے۔

سوشیلسٹ اور بالشویک خیالات

اخبارات مین آجکل ایسی خبرون کی دھوم ہورہی ہے اور سوشیلسٹ اور بالشویک کے خیالات بہت لکھے جارہے ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا مین کسیکو غریب نہ رہنا چاہیئے اور دولت مندون کی دولت غربا کو تقسیم کردینا چاہیئے لیکن اس قدرتی فرق و امتیاز کو انسان کبھی مٹا نہین سکتا۔

قرآن مجید تیرہ سو سال پہلے یون فیصلہ کر چکا ہے اور اس مصلحت کو خوب سمجھا چکا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ کہ

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا

ہم نے دنیا کی زندگی مین انسانون کی روزی ان کے باہم تقسیم کردی ہے اور ایک کے ایک پر درجے بلند کیئے ہین تاکہ ایک دوسرے سے کام مین لائے۔

انسانی افعال و اقوال کا تاثر

موسیقی کا اثر موسیقی فنون لطیفہ مین سے ایک بڑا لطیف فن ہی جس سے قلب انسانی پر مختلف کیفیتین طاری ہوتی ہین۔ کبھی اسکا دل حسرت و الم مین ڈوب جاتا ہے اور کبھی اس مین جوش و سرور پیدا ہوتا ہے۔ غرض اس سے انسان کے مختلف جذبات مشتعل ہو جاتے ہین۔ لیکن چون کہ زیادہ تر احتمال حیوانی جذبات کے اشتعال کا ہوتا ہے اور اکثر اس فن کو اسی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلئے اسلام نے اسکو ناجائز کر دیا تاکہ خرابی اخلاق کا احتمال ہی نہ رہے۔

موسیقی کے متعلق صوفیہ کا خیال۔ لیکن بعض علمائے اسلام اسکے چند قیود کیساتھ جواز کے بھی قائل ہین اور صوفیاے کرام کا طبقہ تو اسکو تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جب وہ مجلس سماع مین بیٹھتے ہین تو انپر عالم محویت طاری ہو جاتا ہی۔ کیونکہ وہ اسوقت محبت الٰہی کے جذبات مین ڈوب جاتے ہین۔

لیکن یہان ہم کو موسیقی کے فن اور اسکی حرمت و حلت سے بحث نہین بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنا مفہوم سمجھانے کیلئے موسیقی کو انسانی حالت پر منطبق کرین۔ چنانچہ یہان ایک مثال لکھی جاتی ہے جو مین نے کسیوقت ایک انگریزی کتاب مین دیکھی تھی

موسیقی کی مثال
پیرس کا ایک پرانا پیانو

پیرس کے ایک پُرفضا صحرائی مکان مین ایک پرانا پیانو رکھا ہوا تھا جسکو اکثر نوآموز اکر بے پروائی سے بجایا کرتے تھے اِن کو بجانا تو آتا نہین تھا جو وہ پیانو اچھا بجتا اسلئے وہ پیانو کی شکایت کرتے تھے کہ

"یہ اسقدر پرانا ہوگیا ہے کہ اسکے تمام پرزے بے سُری ہوگئے"

ایک عرصہ کے بعد اس مکان مین علم موسیقی کا ایک ماہر آیا اور اُسنے آہستہ آہستہ اسکے پرزون پر انگلیان چلائین تو اس مین سے سُریلی اور باقاعدہ آواز نکلی جسے سنکر تمام لوگ محو حیرت ہی نہین بلکہ مسحور ہوگئے اور سب پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا جب وہ ہوش مین آئے تو ان کو تعجب ہوا اور وہ حیرت مین ڈوب گئے کہ پیانو تو پرانا ہوکر بے سُرا ہوگیا تھا۔ بجانے والے نے آسمین

کیا تازہ روح پھونک دی جو ایسی سریلی صدائین نکلتی ہین
اس صاحب کمال نے تھوڑی دیر بجا کر پیانو بند کر دیا تھا۔
مگر سننے والون کے دماغ مین اوسکے پُر لطف راگ دیر تک گونجتے
رہے اور باوجودیکہ تھوڑی دیر بعد پیانو بند کر دیا گیا تھا لیکن تمام
رات ان کو یہی معلوم ہوتا رہا کہ پیانو بج رہا ہے۔

سورج نکلنے سے پہلے فن موسیقی کا ماہر تو روانہ ہوگیا اور
اُن نوآموزون نے پھر اُس پیانو کو اُسی ذوق وشوق مین بجایا
تاکہ گذشتہ روز جیسا لطف حاصل کرین لیکن وہ ویسا ہی بُرا
بجتا تھا جیسا پہلے بجا کرتا تھا۔

انسانی حالت یہی حالت انسانون کی ہی اور درحقیقت اصلی
موسیقی کے ماہر وہی لوگ ہین جو اپنے تمام اعضا و جوارح پر قدرت
رکھتے ہین اور اپنے جسم کے پیانو کے پردون کو ہمیشہ اس طرح
حرکت دیتے ہین کہ انکے ہر ایک عمل مین دلکشی ہوتی ہے۔

ماہر فن کون ہین زبان کی حرکت سے مسرت انگیز آواز، شیرین
کلامی، اور خوش بیانی دلون کو مسحور کر لیتی ہے۔ ہم کو اپنے پیانو کی

سُرون سے واقف ہونا چاہیئے جو صبر و تحمل، ہمدردی و محبت، ضبط و استقلال، عفت و حیا، تقویٰ و طہارت ہین ان ہی کے عمدہ اثرات سے مخلوق خدا کے دلون کو ہم متاثر کر سکتے ہین۔ اور جب ہم مین ایسی قدرت و مہارت پیدا ہو جائے گی تو ہم ماہر فن سمجھے جانے کے مستحق ہونگے۔

بہت سے لوگ فن موسیقی کو پورے طور سے نہین جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہین وہ مثل اُن نوآموز بجانیوالون کے ہین جنکا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ انسان کو دنیوی کاروبار مین اور گفتگو مین بھی اپنی طبیعت پر ایسی ہی قدرت رکھنا چاہیئے جیسا کہ فن موسیقی کے اُس ماہر نے اس پرانے باجے کو عمدہ طور سے بجا کر سنا دیا۔

نوآموز کون ہین | ہم اپنے آپ کو مثل اس موسیقی دان کے بنائین جسکی مثال اوپر گذر چکی ہے نہ مثل اُن نوآموزون کے جو پیانو کو خراب کہتے تھے حالانکہ خود اسکا بجانا نہین جانتے تھے۔

نوآموز وہی لوگ ہین جو دوسرون سے بُرا برتاؤ کرتے ہین۔

اور ہمدردی، مہربانی، اور خوش مزاجی کے پردون پر اپنی انگلیان رکھنا ہی نہین جانتے۔ گویا انہون نے اخلاقی پیانو بجانا سیکھا ہی نہین۔

طرز گفتگو ہم کو یہ سیکھنا چاہیئے کہ جو پردے ہمارے دماغ کے پیانو مین ہین اُن کی آوازون کو ہم کیونکر ظاہر کرین کہ ہمارا خلق جو ایک بڑا ہنر ہے سننے والون کو معلوم ہو کسوقت ہم اُسکو آہستہ اور کسوقت زور سے بجائین جیسے باجہ بجتے وقت بجانے والا جوش اور نرمی کو ظاہر کرتا ہے ایسے ہی تمہاری گفتگو تمہارے خیالات کی پراگندگی اور عمدگی کو ظاہر کرتی ہے۔ علم موسیقی مین بھی اسی کی تعلیم دیجاتی ہے کہ کسوقت آواز اونچی اور کسوقت مدہم کرنا چاہیئے انسان کو خوش الحانی اور شیرین کلامی کی بیش بہا نعمت عنایت ہوئی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو جو اللہ تعالی کے برگزیدہ پیغمبر تھے خداوند کریم نے بدرجہ کمال خوش الحانی عطا فرمائی تھی۔ یہان تک کہ جب آپ حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل کرتے اور مناجات پڑھتے تھے تو چرند و پرند تک

بیہوش ہو جاتے تھے اسکا یہی سبب تھا کہ آپ کو بارگاہ ایزدی سے لحن دلکش کی نعمت عطا ہوئی تھی۔ اسی لئے نرم زبانی اور شیرین کلامی گویا لحن داؤدی یا موسیقی کی ابتدائی منزل ہے جن لوگون کی آواز مین سختی ہوتی ہے وہ کبھی خوش الحان نہین ہو سکتے

لہجہ کا اثر یہ امر بخوبی ہم کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ انسان پر آواز کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے اگر ایک ہی لفظ کو کرخت لہجہ مین بولین تو اور اثر ہوگا اور اُسی کو اگر نرم لہجہ مین بولین تو دوسرا اثر ہوگا اور اکثر لہجہ کا اثر متعدی ہو کر دوسرے لہجہ پر بھی پہونچ جاتا ہے مثلاً تم سے کوئی بات سخت لہجہ مین کہے تو مشکل ہے کہ تمہاری آواز کا لہجہ ملائم رہے اور اس کرخت لہجہ کا اثر تمہارے جواب مین نہ ہو۔ جواب ترکی بہ ترکی نہ دینا پڑے۔ یہ ظرف والون کا کام ہے اسکے واسطے بہت ضبط کی ضرورت ہے۔

جو شخص ضبط کی قدرت اور زبان پر قابو رکھتے ہین وہ لہجہ کی سختی کو نرمی سے بدل دیتے ہین۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ

جب دو آدمی آپس مین جھگڑتے ہین اور ایک دوسرے کو سخت سُست کہتا ہے تو دونون جانب سختی سے گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ اور اُن کے لہجون مین تیزی اور سختی بڑہتی جاتی ہے مگر برخلاف اسکے اگر ایک سختی سے بولتا ہے اور دوسرا نرمی سے جواب دیتا ہے تو آخر کار وہ بہی نرم پڑجاتا ہے اور پہر دونون نرمی سے گفتگو کرنے لگتے ہین۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونون آپس مین صلح کر لیتے ہین اور شر و فساد دور ہو جاتا ہے

ترتیل قرآن کا اثر | خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝

جب کوئی کلام پاک ترتیل سے پڑہتا ہے اور خصوصًا جب اُسکے معنی بہی سمجہتا ہے تو جہان جلال و جبروت الٰہی کی آیات آتی ہین تو اُن کو رعب و داب کی آواز مین پڑتا ہے اور جو رحم و کرم اور لطف و مہربانی کی آیات ہوتی ہین اُن کو نرم اور مسرت انگیز لہجہ مین پڑہتا ہے۔ تو اسوقت عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔

پس اس موسیقی سے جو تھوڑی دیر کے لئے اعلیٰ انسانی جذبات کو اُبھارتی ہے۔ یہ حقیقی موسیقی جس کی آواز عرش تک پہنچتی ہے انسان تو انسان عالم ملکوت میں دھوم مچا دیتی ہے اور فرشتے اس کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں اسی کو خوش الحانی اور تجوید و ترتیل سے اور سمجھ کر پڑھو تو علاوہ لطف کے تمہارے اعمال شائستہ اور مہذب ہو سکتے ہیں۔

ماہر بننے کا اصول | اگر تم ماہر بننا چاہتے ہو تو شروع سے اپنے جسم پر قدرت حاصل کرو۔ اور جسم کے پردوں کو اس طرح حرکت دو کہ اس سے ہمدردی محبت اخلاق و تقویٰ کے نغمے سننے والوں کو اصلی لطف انسانیت سے بہرہ ور کر دیں۔

احساس

احساس اور جذبہ محبت کی عالمگیری

خدا نے ہر جان دار مخلوق مین احساس کی قوت پیدا کی ہے۔ حتیٰ کہ تتلیون اور شہد کی مکھیون اور چھوٹے چھوٹے کیڑون تک مین یہ قوت پائی جاتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ گھرون مین چڑیان کس طرح اپنے بچون کیساتھ محبت کرتی ہین اور کس طرح ان کے لئے گھونسلا بناتی ہین۔ مرغیان اپنے بچون کو اپنے پرون مین کیسی محبت کے ساتھ لئے پھرتی ہین۔ گائے اپنے بچہ کو کس شفقت آمیز نظر سے دیکھتی ہے اور جب وہ بچہ آنکھ سے اوجھل ہوجاتا ہے تو کیسی دردناک آوازین چلاتی ہے۔ غرض ہر جان دار مخلوق مین یہ جذبہ اور احساس پاؤ گے لیکن چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اسلئے اس کی قوت احساس بھی بہت زبردست ہوتی ہے اور دوسرون کے رنج و غم اور مسرت و خوشی کا اثر بہت جلد اس پر پڑنے لگتا ہے۔

فقدان احساس مگر اس اشرف المخلوقات مین بعض ایسے آدمی بھی ہوتے ہین جن کو دوسرون کی تکالیف یا اُن کے صدمہ پہونچنے کا مطلق احساس نہین ہوتا۔ وہ بلا تامل ایسی بات کہہ بیٹھتے ہین جس سے مخاطب کے دل کو ٹھیس لگتی ہے۔ اُنکو کسی ایسے کام کرنے مین مطلق تامل نہین ہوتا جس سے دوسرے کو ایذا پہونچتی ہے بعض لڑکے لنگڑون اور کبڑون کی نقل اُتارتے ہین یا کسی چیچک رو پر آوازے کستے ہین یا کسی بات کا مذاق اُڑاتے ہین وہ اس کو تفریح سمجھتے ہین۔ حالانکہ اس سے ان لوگونکا دل دکھتا ہے۔

قرآن پاک مین ایسی باتون کی صاف طور پر ممانعت ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا	اے ایمان والو لوگ لوگون کا ٹھٹھا نہ کرین شاید وہ اِن سے اچھے ہون اور نہ عورتین عورتون کا ٹھٹھا کرین شاید وہ اِنسے اچھی ہون

مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ ط	نہ آپس مین چہیڑ چہاڑ کیا کرو نہ بُرے نام رکھا کرو۔ بُرا نام ہی گنہگاری۔

ہر قول و فعل مین احتیاط کی ضرورت

جو آدمی کہ احساس رکھتے ہین وہ اپنے ہر قول و فعل مین نہایت درجہ محتاط ہین۔ اور کوئی کام ایسا نہین کرتے اور ایسی کوئی بات زبان سے نہین نکالتے جس سے دوسرے کو ذرا سا بھی صدمہ پہونچے۔

ہمایون اور شیر شاہ

ہندوستان کا بادشاہ ہمایون، جب شیر شاہ سے شکست کھاکر ایران چلا گیا تو بادشاہ ایران نے عام ممانعت کردی کہ کوئی درباری شیر اور شکست کے الفاظ ہمایون کے سامنے زبان سے نہ نکالے حالانکہ یہ بالکل معمولی لفظ تھے مگر اس میزبان بادشاہ کو یہ خیال تھا کہ ان الفاظ سے میرے مہمان کا خیال اپنے دشمن شیر شاہ اور اپنی شکست کی طرف جائے گا۔ اور اسکا قلب بے چین ہوجائے گا۔

شاہ الکی نوس

اسی طرح مین نے انگریزی کی ایک اخلاقی کتاب

مین ایک قصہ دیکھا ہے کہ بادشاہ ال کی نوس۔
(King Alcinous) کے دربار مین ایک گویّا
آیا۔ وہان ایک شاعر بھی بیٹھا تھا جب گویّے نے گانا شروع
کیا تو شاعر ایسا متاثر ہوا کہ روتے روتے اسکی ہچکی بندہ گئی
گویّا بہت ہی خوش الحان تھا۔ تمام محفل کو اس سے لطف آرہا تھا
اور بادشاہ بھی بہت محظوظ ہو رہا تھا لیکن جب اوسنے شاعر
کی یہ حالت دیکھی تو گویّے کو گانے سے روک دیا۔ بادشاہ
نے شاعر کی حالت محسوس کر کے لطف محفل کو ضائع کر دیا اور
اپنے حظ نفس کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

احساس کی کمزوری اسی طرح اگر انسان اپنی قوت احساس کو جو
خدا کا بیش بہا عطیہ ہے اور ہر ذی روح کو عطا ہوا اپنے ترقی
دیتا چلا جائے تو خیال کرو کہ یہ قوت کس درجہ تکمیل کو پہونچ جائے
لیکن فی زمانہ ہم قوت احساس مین ضعف و کمزوری ہی پاتے
ہین اور بجائے ترقی کے تنزل ہوتا جاتا ہے۔

نصیحت آمیز کتابات یورپ مین پرانے مقبرون کے پتھرون پر چھوٹے

چھوٹے نصیحت آمیز فقرے کندہ دیکھے گئے ہین بعض پر لکھا ہی
"لکھنے والون کے روبرو نہ ہنسو اور ہنسنے والون کے روبرو
نہ روؤ" یہ نصیحت کیسی ہمدردی کے خیالات کو ترقی دینے والی ہی

احساس افسردگی کسی شاعر کا ایک شعر ہے کہ ؎

در مجلس خود راہ مدہ ہیچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اس شعر مین دیکھو کہ شاعر دوسرون کے احساس کا
کسقدر لحاظ کرتا ہے اور خود اسکا احساس کتنا زبردست ہی
وہ جانتا ہے کہ مین ایک افسردہ دل آدمی ہون اور میرے
ساتھی ضرور میری افسردہ دلی سے متاثر ہون گے۔ اسلئے
وہ مجلس سے کنارہ کرنا چاہتا ہے کہ اسکی موجودگی دوسرون کی
افسردگی کا باعث نہ بنے۔

ہم کو اسکا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ کسی غمزدہ سے دل لگی
نہ کرین اور نہ خوشی کے گھر مین اپنا رنج لیکر بیٹھین۔ مین اکثر دیکھتی
ہون کہ موت کے گھر مین لوگ خوش گپیان اوڑاتے ہین۔ اور خوشی

کے گھر مین اپنا دکھڑا رونے بیٹھہ جاتے ہین۔

عدم احساس کے نتائج۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جن کی قوت احساس باقی نہین رہتی وہ کوئی مہربانی اور کوئی ہمدردی نہین کر سکتے۔

مثلاً تمہارے بھائی پر تمہارے والدین ناراض ہو رہے ہین۔ اور زیادہ غصہ ہوئے تو مارنے بھی لگے۔ مگر تم اس کا تماشا دیکھہ رہے ہو۔ کیا یہ تمہاری حالت ہمدردانہ ہے تمہاری یہ حالت اسی وقت ہوگی جب تم قوت احساس کو کھو چکے ہوگے کیا کمرہ مین تمہارے ٹہیرے رہنے سے تمہارے بھائی کو صدمہ نہین ہوگا۔ اور تمہاری طرف سے اسکے محبت آمیز جذبات سرد نہ پڑ جائین گے۔

صدمہ اور خوشی دونون حالتون مین اپنی احساس کو قائم رکھنا چاہیئے اور اپنے رفیق اور شریک کار کی تمام باتونکا خیال رکھنا چاہیئے اگر اسکو کسی قسم کا نقصان ہوا ہے تو خیال رکھو کہ تم سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو اسکے دل کو آزردہ کرے۔ اگر کسی بچہ کی بہن مرگئی ہے تو اسکے سامنے تمہارا اپنی

چھوٹی بہن کو پیار کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ تم کو کسیکے ساتھ کسی طرحکی ہمدردی نہین ہے۔ اگر ہمدردی ہوتی تو اُس کے قلبی صدمہ کا خیال کرکے کبھی ایسا نہ کرتے اسی لئے ہمدرد اشخاص کسی یتیم بچہ کے سامنے اپنے بچہ پر دست شفقت نہین پھیرتے کہ اسکو اپنی یتیمی کا خیال آکر صدمہ ہوگا۔

عموماً سب ہی بچے اپنے والدین کے ساتھ محبت رکھتے ہین لیکن جن مین احساس نہین ہوتا وہ انکی تکلیف کی پروا نہین کرتے۔ اور نہ ان کو صحیح طور پر خوش رکھہ سکتے ہین۔ اکثر بچون کو مطلق اس بات کا خیال نہین ہوتا کہ ہمارے والدین ہم سے کیا توقع رکھتے ہین۔ اور وہ کس پریشانی اور فکر و تردد مین ہین۔ ایسی محبت جس مین احساس نہ ہو درحقیقت کوئی محبت نہین ہوتی اور محض ایک مہمل اور بے معنی لفظ ہوتا ہے۔

والدین کی محبت دنیا مین سب سے زیادہ سچی محبت والے جن کا دل رحم اور ہمدردی سے بھرا ہوتا ہے اور جو ذرا سی تکلیف سے بے چین ہوجاتے ہین صرف والدین ہی ہوتے ہین۔ جنکی نسبت

تمام آسمانی اور اخلاقی کتابین گواہی دیتی ہین۔

بچون مین احساس | بیمارون کی تیمارداری اگرچہ گھرون مین بچون کے ذمہ نہین ہوتی کیونکہ وہ اس فرض کو انجام نہین دے سکتے۔ لیکن ان کو بیمار کی تکلیف کا ضرور احساس ہونا چاہیئے۔ اور کم از کم وہ اتنا کر سکتے ہین کہ کوئی بات ایسی نہ کرین جس سے مریض کی تکلیف بڑہ جاے۔ مثلاً شور وغل سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی بچہ شور وغل کرے یا نوکرون پر چیخے چلائے تو گویا اس مین احساس ہی نہین ہے۔

اسکول مین اکثر اُمرا کے بچے غریب بچون کے پیوند لگے ہوے کپڑون پر مذاق اُڑاتے ہین۔ اُنکی ٹوپی اور پھٹے جوتون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور ان کے ساتھ توہین آمیز برتاؤ کرتے ہین گویا وہ غریبون کی حالت کا احساس ہی نہین کرتے غرض جن دلون مین یہ احساس نہین ہوتا وہی ظلم وستم کی طرف مائل ہوجاتے ہین

جذبات محبت | دراصل محبت سے بڑھکر کوئی عمدہ صفت نہین ہے۔ اس صفت سے خدا بھی خوش ہوتا ہے اور بندگان خدا

ہی اسی صفت سے رام اور مطیع ہو جاتے ہین - محبت ہی
ایک ایسا جذبہ ہے کہ انسان اپنے جان و مال کو دوسرے کی
فلاح کے واسطے نثار کر دیتا ہے اور ان چیزون کی کوئی حقیقت
نہین سمجھتا - محبت ہی مہربانی ہمدردی اور عدل و انصاف کا
سرچشمہ ہی روپیہ - پیسہ - مال، و دولت اسکے سامنے کوئی
چیز نہین ہے - جن مین محبت کی صفت موجود ہے وہ بلا کسی امید
یا معاوضہ کے کام کرتے ہین - محبت مین مقناطیسی کشش ہے
جب روپیہ حرص و لالچ بڑھاتا ہے - دغا و فریب سکھلاتا ہے
جھگڑے بکھیڑے پیدا کرتا ہے - رشتۂ الفت کو کاٹتا ہی اور
بھائی کو بھائی سے جدا کرتا ہے تو محبت ہی ایک ایسی چیز ہے
جو ان تمام مہلک امراض مین اکسیر کا کام دیتی ہے - رشتۂ
الفت کو مضبوط کرتی ہے اور ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑتی ہے
آپس مین عمدہ سلوک کا سلسلہ قائم کرتی ہے -

بہت سے انسان ایسے سنگدل ہین کہ ان مین محبت کی
بُو تک نہین ہے حالانکہ اگر گہری نظر سے دیکھا جاے کہ محبت

اور خیر کا انجام خوشی ہے محبت ہی ہمکو بہشت مین لیجائے گی۔

راحمہ

ایک دولت مند سے کسی نے پوچھا کہ تمہاری زندگی مین کونسا وقت آرام و خوشی سے گذرا۔ اسنے کہا ایک مرتبہ جبکہ مین سفر مین بیمار پڑا تھا اور وہان ایک ہمسایہ کی عورت نے میری تیمارداری کی تھی باوجود اس کے کہ اُسکے بچے تھے اور خاوند بھی موجود تھا سب گھر کا کام اسکے سپرد تھا لیکن مین نے کبھی اسکی تیوری پر بل نہین دیکھا۔ مین اسکے اس انسانی محبت کے جذبہ سے جسنے اُسکو ایسی ہمدردی کے پُرمشقت کام پر آمادہ کر دیا تھا بہت متاثر ہوا اور مین نے اس کا نام راحمہ رکھدیا۔

جذبات محبت کی تربیت

افسوس ہے کہ فی زمانہ ایسے انسان ہم کو بہت کم دکھائی دیتے ہین جو مثل راحمہ کے ہون کچھ عورتین ملتی بھی ہین تو ہسپتالون مین ملتی ہین جن کو ایسے پیشے مین مصروف کیا گیا ہے جس مین صبر و ضبط اور ہمدردی کی تعلیم و تربیت کر کے اِن کے جذبے کو اُبھارا گیا ہے یہ تو

اس کام کے واسطے تیار ہی کی گئی ہین کہ مریضون کی
خبر گیری کرین لیکن میرے خیال مین زخمیون اور بیمارونکے
سوا کمزور اور غمزدہ دلون کے ساتھہ زیادہ ہمدردی کی ضرورت
ہے۔ مگر ایسے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہین جن کو اس قسم کا
احساس ہو۔

سخت زبانی | ہم دیکھتے ہین کہ بعض آدمی چھوٹی چھوٹی بیماریون
زکام، کھانسی، دردسر، وغیرہ مین دوستون اور عزیزون
کے ساتھہ بہت ہی ہمدردی کرتے ہین اور ذرا سی خراش لگ
جانے پر ہی ان کا دل بے چین ہو جاتا ہے لیکن گفتگو اور
باتون مین جو کچھہ وہ اپنے افعال سے تکلیف پہونچا دیتے ہین
اُسکی ذرا بھی پروا نہین کرتے لنگڑے کی مشکل تو ایک بیراگن
سے بھی خواہ وہ چکنی ہو یا کھردری آسان ہو سکتی ہے۔ لیکن
سخت کلامی سے دل پر جو چوٹ لگتی ہے۔ اوسکا آرام پانا
مشکل ہے۔ ایک عرب شاعر نے اپنے ایک شعر مین
اس مضمون کو کیسے اچھے طریقہ سے بیان کیا ہے کہ ؎

جراحات السنان لها التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

یعنی نیزے - کے زخم مندمل ہو جاتے ہین + مگر زبان کے زخم نہین بھرتے + حاسد غصہ ور یا شکی طبیعت کے اشخاص کو بھی ایک قسم کا بیمار سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ باتین دماغی اعصاب کی کمزوری کا ذریعہ ہین - اور یہ امر یقینی ہے کہ ایسا مریض تباہ ہو جاے گا پس ان کی خبرداری کی بھی سخت ضرورت ہے -

شفاخانون مین جسمانی مرض والون کا علاج اور تیمارداری کی جاتی ہے مگر ایسے اندرونی مریضون کی بہت کم پروا ہوتی ہے -

جو لوگ اپنی قوم کی بھلائی چاہتے ہین وہ ایسے مریضون کے علاج مین اپنی پوری قوت اور عمر صرف کر دیتے ہین - اور انھی کا احساس بہت زیادہ قابل ستائش ہوتا ہے -

محبت کی ضرورت | ہر آدمی مین کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے اسلئے سب ہی ایک دوسرے کی محبت اور مہربانی کے ضرورت مند ہین - اور یہ ہمدردی اور مہربانی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے

جبکہ انسان کی قوت احساس زبردست ہو۔ اور یہ قوت روز بروز اگر کوشش کی جائے تو بڑہ سکتی ہے۔

عورتون کی قوتِ احساس

تم ہسپتال کی نرسون پر غور کرو کہ وہ کس طرح مریضون کی خدمت کرتی ہین مریض چڑچڑے اور بدمزاج ہوتے ہین لیکن نرسین صبر و تحمل سے کام لیتی ہین اور پہر ان مین یہ صفت روز بروز بڑہتی جاتی ہی ان نرسون کی مثال ہندوستانی عورتون کے لئے بہت کچہہ قابل غور ہے یون تو فطری طور پر عورت کا احساس بہت زیادہ تیز ہوتا ہے اور اس مین شک نہین کہ ان مین ضبط و تحمل کا مادہ بہی زیادہ ہی لیکن عادت اور مشق نہونیسے اکثر اوقات انکا صحیح احساس ظاہر نہین ہوتا۔

امتیاز احساس

ہم نے احساس کے متعلق جو کچہہ لکہا ہے وہ بہت کچہہ غور و خوض کرنیکے قابل ہے۔ کیونکہ ایک مجنون اور عاقل کے درمیان صرف احساس ہی باعث امتیاز ہے اور جسقدر انسان مین زیادہ احساس ہوگا اوسیقدر وہ زیادہ نیک کامون کی طرف مائل ہوگا اور دارین مین اسکو اجر عظیم ملیگا۔

فتح مندی وکامیابی

انسانی بہمیت جب تم تاریخ پڑہتے ہو اور بہت سے جنگ جو لوگون کے قصے تمہارے سبق مین آتے ہین تو تم خیال کرتی ہوگے کہ انسان جانورون سے کچھہ ہی بہتر ہے۔ کیونکہ جانور بہی غرّاتے کاٹتے اور حملہ کرتے ہین۔ کبہی وہ زبردستی دوسرون کی چراگاہون مین داخل ہوجاتے ہین اور کبہی مار کر ان چراگاہون سے نکالدیئے جاتے ہین ایسے ہی انسانون کی جنگ و جدال، حملہ آوری اور خونریزی کی حالت ہے۔

یہ حالت دیکھکر ممکن ہے کہ تمہارے دلپر یہ اثر پڑتا ہو کہ جب انسانی افعال بہی مثل جانورون کے ہین تو ہم کو بہی پہاڑون اور جنگلون مین رہنا چاہیئے۔ کیا فائدہ کہ ہم پانچ چہہ گہنٹے اسکول مین گذارین اور سبقون کے پڑہنے مین اپنی دماغی قوت صرف کرین اور اس تمدنی زندگی کی مشکلات مین پڑین۔ جبکہ انسانی اور بہیمی زندگی دونون کا ایک ہی نتیجہ ہے۔

کوئی شک نہین کہ تاریخی خونریزیون کے حالات اور فسادونکے واقعات پڑہنے اور دیکہنے سے ایسی ہی مایوسی ہوتی ہے۔ یہی جنگ عظیم جو اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو شروع ہوکر پانچ برس تک یورپ مین برپا رہی اور جسنے خون کے دریا بہائے۔ لاکہون آدمی موت کے سمندر مین ڈوب گئے اور لاکہون تمام عمر کے لئے بیکار ہوگئے۔ ہزارون قصبے اور دیہات ویران ہوگئے انسانی بہیمیت کی ایک تازہ دلیل ہماری سامنے ہے

فطرت انسانی

لیکن انسانی فطرت ہمیشہ ایسی ہی نہین ہوتی کہ وہ صلح و آشتی اور امن و امان کے ساتہ بسر ہی نہ کرسکے۔

آدمی زاد طرفہ معجونے ست
از فرشتہ سرشتہ و ز حیوان

تاریخ انسانی کے دوسرے ابواب

جب اس سے صفات ملکوتی کا ظہور ہوتا ہے تو اسکے افعال و اعمال اوس کے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دیتے ہین اور اسی لئے انسان کی تاریخ مین جنگ و جدال کے علاوہ اور بہی ایسے باب ہین جو نہایت شاندار واقعات

سے بھرے ہوئے ہین جن مین انسانون کی کامیابیون کے ایسے
حالات ہین جو نہایت اہم کامون کی ترغیب دیتے ہین اور ہر دور
مین ایجاد و اختراع کا راستہ دکھاتے ہین۔ تاریخ کے یہ باب
جنگ و جدال کے ابواب کے بہ نسبت بہت زیادہ دلچسپ
ہین یہ تمدنی زندگی جسکی ابتدا مکان اور لباس سے ہوتی ہے۔
کس طرح ترقی کرتے کرتے اس موجودہ نوبت پر پہونچی ہے اور
دنیا کی یہ آبادی جسکو ہم جغرافیہ کے چھوٹے سے نقشہ مین آسانی
کے ساتھہ دیکھہ لیتے ہین کیونکر قائم ہوئی اور انسانی ذہانت نے
ایک آبادی کو دوسری آبادی سے کسطرح ملا دیا بڑی بڑے
خونخوار جنگلی جانورون کو انسان نے تباہ کرکے اور سر بفلک پہاڑون
کو ہموار کرکے اور گنجان جنگلون کو کاٹکر کیسی بستیان بسائین اور
ان مین مکانات اور عمارتین بنائین کس طرح دریاؤن پر پل بنا کر
راستون کو آسان کیا۔ بحری سفر کے لئے کشتیان اور جہاز
بنائے غرض انسان کی یہ تاریخ نہایت دلچسپ اور سبق آموز
ہے اسی تاریخ سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ تک کی

ترقی کے یہ مدارج کس طرح اور کیونکر طے ہوئے۔

عقل انسانی کی کرشمہ سازیان

بجلی کا قبضہ اور اوسکا مختلف استعمال عجیب و غریب حیرت انگیز کلین، ریل۔ ٹیلی فون، ایرو پلین۔ سب میرین اور بڑے بڑے جہاز اور نہرین یہ سب انسانی عقل اور دماغ کی کامیابیان اور کرشمہ سازیان ہین۔

اخلاق انسانی

اگر تاریخ کے ایک حصہ مین جنگ و جدال کے واقعات ہین تو دوسری حصہ مین سائنس۔ صنعت و حرفت اور ایجادات و اختراعات کے حالات ہین اور دوسرا حصہ پہلے حصے سے زیادہ شاندار اور حیرت انگیز ہے۔ اسکے علاوہ ایک تیسرا حصہ انسان کے اخلاق کا بھی ہے اور وہ ہی انسان کی اچھی یا بُری تاریخ کا نتیجہ ہے ہم بہت سے انسانون کے ایسے حالات پڑھتے ہین جو نیکی اور بدی کو ہمیشہ ہمارے سامنے مجسم شکل مین لاکر کھڑا کر دیتے ہین۔

اخلاقی اثرات

تاریخ مین بہت سے ایسے ظالم بادشاہون کے قصے لکھے ہین۔ جنہون نے نہایت جابرانہ طور پر حکومت کی اور سلطنت

کے خزانون کو اپنے عیش وعشرت مین صرف کیا اور مرنیکے بعد بھی
جنکے مقبرے سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ سے تعمیر کئے گئے
اور بڑے بڑے قیمتی پتھرون سے اونپر بیل بوٹے بنائے گئے
ہین بہت سے بادشاہون کی نعشین ایسے عرق مین بھگو کر
رکھی گئی ہین جو سڑنے سے محفوظ رکھتے ہین لیکن تاریخ ہمیشہ
اُنپر نفرت کرتی ہے اور پڑھنے والے ملامت کے ساتھ اُنکے
واقعات پڑھتے ہین۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوئے ہین۔
جنکے نہ خدم حشم تھے نہ اون کی قبرین سنگ مرمر کی ہین نہ اونکے
کتبے ہین۔ بجز مٹی کے ڈھیر کے اور کچھ نہین ہے۔ لیکن لوگون
کی زبانون پر ان کے نیک نام جاری ہین اور ان کی بھلائیون
کے کتبے دلون پر نقش ہوگئے ہین۔ نہ انہون نے ملک گیری
کے واسطے خون بہایا نہ اون کے تردیک فوج تھی نہ قلعہ
ہمیشہ غربا کی امداد مریضون کی تیمارداری اور تکالیف کیوقت
لوگون کے کام آنا اونکا شیوہ اور ایثار انکی طبیعت کا خاصہ
تھا۔ یہان تک کہ جن لوگون کے ہاتھون اونکو تکلیف پہونچی تھی

انکے ساتھ بھی وہ فیاضی سے بھلائی کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ایسی کوششون مین مصروف رہتے تھے کہ بُری لوگونکی برائی دور ہو جائے ایسے لوگون کا نام نیک قیامت تک روشن رہتا ہے جب ایسے کا مونکا تذکرہ آتا ہے تو مثالاً انکے نام لئے جاتے ہین اور ہر ایک انکے نام کی عظمت کرتا ہے۔ لوگون کو انکی پیروی کی ترغیب دیجاتی ہے۔ ایسے ہی اخلاق کی نسبت کلام پاک مین خاص ہدایت ہے ایسی باتون سے دشمن دوست بن جاتے ہین۔ آیۃ

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

(ترجمہ) نیکی اور بدی برابر نہین ہو سکتی تو کرو نیکی سے بدی۔ پس ایسا کرنے سے دشمن بھی دوست دلی ہو جاتا ہے

ایسی خصلتین علم اخلاق سے پیدا ہوتی ہین یہ باتین نیک لوگون کی سوانح عمریون کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہین۔

ہمدردی کے اثرات غیر فانی ہین

ہمدردی کا ہر کام ہمیشہ تازہ رہنے والا ہے اور اسکی یاد نسلون تک باقی رہتی ہے ایسے ہی لوگ جنکے نام اس طرح لئے جاتے ہین دلون کے فاتح اور ہر ایک محبت کے قابل

ہوتے ہین اور ان ہی سے لوگون کے دلون کو تسکین ہوتی ہے

اصلی شہرت وعزت تاریخ کے باب اتحاد واختراع کو پڑہنے کے بعد بیشک تمہاری تمنا ہوگی کہ تم بہی ایک بڑے موجد کی حیثیت سے دنیا مین روشناس ہو اور اپنی ذہانت اور عقل سے عناصر پر فتح پاؤ اور اسیطرح شہرت وعزت حاصل کرو۔ بیشک یہ وہی انسان کی عزت و نیک نامی اور شہرت کا باعث ہین لیکن حقیقی عزت وعظمت اور دائمی شہرت کے حصول کا اصلی ذریعہ صرف امتیاز اخلاقی ہے۔ تمام ایجادات واختراعات اور تحقیقاتین اگر ظلم کیواسطے استعمال کیجائین یا بُری کامون مین انسے فائدہ اُٹہایا جائے تو یہ بہت بُری چیزین ہین۔ ڈائنامیٹ سے پہاڑون کو صاف کرکے اگر ایک آبادی کیلئے جگہ نکالو تو وہ انسانی زندگی کیلئے بہت مفید ہین لیکن اگر اسکو انسانون کی تباہی اور آبادی کی بربادی کیلئے استعمال کرو تو وہ ایجاد ظلم کا آلہ بن جائیگی۔

بہرحال یہ تمام چیزین اگر انکا استعمال برمحل ومناسب کیا جائے تو انسان کی لیئے مفید اور کارآمد ہوسکتی ہین اور اگر بے محل اور نامناسب ہو تو مضر اور نقصان رسان ہونگی اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی غیر محدود ایجادات ومخترعات جو ہر وقت ہماری سامنے ہین اور جنکی ضرورت عموماً لوگون کو پیش آتی ہے بہت کم لوگ اُنکے موجدین سے روشناس ہونگے

لیکن جن لوگون نے دنیا مین اخلاقی کام کئے ہین اور ترقی تمدن کے بجاے تہذیب اخلاق مین کوششین کی ہین اُنکے نام صفحہ ہستی پر آفتاب کی طرح روشن ہین اور دنیا کی اقوام ان کے ساتھہ محض اپنے انتساب کو ذریعہ عزت و برتری خیال کرتی ہین۔

اس سے مقصود یہ نہین ہے کہ ایجادات و اختراعات کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے بلکہ یہ بھی ترقی کی اس شاخ سے منہمک ہوکر اخلاق کی تہذیب و آراستگی سے بے پروانہ ہوجانا چاہیئے کیونکہ شہرت و عظمت اخلاقی کامون سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

تعلقات دوستی کی حفاظت

مختلف طبیعتون سے سابقہ

ہر انسان کو تمدن و معاشرت مین مختلف مزاج اور مختلف طبائع کے ہم جنسون سے سابقہ پڑتا ہے اور تعلقات پیدا ہوتے ہین ان تعلقات مین بہت سی باتین اپنی طبیعت کے خلاف ہوتی ہین اور اُن کو برداشت کرنا پڑتا ہے بہت سے موقع ایثار کے آتے ہین اور اپنی ضرورتون کو تطر انداز کر دینا ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دوسرون کی راحت کیلئے خود تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

ایک دشواری

لیکن ہر موقع پر یہ خوش خلقی اور ایثار مشکل ہوتا ہے جب چڑچڑی طبیعت اور متلون المزاج دوستون اور ساتھیون سے سابقہ پڑتا ہے تو ان کے ساتھہ خوش خلقی اور نرمی سے پیش آنا بہت ہی زیادہ دشوار ہو جاتا ہے بعض وقت طبیعت اس دشواری پر غالب ہونا چاہتی ہے لیکن دوسرے کی کج خلقی اور چڑچڑاپن اتنا سخت ہوتا ہے کہ اپنی خوش خلقی

اور نرمی کے لئے راستہ نہین ملتا اور سمجھہ مین نہین آتا کہ کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔

نامہربانی کا مضر اثر پھر جب دوسرے سے نامہربانی کا اظہار ہوتا ہی تو اسکے افعال ہی مین نہین بلکہ الفاظ تک مین سمیّت آجاتی ہے اور اسکا اثر امراض متعدی کی طرح ہوتا ہے جس سے دونون کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور انجام کار دونون کو فکر و پریشانی لاحق ہوجاتی ہے۔

شرافت اور عالی حوصلگی اگرچہ یہ بہت کچھہ مشکلات ہین لیکن وہی شخص شریف اور عالی حوصلہ ہے جو اپنے ایسے دوستون اور ساتھیون کے ساتھہ مثل ایک ایسے ڈاکٹر کے عمل کرے جو ایک مہربان اور متحمل مزاج ہو

چڑچڑی طبیعت والے سے برتاؤ کبھی چڑچڑی طبیعت والے کو تندرست آدمی نہ کہنا چاہئے اُسکا دماغ ہرگز اس قابل نہین ہے کہ اسکو صحیح خیال کیا جائے۔ دماغ کے مرض سے میرا یہ مدعا نہین ہے کہ اس مین کوئی مرض جسمانی پیدا ہوگیا ہے یا اسکی

ساخت مین فرق ہے بلکہ دماغی اعصاب مین پریشان خیالی یا
کسی اور وجہ سے کمزوری پیدا ہوکر ضبط کی قوت باقی نہین رہی
ہے - یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اگر تم اُسکے ساتھہ اچھا برتاؤ
ہی کیون نہ کرو مگر وہ اپنی بدمزاجی سے باز نہین آئیگا کیونکہ اُسنے
ضبط کی عادت پیدا ہی نہین کی - وہ ہمیشہ سے چڑچڑے پن
اور ہٹ دھرمی کا عادی ہے، وہ اپنی طبیعت پر قابو نہین رکھتا -
بلکہ اُس سے مغلوب ہوچکا ہے اور وہ ایسی خراب خصلتون کے
چنگل مین پھنسا ہوا ہے جس سے رہائی کی کوشش ہی نہین کرتا -
اسی سبب سے اسکا دماغ مریض ہوگیا ہے اکثر ایسے اشخاص
مالیخولیا کے مریض ہوتے ہین اور انسے برتاؤ کرنے کا ٹھیک طریقہ
یہ ہے کہ انکے خیالات کو دوسری طرف پھیر دیا جائے ہمکو ایکدم
انسے دوستی نہین توڑنا چاہیئے بلکہ ہمدردی کے ساتھہ ان کی
اصلاح کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہیئے -

اخلاقی ڈاکٹر کی ضرورت

ایک قابل ڈاکٹر مین جب مختلف اوصاف ہوتے
ہین یعنی وہ جراح بھی ہوتا ہے، امراض کی

تشخیص مین بہی مہارت رکہتا ہے، دواؤن کی خاصیت سے بہی اس کو واقفیت ہوتی ہے اور ان کے ترکیب دینے مین بہی مشاق ہوتا ہے۔ اسوقت وہ اپنے فن مین کمال اور کامیابی حاصل کرتا ہے

اسی طرح ایسے موقعون پر اخلاقی ڈاکٹر کی ضرورت ہے جو اسکے مزاج کی اصلاح کر سکے۔

کامیاب اور مجرب نسخہ | ایسی اصلاح کے لئے سب سے کامیاب اور مجرب نسخہ وہ ہی ہے جسکے اجزا تحمل، صبر، محبت، اور مہربانی و ہمدردی ہین۔

ایسے اشخاص کی طبیعت بہت درہم و برہم ہو جاتی ہے اور اس دورہ کے بعد وہ ایسے کمزور ہو جاتے ہین کہ جیسے کسی کمزور پر شدت کے ساتہ اختلاج قلب کا دورہ ہو جاتا ہے ایسے آدمیون سے مہربانی اور محبت سے تو پیش آنا چاہیئے لیکن ہمیشہ اُنکو اُنکی مرضی پر نہ چہوڑنا چاہیئے کیونکہ یہ طریقہ انکے حق مین سم قاتل ہوگا اور انکو اور بہی خراب کر دیگا۔

یہ بہی یاد رکہو کہ ایسے لوگون کو برہمی کے وقت چہیڑنا ایسا

ہے جیسا آگ پر تیل ڈالنا۔ اگر ایسے شخص کے ساتھ غصہ کے وقت مہربانی کا برتاؤ کیا جاے تو غصّہ دور ہونیکے بعد وہ اپنی تلخ کلامی پر ضرور شرمائے گا۔ اور پھر تمکو یہ موقع ملے گا کہ اوس کو اس کی غلطیون پر آگاہ کر سکو۔

شریف الخیال دوست سے برتاؤ

دوستون اور ساتھیون کے ساتھ برتاؤ کی یہ ابتدائی منزل ہے جو ہمنے اِن سطرون مین بیان کی ہے یہ ضرور نہین کہ تمام دوست اور ساتھی ایسے ہی ہون بعض شریف الخیال بھی ہوتے ہین۔ اِن مین نیکیان اور خوبیان بھی ہوتی ہین۔ بعض سے صرف تعلقات کی شگفتگی تک واسطہ رہتا ہے اور بعض نہایت رازدار اور گہرے دوست ہوجاتے ہین لیکن دوستون اور احباب سے خواہ وہ کیسے ہی بے تکلف اور عزیز و رازدار ہون ہمیشہ تہذیب کا برتاؤ رکھنا چاہئے خصوصًا گفتگو اور بات چیت مین اس کا بہت زیادہ خیال کرنے کی ضرورت ہے۔

مزاح

بے تکلف دوستون سے خواہ مخواہ انسان مذاق

بھی کیا کرتا ہے۔ لیکن مذاق بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ جو تکلیف دہ نہ ہو اور اپنے اور دوست کے مرتبے اور عزت کے خلاف نہو۔ بعض لوگ ہنسی مذاق مین تو تو مین مین تک نوبت پہونچا دیتے ہین اور یہ بدتہذیبی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اور ایسے مذاق وگفتگو سے انسان کے شریفانہ خیال اور کمینہ پن کا پتہ چلتا ہے سنجیدہ اور متین آدمی ایسی باتون کے موقعہ ہی نہین آنے دیتے اس مین شک نہین کہ مذاق خوش دلی اور بے تکلفی کی علامت ہے لیکن اوسی حد تک، جس طرح کھانے مین نمک ہوتا ہے اور ایسے مذاق کو مزاح کہتے ہین۔ پس کسی صورت مین مزاح کی حد سے آگے نہ بڑہنا چاہیئے۔

غیر معتدل مذاق اگر تمہاری مجلس یا سوسائٹی مین ایک دو آدمی بھی ایسے ہون گے جو خلاف تہذیب برتاؤ اور باتون کے عادی ہین اور مذاق کو مذاق کی حد سے آگے بڑہانے والے ہین تو اوس سوسائٹی یا مجلس مین کبھی محبت اور یک جہتی قائم نہین رہ سکتی اور یہ ایک تجربہ اور یقین کی بات ہے کہ ان صورتون مین بعض

ایسی باتین ہو جاتی ہین کہ باہمی دشمنی ہو جاتی ہے اور محبت کا بیج کبھی بار آور نہین ہوتا اور جلکر رہجاتا ہے۔

غرت وخودداری کا لحاظ

تحمل اور بردباری بے شک بہت اچھی صفات ہین لیکن اوسی حد تک کہ انسان کی غرت محفوظ رہے اور خودداری کو ٹھیس نہ لگے اسلئے ہر ایک برتاؤ مین اپنی غرت اور خودداری کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اکثر آدمی اپنی خلقی مروت کے باعث بعض باتون پر، اور مذاق، اور گستاخیون پر اپنے رنج وغصہ کا اظہار نہین کرتے لیکن اونکو ایسی ملاقاتون اور صحبتون سے نفرت ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھے دوست ہاتھ سے جاتے رہتے ہین۔ بے موقع مروت بھی نقصان پہونچاتی ہے چنانچہ بعض ملازم اور چالاک ہمنشین اپنے آقا اور دوست کی مروت اور تحمل وبردباری سے ناجائز نفع اوٹھاتے ہین جس سے بڑے بڑے نقصانات ہو جاتے ہین۔

امداد

دوستی اور محبت مین ایک درجہ یہ بھی ہے کہ ضرورت کے وقت اپنے دوستون کی مدد کی جائے ایسی حالت مین ہمیشہ

اپنی وسعت کے مطابق امداد کرنی چاہیئے لیکن بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اس سے تو بڑا نقصان ہے اور ایسی مہربانی اور محبت کو اپنا نقصان اور دوسرون کا فائدہ سمجھتے ہین۔ مگر اس حقیقت پر نظر نہین کرتے کہ نقصان اوٹھانے کے بعد ہی تو فائدہ ہوتا ہے۔ اور نفع کے موتی نقصان ہی کی جیب مین ہوتے ہین۔

ایثار | اپنے اوپر تکلیف اوٹھاکر دوسرون کو فائدہ اور آرام پہونچانا، اپنی خواہشون یا تمناؤن کو دوسرون کے لئے قربان کرنا صفات انسانی مین سب سے اعلیٰ صفت ہے اور اسی صفت کو ایثار کہتے ہین۔

سچی خوشی اوسی وقت حاصل ہوتی ہی جب ہم ایکدوسرے کی امداد و اعانت کرتے ہین اور یہ عادت بغیر اسکے پیدا نہین ہوتی جب تک کہ تم دوسرے کے لئے نقصان نہ اوٹھاؤ اور اپنی خوشیان پامال نہ کرو۔

حسن اخلاق | غرض دنیا مین حسن معاشرت ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس مین کامیابی نہین ہوسکتی جب تک آدمی حسن اخلاق

سے کام نہ لے۔

اخلاق در اصل انسان کی ایک پونجی ہے اور جس طرح کہ ایک چراغ سے اگر ہزارون چراغ روشن کئے جائین جب بھی پہلے چراغ کی روشنی کم نہ ہوگی۔ اسی طرح ہزارون، لاکھون آدمیون کے ساتھ تم عمدہ اخلاق اور محبت و مہربانی کا برتاؤ کرو۔ جب بھی تمہارے اخلاقی سرمایہ مین کوئی کمی نہین ہو سکتی بلکہ جب تم اپنے عمدہ اخلاق کے اثرات دوسرون پر دیکھو گے تو تم مین اور جوش پیدا ہوگا اور تمہارے سرمایہ مین اور ترقی ہوتی جائے گی اور حسن معاشرت مین تم خاص امتیاز حاصل کرو گے۔

بے اجازت چیزونکا استعمال

بعض آدمی دوستی و بے تکلفی مین دوسرے کی چیز کا استعمال اس قدر جائز کر لیتے ہین کہ اس سے اجازت لینے کی بھی پروا نہین کرتے اور آزادانہ طور پر اپنے کام مین لاتے ہین۔ حالانکہ یہ ایک نہایت مذموم بات ہے اور اخلاقی و شرعی گناہ ہونے کے علاوہ یہ فعل اکثر چوری اور تصرف بیجا کی حد مین

داخل ہو جاتا ہے اور ناگواری اور دوستی کے منقطع ہونے کی
وجہ بن جاتا ہے۔ البتہ خاص خاص گھروں سے بلا اجازت کھانے
کی چیزیں کھا لینا جائز ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ انکے
گھروں میں جاؤ اور کھانے کی چیز موجود ہو تو بلا اجازت کھا سکتے
ہو۔ جیسا کہ اس آیہ شریفہ میں ارشاد ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى	(اور تو) اندھے (آدمی) کے لئے کچھ
الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيضِ	مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے (آدمی)
حَرَجٌ وَّلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا	کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کیلئے
مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ	کچھ مضائقہ ہے اور نہ (عموماً) تم مسلمانوں
أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ	کے لئے (اس میں کچھ مضائقہ ہے) کہ اپنے
أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ	گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے باپ کے
أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ	گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے
أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم	بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے
مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ	گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا	یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے

اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝	ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اون گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار مین ہین یا اپنے دوستونکے گھر (بشرطیکہ اس مین بھی) تمپر کچھ گناہ نہین کہ سب ملکر کھاؤ یا الگ الگ تو جب گھرون مین جانے لگو تو اپنے لوگون کو سلام کرلیا کرو۔ سلام ایک دعائے خیر ہے جو تم مسلمانون کو خدا کیطرف سے (تعلیم کی گئی ہے) برکت والی عمدہ یون اللہ (اپنے احکام تم سے کہولکر) بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو ۔

اس اجازت مین یہ اصول مرعی ہے کہ عادتاً ایسے شناسا اور دوستون اور عزیزون کے گھرون مین کھانے کی چیزین اوٹھاکر کھالینا ناگوار نہین ہوتا۔ اور خصوصاً اندھے، لنگڑے اور مریض کے لئے تو ان گھرون مین ناگواری ہوتی ہی نہین لیکن اگر

ظن غالب یہ ہوگا کہ صاحب خانہ کو ناگوار گذرے گا تو علماء کہتے ہین کہ اس صورت مین جائز نہین - کیونکہ وہ اصول باقی نہین رہتا اور اسلیئے یہ مسئلہ رکھا گیا ہے کہ کسی چیز کے استعمال کی یا کھانے کی اجازت مالک کی طرف سے ہونا لازمی ہے -

یہان یہ بات بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ یہ جو کچھ اجازت ہے وہ صرف کھانے کی چیزون تک محدود ہے - باقی چیزون کی ممانعت ہے بعض لوگ اپنے سے زیادہ خوش حال یا دولت مند دوستون کی چیزون کو اس خیال سے کہ اسپر کوئی اثر نہین پڑیگا اپنے لئے جائز سمجھ لیتے ہین لیکن وہ اس جواز کے وقت اصول دیانت و تہذیب کو بالکل بھول جاتے ہین اور بعض کی تو یہ عادت ہوتی ہے کہ جس طرح جانور دوسرون کے کھیتون مین چل جاتے ہین کہ جب تک رکھوالا شور و غل نہ مچائے اور ان کو وہان سے نہ ہنکالے نکلتے ہی نہین گویا وہ اپنی اور دوسرے کی چیز مین فرق ہی نہین سمجھتے - ایسے لوگ دراصل انسان کہنے کے قابل نہین ہین - ہر بعض وقت انسان کی بڑی سی بڑی چیز پر توجہ نہین ہوتی اور بعض وقت بہت ہی معمولی

چیز کا استعمال ناگوار گذر جاتا ہے اسلئے دوستی و تعلقات مین
ان باتون پر توجہ رکھنے کی بہت ہی ضرورت ہی۔

برتنے کی چیزین | لیکن چیزون کے استعمال مین ایک اور پہلو بھی ہے
کہ جہان مالک کی اجازت ضروری چیز ہے وہان برتنے کی چیزون کو
ایسی حالت مین کہ وہ اپنے استعمال سے فارغ ہون منع نہ کرنا
چاہیئے بلکہ جب دوسرے شخص کو ضرورت ہو اور وہ اجازت
لے تو ضرور دیدینا چاہیئے اور دوستی و محبت بلکہ ہمدردی کا
اصول بھی یہ ہی ہے قرآن مجید مین خاص طور سے اسکی
طرف نہایت پر ہیبت طریقہ سے اشارہ ہے۔

پارہ عم مین سورہ ماعون مین اسکا بیان ہے اور
ماعون برتنے کی چیزون کو کہتے ہین اور اس آیت کا نام بھی ماعون
ہی ہے اس مین برتنے کی چیزون کو نہ دینے والے شخص کا ایسے
اشخاص کے زمرہ مین شمار کیا گیا ہے جو تکذیب دین کرتے ہین۔
یتیمون پر بے رحمی کرتے ہین، مساکین کو کھانا کھلانے پر آمادہ
نہین ہوتے اور نماز سے غفلت کرتے ہین۔ یا نماز کو ریا کے طور پر

پڑھتے ہین انپر افسوس اور تباہی ہونے کا بیان کرکے فرمایا ہے
کہ جو لوگ برتنے کی چیزون کو دوسرے کے استعمال سے روکتے
ہین انپر بھی افسوس اور تباہی ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ
عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

ان دو احکام کو غور کرکے دیکھو کہ دوستی اور تعلقات کے عمدہ
طور پر قائم رہنے کے کیسے اچھے اصول ہین۔

غرض انسان کو تمدن و معاشرت مین ہر ایک ایسی بات سے
جس سے دوسرے کی حق تلفی ہو یا دوسرے کے دل کو صدمہ پہونچے
پرہیز رکھنا چاہیئے اور ایسے امور سے بچنا چاہیئے۔ جو تہذیب اور
مذہب کے خلاف ہون ورنہ کبھی نہ تعلقات شگفتہ رہ سکتے ہین اور
نہ خود اپنے دل کو راحت ملسکتی ہے۔

عورتون کے اخلاقی اثرات

(۱) یہ تو مسلمہ ہے کہ عورت مین شفقت - ہمدردی اور ایثار و مہربانی کا فطری طور پر ایک خاص جذبہ ہوتا ہے اور اوسکے اثرات محسوس اور غیر محسوس دونون طریقون پر بہت کچھ بچون پر پڑتے ہین

(۲) رشتہ دار عورتین اپنے بچون اور عزیزون کی جس جوش و ایثار سے خدمت کرتی ہین اور اونکو آرام پہونچانیکے لئے اپنے اوپر جو تکلیف اوٹھاتی ہین وہ ایک نہایت اعلیٰ مثال ہر وقت دوسرون کے ساتھہ ہمدردی کرنے کی سامنے رہتی ہے -

(۳) اور یہی وجہ ہے کہ ماں - بہنون اور گھر کی دوسری سنجیدہ اور بزرگ عورتون سے بیٹے اور بھائی بہت کچھ سیکھتے اور سبق حاصل کر لیتے ہین -

ہر گھر بجای خود ایک ایسی سوسائٹی ہوتا ہے کہ اگر اوس مین خود کوئی خرابی نہ پیدا کر دیجاے تو اس کی بدولت ابتدا سے بچون مین نہایت اعلیٰ اخلاق پیدا ہو جاتے ہین -

(۴) مردون مین وہ اعلیٰ جذبات ہمدردی و مہربانی جن کا تعلق دل کی نرمی اور رافت سے ہے صرف اپنے گھر مین نشوونما پاتے ہین۔

(۵) یہ تو تم جانتے ہو کہ مردون پر اہل وعیال کی پرورش ایک فطری فرض ہے اور اسکے لئے انکو محنت وجفاکشی کی خاص ضرورت ہے اور محنتی وجفاکش آدمیون مین لامحالہ سختی آجاتی ہے۔

مردانہ صفات معتدل رکھنے کا ذریعہ عورت ہے

یہان یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بہادری و دلیری جب اعتدال سے گذر جاتی ہے تو سنگدلی و درندگی بنجاتی ہے اور یہ عام اصول ہے کہ ہر ایک صفت اعتدال سے گذرنے پر بداخلاقی کی شکل اختیار کرلیتی ہے مثلاً تحمل و بردباری بہت اچھی چیز ہے لیکن اعتدال سے گذر کر وہ ہی بے غیرتی ہوجاتی ہے۔

تو ایسی حالت مین لامحالہ اعتدال قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہونا چاہئے اور قدرت نے ان صفات مردانہ کو معتدل رکھنے کا ذریعہ عورتون کو ہی بنایا ہے۔

عورتون کا صبر و تحمل ایثار اور نرم دلی مردون کی بہادری و دلیری کے ساتھ ملکر توازن قائم کر دیتی ہے۔

سرد ملکون مین بعض لوگ مردانہ کھیل، تفریح کے لئے برف پر (اسکیٹنگ) چلنے مین نہایت گھبراتے اور شور و غل مچاتے ہین کیونکہ انہین قدم اور وزن کو برابر رکھنے کی مشق نہین ہوتی اور نہ وہ یہ جانتے ہین کہ جب کوئی دوسرا (اسکیٹر) مقابل مین آجائے تو اسکی جھپیٹ سے کس طرح بچنا چاہئے۔

لیکن جو مشاق ہین وہ جسم کے توازن رکھنے اور مشق کی وجہ سے نہ گھبراتے اور نہ شور و غل مچاتے ہین اور مزے پر پہونچ جاتے ہین۔

اسی طرح عورتون مین بیٹھنے سے مردون کی بہادری اور دلیری مین اعتدال و توازن قائم رہتا ہے۔

عورتون کے عمدہ اثرات کی حد

(۲) لیکن عورت کے ایسے تمام عمدہ اثرات صرف اسی حد تک محدود ہین جہان تک گھر اور محارم کا تعلق ہے ورنہ بلا امتیاز مرد اور عورت کی سوسائٹی کا مشترک ہونا

ہزارہا خطرات کا باعث ہے۔

محرمات | (۸) اسلام نے چند رشتہ دار عورتون کو جن کی تفصیل ذیل کی آیتہ مین ہے محرمات مین داخل کیا ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الّٰتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

(مسلمانو) تمہاری) مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پھوپیان اور تمہاری خالائین اور تمہاری بھتیجیان اور بھانجیان اور تمہاری (رضاعی) مائین جنہون نے تمکو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شیریکی بہنین اور تمہاری ساسین (یہ سب تمپر حرام ہین اور جن بیبیون کے ساتھ تمنے صحبت داری کرلی ہو انکی گیلڑ لڑکیان (جو غالبًا) تمہاری گود مین پرورش پاتی ہین (تمپر حرام ہین) لیکن اگر ان بیبیون کے ساتھ تمنے صحبت داری نکی ہو تو (گیلڑ لڑکیون کیتہ نکاح کرلینے سے تمپر کچھ گناہ نہین اور تمہاری بہوئین) یعنی تمہارے (اپنے صلبی بیٹون کی بیبان ہی تمپر حرام ہین اور دو بہنون کا ایک ساتھ (نکاح) مین رکھنا

آیت قرآنی کی مصلحت اس سے یہی مقصد ہے کہ انسان ان ہی عورتون
مین اوٹھہ بیٹھہ سکتا ہے اور اون کے ہم جلیس بننے سے جو اچھے
سبق اور نصیحتین حاصل ہوسکتی ہین اونسے بہرہ ور ہوسکتا ہے
جنسے خطرہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور غیر محرمون کے میل وجول سے
برائیان پیدا ہوتی ہین اونسے مرد و عورت دونون محفوظ رہین

اگرچہ اسلام مین سن بلوغ سے غیر محرم مرد و عورت کو علیحدہ
رہنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن مسلمانون کے بچے بارہ تیرہ سال کی
عمر سے نامحرمون سے علیحدہ رہتے ہین اور اون مین خود بخود
ایک حجاب پیدا ہوجاتا ہی کیونکہ یہ مذہبی حکم نہایت درجہ دلون
مین راسخ ہوگیا ہے

غیر محرم سے علیحدگی کی مصلحت یہ تو ایک مسلمہ امر ہے کہ عورت مرد کے لئے ازل ہی
سے تسکین و راحت کا ذریعہ قرار دیگئی ہے حضرت
حوّا کی پیدائش کی وجہ یہی تھی کہ آدم علیہ السلام کو تنہائی کا غم نہ ہو
اور چونکہ عورت کی آفرینش تسکین و راحت ہی کے لئے کیگئی ہے
اسلئے لامحالہ اس سے وہ ہی بات حاصل ہوتی ہے جو اس کا

منشاے آفرینش ہے اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جو شئے انسان
کے لئے تسکین بخش ہوتی ہے وہ اوسکو ضرور مرغوب ہوتی ہے
کیونکہ فرحت و تسکین ہی سے انسان کے تفکرات و ترددات رفع
ہوتے ہین۔ مثلاً اگر تھکا ماندہ ایسی جگہہ پہونچے جہان سبزہ زار ہو
خوبصورت پھول کھلے ہوے ہون شفاف پانی کا چشمہ بہتا ہو تو وہ
خواہ مخواہ آرام لینے کے لئے ٹھیرے گا وہان اوسکے تکان مین
کمی ہوگی جس سے اوسکو فرحت حاصل ہوگی اور اوسکا دل وہان
دیر تک بیٹھنے کو چاہے گا۔ بہت ممکن ہے کہ جس ضرورت کیلئے
اوسنے بہت سفر کرکے یہ کسل مندی اوٹھائی ہے اس پُر فضا
جگہہ کی فرحت مین محو ہوکر اوسکو فراموش کردے تو پھر جب عورت
اور مرد کی سوسائٹی اور میل جول مین کوئی روک اور حد بندی نہوگی
تو کیونکر ممکن ہے کہ ایسی صحبت مین بیٹھکر جو فطرتاً ایکدوسرے
کی مسرت کیواسطے بنے ہین انسان کا دل نہ لگے اور خطرات رونما
نہون۔

شیطان یعنی جو انسان کا دشمن ہے بہشت برین جیسی

پاک مقام مین انسان کو دھوکا دینے مین کامیاب ہوگیا تو دنیا مین
جسے انسان کی برائیون نے بہت کچھ گندہ اور ناپاک کر رکھا ہے
آسانی کے ساتھ فریب کا جال پھیلا سکتا ہے جبکہ وہ پہلے فریب کے
بعد انسان کے ساتھ دشمنی کرنے اور اوسکو بہکانے اور گمراہ
بنانے کی مہلت پا چکا ہے جیساکہ اس آیۂ شریفہ مین مذکور ہے

قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ترجمہ - جسدن (سب) لوگ دوبارہ جلا کر
قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اوٹھا کھڑے کئے جائینگے اس دن تک کی مجھے
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ مہلت دی فرمایا (منظور) تجھکو مہلت دیگئی -
لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ (اسپر شیطان) بولا کہ جیسی تونے میری راہ ماری
ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ بَیْنِ ہے مین بھی تیرے سیدھے رستے پر بنی آدم کی تاک مین
اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ بیٹھون تو سہی پھر اوبدا کر ان کے آگے سے آؤن
وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ اور اونکے پیچھے سے (آؤن) اور ان کی داہنی طرف
شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ سے (آؤن) اور انکی بائین طرف سے (آؤن)
شٰكِرِیْنَ قَالَ اخْرُجْ اور جسطرح بن پڑے انکو بہکا کر رہون اور تو اکثر بنی
مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا آدم کو اپنا شکر گذار نہین پائیگا فرمایا بہشت سے نکل باہر ہو

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۝	اور تو (اور) اندہ درگاہی) بنی آدم میں سے جو تیری پیروی کریگا ہم بلاشبہ (تجھ سے) اور (تو) سے یعنی تم سب سے

اللہ تعالیٰ نے اپنی خدشات سے محترز رہنے کے واسطے مرد اور عورت دونوں کو حکم فرمایا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	ایمان والے مردوں سے کہدو کہ وہ اپنی آنکھوں کو ممنوعات شرعی سے بند کریں

ایسا ہی عورتوں کی نسبت بھی حکم دیا۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ	اور عورتوں سے بھی کہدیا جاے کہ وہ بھی ممنوعات شرعی سے آنکھوں کو بند کرلیں

مرد و عورت دونوں کے واسطے یکسان احکام نازل ہوئے ہیں۔ لیکن آگے چلکر عورتوں کے واسطے تفصیل ہوگئی یعنی نامحرموں کے روبرو ستر چھپا رکھیں اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ	اپنے سینوں پر دوپٹے بکل مارے رہیں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ	باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر یا اپنے بھائیون پر یا اپنے بھتیجون پر یا اپنی بھانجیون پر یا اپنی (یعنی اپنے میل جول کی) عورتون پر

اور پھر ایک اور حکم کے ذریعہ سے بناؤ سنگار دکھانیکی ممانعت کی

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى	اور اگلے زمانہ جاہلیت کے (سے) بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو۔

احکام قرآنی کا منشا ان تمام احکام کا منشا و مقصد یہی ہے کہ مرد اور عورت اپنے اپنے نامحرمون سے علیحدہ رہین تاکہ شیطان کو اون کے لباس تقویٰ چھیننے کا موقع ہی نہ ملے۔

ایسی ہی اخلاقی خطرات کا مقابلہ کرنا دراصل بڑی ہی طاقت کا کام ہوتا ہے اور وہ انسان غیر معمولی انسان ہوتا ہے جو ایسے موقعون پر شیطان کے حملہ سے اپنی حفاظت کر لیتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو صرف نبوت کی ہی طاقت تھی جسنے اون کو ترغیبات

نے دور رکھکر آپ کے دامن عصمت کو پاک وصاف رکھا۔ ورنہ ایسے موقعون پر ملکوتی قوت بھی مغلوب ہوجاتی ہے پھر باوجود اسکے انسان حقیقت مین کیسا ہی معصوم ہو ایسی صحبت اور ایسے موقعون پر متہم تو ضرور ہوجاتا ہے۔

اتہام کے موقع سے اجتناب۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گنہگار عورت کے یہان محض ہدایت کے لئے جاتے تھے اگرچہ آپ کی ہدایت سے وہ عورت راہ راست پر آگئی تاہم یہود نے آپ پر تہمت لگادی۔

ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی تہمت کے موقعون سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی ہے ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی کے نزدیک کھڑے ہوئے اپنی بیوی ام المومنین حضرت صفیہؓ سے باتین کررہے تھے اتنے مین چند انصار ادھر سے نکلے جب انھون نے دیکھا کہ حضرتؐ اپنی اہلبیت سے کھڑے ہوئے باتین کررہے ہین تو بیباکانہ ادب کترکے دوسری جانب سے جانیکا ارادہ کیا آپنے پکارکر فرمایا اے انصار مین اپنی

بی بی سے باتین کر رہا ہون انصار نے جواب دیا استغفر اللہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شک کر سکتا ہے کہ آپ کبھی کسی نامحرم عورت سے ایسی تنہائی مین سرگوشی فرمائین گے، آپ نے فرمایا نہین مگر شیطان انسان کے خون مین دوڑتا ہے اور ہمیشہ بُرے وسوسے پیدا کرتا ہے اسلئے ایسی باتون سے بچو جن سے تہمت کا اندیشہ ہو۔

جب انبیاء و اولیاء کے لئے ایسے میل جول سے خطرات و اتہام ہو سکتے ہین تو اور انسانون کی کیا حقیقت ہے۔

عورتون کی ہمراہی سے احتراز

آجکل جدید تہذیب اور معاشرت مین وہ سوسائٹی نہایت دلچسپ اور اعلیٰ سمجھی جاتی ہے جس مین مرد اور عورت آزادانہ طور پر شریک ہون اور اس طرف رجحان بڑھ جاتا ہے

لیکن اسکے خطرات بمقابلہ فوائد کے زیادہ ہین اور یہ ایک اصول ہے کہ شر کثیر کے لئے خیر قلیل کو نظر انداز کرنا چاہئے شراب مین بھی منافع ہین مگر اس کے نقصانات بہت ہین اسی لئے

اسلام نے اسکو حرام مطلق بنایا ہے + یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما اور پھر بالکل ہی حرام کردیا جبکہ ہماری مذہب نے جگہہ جگہہ ایسے احکام سے ہمکو ممانعت فرمائی - ہمارے بچون اور نوجوانون کو ایسی سوسائیٹیون اور غیر محرم عورتون کے مجالس اور محافل سے ہمیشہ محترز رہنا چاہئے اور ہر ایسی بات سے جس مین لغزش اور خطاے بشری کا اندیشہ ہو دور بھاگنا چاہیئے - الانسان مرکب من الخطاء والنسیان نہین معلوم کس وقت اس سے خطا سرزد ہوجاے اور دامان عصمت داغ معصیت سے آلودہ ہوجاے -

وساوس شیطانی سے بچنے کی ہدایت

خداوند کریم نے انسان کو خطرناک کامون اور موقعون سے بچنے کے لئے عقل سلیم عطا کی ہے -

قران مجید کی آیتون نے اسکے طریقے بھی روشن اور واضح کردیئے ہین اور اسکے اصول وقواعد بتادیئے ہین اور ہماری ہی جنس سے اپنے برگزیدہ بندون کو اپنا پیغام لیکر بھیجا ہے اور انکے ذریعہ سے ہمکو ہدایتین کی

ہین - پس اب بہی اگر برائیون سے احتراز نہ کیا جائے تو بجز بدبختی
کے اور کیا تصور کیا جاتا ہی دیکھو - شیطان یا وساوس شیطانی
سے بچنے کے لئے کیسے عمدہ الفاظ مین اولاد آدم کو نصیحت فرمائی ہے

یَابَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا	ترجمہ - اے بنی آدم ہمنے تمہارے لئے (ایسا) لباس
عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ	اُتارا ہی جو تمہاری پردہ کی چیزون کو چہپائے اور
سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَ	(موجب) زینت (بہی ہو) اور پرہیزگاری کا لباس
لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ	(یہ سب لباسون سے) بہتر ہے یعنی لباس کا ہونا
خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ	خدا کی (قدرت کی) نشانیون مین سے ہی تاکہ لوگ
اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ	(ان باتون مین) غور کرین - اے بنی آدم (کہین)
یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ	شیطان تمکو (راہ خدا سے) بہکا نہ دے جس طرح
الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ	اُسنے تمہارے والدین (آدم اور حوا) کو بہشت سے
اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ	نکلوایا کہ لگا انکا (بہشتی لباس اُنسے اُتروانے
عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا	تاکہ انکے پردہ کرنیکی چیزین انپر ظاہر کردے -
سَوْاٰتِھِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰىکُمْ	غرض اغوائے شیطان سے بچتے رہو کیون کہ
ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ	وہ اور اوسکی ذریات تمکو (اوپر سے) دیکھتے

لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	رہتے ہین جدہر سے تم انکو نہین دیکھتے ہم نے شیطانون کو ان ہی لوگون کا یار و ہمدم بنایا ہے جو ایمان نہین لاتے ۔

اس آیت و ہدایت الٰہی مین جو فہمائش ہے اور جو مثال ہمارے باپ آدم اور مان حوّا علیہما السلام کی ہے وہ کسقدر صاف اور روشن ہے اور اس پر اب کچھ زیادہ سمجھانے اور فہمائش کرنے کی ضرورت نہین ۔

بناوٹی خوبصورتی

دنیا کی کل اقوام خواہ وہ مہذب ہون یا غیر مہذب متمدن ہون یا وحشی سب مین اظہار نمود و نمائش کا مادہ عام طور پر پایا جاتا ہے۔ زینت اور آرائش کی اصل بنیاد یہی ہے وحشی قومین اپنے بدن کو مختلف رنگون سے رنگ کر اور درختون کے پتون وغیرہ سے سنوارتی ہین اور مہذب اقوام طرح طرح کے لباس اور نئی نئی وضع قطع کے زیورات وغیرہ سے اپنے جسم کو آراستہ کرتی ہین اسکی علت پر غور کیا جاے تو بجز اسکے کچھ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اپنے امثال و اقران مین ممتاز اور لوگون کی نظرون مین اچھے معلوم ہون یورپ مین یہ وبا آج کل فیشن پرستی کی عام ہے اور جسطرح وحشی اقوام بجاے راحت و آسائش کے زینت و آرائش کو مقدم رکھتی ہین اسی طرح یورپ مین بھی لباس وغیرہ مین

بجاے نفع کے جسمانی آرائش کو ترجیح دیجاتی ہے افسوس ہے
کہ فیشن پرستی کا یہ مرض یورپ کی دیکھا دیکھی ہندوستان
مین بھی پیدا ہوگیا ہے اور روز بروز ترقی کرتا جاتا ہی زینت
و آرائش اگر اعتدال کی حد تک ہو تو چندان مضائقہ نہین ہی
لیکن اس مین اب ایسی ایسی چیزون کا اضافہ ہوگیا ہے اور
اس کا شوق اعتدال سے اس قدر متجاوز ہوگیا ہے کہ جس سے
نفع تو کچھ نہین ہے بلکہ سخت مضرتون کا باعث ہے
جیسا کہ سطور ذیل سے ثابت ہوگا۔ اس مضمون مین جو کچھ
لکھون گی اس کا زیادہ تر حصہ عورتون سے متعلق ہوگا۔
کیونکہ عورتین ہی زینت و آرائش اور مصنوعی حسن پیدا
کرنے کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہین سب سے پہلے یہ بات
سمجھ لینا چاہئے کہ خوبصورتی اور بدصورتی قدرت کیطرف
سے ہے انسان کا اس مین کوئی دخل نہین ہے اس لئے
خدا نے جس کی جیسی صورت بنادی اس پر صبر و شکر کرنا چاہئے
اور قدرت کے کامون مین عیب چینی اور ناراضی کو دخل نہ دینا چاہئے

مصنوعی آرائش ساتھ ہی اس کے مصنوعی زینت و آرائش سے حسن پیدا کرنا بھی ایک فعل عبث ہے۔ اسلام نے بھی حسن بڑھانے کے واسطے ایسی چیزون کے استعمال کی سخت ممانعت کی ہے جس سے صحت اور اصلی حالت کو نفع کے بجائے نقصان ہی پہونچتا ہے اور اس عارضی خوبصورتی کے پردے مین بدصورتی کو اور ترقی ہوتی جاتی ہے

حسفہ کی مضرتین عرب کی عورتین ایک بٹے ہوئے تاگے کو اپنے مُنہ پر اس طرح پھیرتی ہین کہ باریک روان سب اُوکھڑ جاتا ہے اسے "حسفہ" کہتے ہین اسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نرم روئین کے بجائے سخت روان نکلتا ہے جو مثل بالون کے موٹا ہوتا ہے اگر ایک ہفتہ تک "حسفہ" نہ کیا جاے تو چہرہ بہت ہی بدنما معلوم ہونے لگتا ہے۔ ایسے ہی لیمو اور شکر ملا کر چاشنی سی بناتی ہین اور کاغذ پر پھیلا کر گرم گرم چہرے پر چپکانے مین اور زور سے کھینچنے مین بھی روان نکل جاتا ہے۔ لیکن اس سے بھی وہی خرابی پیدا ہوتی ہے جو حسفہ سے۔

پاؤڈر کے نقصانات | یورپ مین سرخ وسفید ادویہ سے ایک قسم کا پوڈر بناتے ہین اور میمین اس کو اپنے چہرون پر ملتی ہین جس کے سبب دور سے اونکا رنگ بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے یہ ہندوستان مین بہی رائج ہوگیا ہی اس کے علاوہ اور بہی قسم قسم کے سفوف اور غازے ملے جاتے ہین لیکن ان تمام مرکبات مین ایسے اجزا ہوتے ہین جس سے رفتہ رفتہ قدرتی حسن بہی زائل ہوجاتا ہے مثلاً پوڈر کا ایک جز سیسہ ہوتا ہے جس سے رنگ پر نیلاہٹ آجاتی ہی اور جو عورتین اسکو ہمیشہ استعمال کرتی ہین وہ اسی غازے (پوڈر) کی محتاج ہوجاتی ہین - اور اپنے قدرتی حسن سے ہاتھ دہو بیٹہتی ہین بنے ہوے دانت لگانا بہی اگرچہ اپنی صحت قائم رکہنے کے واسطے ممکن ہے کہ گناہ مین داخل نہ ہو - مگر میری ذاتی راے یہ ہے کہ یہ بہی ایک قسم کی دہوکا بازی ہی

ایک بڑے حکیم کی دہوکا بازی | یہان مجہکو ایک قصہ یاد آیا جو مینے کسی انگریزی کتاب مین دیکہا تہا جسکا نام مجہکو اس وقت

یاد نہین ہے مگر کہ ایک یورپین میم نے اپنے سے کم عمر مرد کے ساتھہ شادی کی، اور نکاح کے وقت یہ شرط پیش کی کہ تم نصف شب کے بعد میری خوابگاہ مین ہرگز نہ آنا دولہے نے یہ شرط منظور کر لی۔

یہ میم مصنوعی سنگار مین خوب مشاق تھی غازۂ مصنوعی بال، اور بنے ہوے دانت ہمیشہ لگائے رہتی تھی اور جب سوتی تو ان سب چیزون کو علیحدہ کر دیتی۔

ایک روز عرصہ کے بعد اسکا خاوند جب نصف شب گذر چکی تھی اس کی خواب گاہ مین آیا تو اُس نے دیکھا کہ ایک بڑا ہیا جس کے مُنہ مین ایک دانت نہین اور چھوٹے چھوٹے بال سر پر ہین اسکی بی بی کے پلنگ پر سو رہی ہے وہ بڑی دیر تک دیکھتا رہا کہ یہ ہے کون، اور میری بی بی اس کو چھوڑ کر کہان غائب ہو گئی۔ آخر اس سے نہ رہا گیا اور اس نے اوس کو اٹھایا جب یہ اٹھی تو ندامت کے مارے غش کھا کر گر پڑی جب ہوش مین آئی تو شوہر نے اس سے دریافت کیا

کہ تو کون ہے، مگر بجاے اس کے کہ یہ کچھ جواب دے فوراً گھر سے باہر چلی گئی۔ اور شوہر پر خلاف معاہدگی کا دعوے دائر کر دیا اور آخر کار طلاق ہو گئی۔

مصنوعی بال اسی طرح چھوٹے بالون مین دوسرے بال لگاکر اونکا عیب چھپایا جاتا ہے اور کرو کرنے کے واسطے بہت سی چیزین ایجاد ہو گئی ہین جو سیدھے بالون کو گھونگریالے بنا دیتی ہین لیکن اس سے بال الجھ الجھ کر ڈھیر کے ڈھیر اُترنے لگتے ہین اور آخر کار تمام بال گر جاتے ہین اور سر گنجون کی طرح ہو جاتا ہے۔

تصنع ایک دھوکا بازی ہے یہ ایک صریح دھوکا بازی ہے کیونکہ تمہارا ضمیر خوب جانتا ہے کہ جس صورت مین دوسرون کے سامنے اپنے کو ظاہر کرتے ہو وہ اصلی صورت نہین ہوتی اور اس سے یہی مقصد ہوتا ہے کہ دوسرے آدمی اس تصنع سے دھوکا کھائین۔ اس لئے ان باتون سے احتراز کرنا واجب ہے اور اپنی اوسی صورت پر جو خدا نے

بنائی ہے قانع وشکر گذار رہنا چاہیئے۔

تصنع کا بدل لیکن ان تکالیف یا مصائب کا ایک بدل بھی ہے وہ انسان کا اخلاق اور اس کا علم وفضل ہے ایک عمدہ اخلاق کا بدصورت آدمی ہمیشہ بداخلاق حسین وجمیل آدمی سے بدرجہا قابل احترام ہوتا ہے۔

حسن سیرت اکثر گھر کی شریف اور باعصمت بیبیاں بازاری عورتوں کے مقابلہ میں بدصورت ہوتی ہیں لیکن ہر شخص کے نزدیک ان بدصورتوں ہی کی زیادہ عزت ہوتی ہے اور یہ کلیہ ہے کہ حُسن صورت ہمیشہ حسن سیرت کے سامنے ماند پڑ جاتا ہے۔

غرور حسن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بہت سے حسین لوگ اپنے حسن پر مغرور ہو کر خود غرضی اور دوسروں سے سرد مہری اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ان کو اپنے بناؤ سنگار کے سوا دنیا ومافیہا سے کوئی غرض ہی نہیں ہوتی۔

وہ سمجھتے ہیں کہ انکا کام صرف اپنی آرائش اور زیبائش

ہے - ان مین خاص طور پر نزاکت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو
ان کو اکثر اوقات ایسی تکالیف مین ڈالتی ہے جو ناقابل
برداشت ہوتی ہین -

اکثر حسن پر مغرور عورتین صحن مکان مین بھی دھوپ
مین چلتے ہوے ہچکچاتی ہین کہ رنگ سیاہ پڑجائیگا وہ سینے
پرونے سے اس لئے جی چراتی ہین کہ آنگلیان کھردری
ہوجائین گی -

غرض ان مین جسقدر حسن صورت ہوتا ہے اس قدر
حسن سیرت نہین ہوتا اور جس قدر انکا چہرہ روشن اور
منور ہوتا ہے اوسی قدر انکا دل سیاہ ہوتا ہے -

بناؤسنگار کا نتیجہ ابھی تم نے یہ بھی خیال کیا ہے کہ جو لوگ بناؤسنگار
مین اپنا وقت ضائع کرتے ہین وہ گویا اپنی ذاتی اغراض
پوری کرنے کے عادی بنتے ہین - اور جب ان کی خواہشین
پوری نہین ہوتین اور خود غرضی کے باعث زمانہ ان کا ساتھ
نہین دیتا تو وہ بے صبر اور چڑچڑے ہوجاتے ہین -

حسن باطن موجب فلاح دارین ہے	اس لئے ہم کو ظاہری حسن کا دلدادہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری دل برائیون سے پاک ہو جائین۔ مخلوق خدا کے ساتھ ہم نیکی اور ہمدردی کرین۔

حسن ظاہری تو صرف دنیا ہی مین کام آئیگا مگر حسن باطنی دین اور دنیا دونون جگہہ ہم کو کام دے گا اور فلاح دارین کا سبب ہو گا۔

ہمدرد اور سادگی پسند لوگون کے اوصاف	سادگی سے رہنے والے جن کے دل انسانی ہمدردی سے معمور ہین جو دھوکے اور جھوٹ سے پرہیز کرتے ہین۔ اور بناوٹی باتون سے کوسون دور بھاگتے ہین وہ اگر مرد ہین تو اپنے اہل وعیال کی بہبودی کے خواہان اور مخلوق خدا کی ہمدردی مین کوشان ہین اور اگر عورتین ہین تو اپنے شوہرون کی اطاعت، بچون کی پرورش اور انتظام خانہ داری مین مصروف ہین اور زیور اخلاق سے آراستہ ہین اور اس قسم کے گناہون کے کامون سے دور

رہتے ہین اسکے چہرے نورانی اور ان کی صورت پر ایک قدرتی چمک ہوتی ہے یہ قدرتی حسن بناوٹی حسن سے بالکل علیحدہ ہوتا ہے نہ صرف ان کی صورتین خدا کے نور سے منور ہوتی ہین بلکہ ان کے قلب بھی اخلاق حسنہ کی شعاعون سے روشن ہوتے ہین - ایسے لوگ ہمیشہ نیکیون مین مصروف نظر آتے ہین اور دوسرون کو نیک رستہ پر لگاتے اور ان کے ساتھ مہربانی کرنے کو مستعد رہتے ہین نیک خیالات کا ہجوم ہر وقت انکے دماغ مین رہتا ہے اور یہ ہر وقت اسی کوشش مین لگے رہتے ہین کہ اپنی ہر اخلاقی کمزوری سے باخبر ہون تاکہ اس کی اصلاح کر سکین اور دوسرون کی تکالیف اور برائیان ہمدردانہ اور مہربانی آمیز طریقہ سے دور کرین -

کلام پاک مین صفات انسانی -

ہر مرد و عورت کے لئے سب سے بڑی صفات یہ ہین جن کا خداوند کریم نے اپنے کلام پاک مین ذکر کیا ہے

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتین

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ
وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ
وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں
اور فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں
اور راست گو مرد اور راست گو عورتیں
اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں
اور خاکساری کرنے والے مرد اور خاکساری
کرنے والی عورتیں۔ اور خیرات کرنے
والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں
اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ
رکھنے والی عورتیں اور اپنے شرم
کی جگہ کی حفاظت کرنے والے مرد
اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور
کثرت سے خدا کو یاد کرنے والے مرد
اور یاد کرنے والی عورتیں ان (سب)
کے لئے اللہ نے (ان کے کئے کا صلہ
یعنی) گناہوں کی معافی تیار کر رکھی ہے
اور معافی کے علاوہ بڑے اجر ہیں ۔

راحت وتسکین کے اسباب | جب انسان مین یہ صفات ہون گی تو تمام دنیاوی تکالیف اس کو ہیچ معلوم ہونے لگین گی اور اسکا دل راحت وتسکین کا خزانہ بن جائیگا اور اس کا باطن اس کے ظاہر پر فوقیت حاصل کرے گا۔

ضبط

ضبط ابتدا مین ناگوار ہوتا ہے لیکن اسکے نتائج اچھے ہوتے ہین

ہر آدمی کو کم سنی مین ضبط نہایت ناگوار بات اور مشکل کام معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم جب کسی ایسی بات سے روکے جاتے ہو جس کو کرنا چاہتے ہو اور اوستاد، والدین ضبط کی ہدایت کرتے ہین تو اوس وقت تمہاری حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کہ پیاسے کے سامنے ایک شفاف چشمہ ہو اور اوسکو پانی پینے سے روکا جاے یا جیسے کسی مریض کو خوش ذائقہ غذا سے جو اس کے لئے مضرت رسان ہو منع کر دیا جاے یہ باتین درحقیقت بہت تکلیف اور ناگواری کی ہین لیکن اس کے نتائج کے مفید اور بہتر ہونے مین کسی کو شک نہین ہو سکتا۔

اگر ابتدا سے بچون کو ضبط کا خوگر نہ بنایا جاے اور اونکو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جاے تو اون کی صحت بلکہ زندگی

تاکہ معرض خطر مین پڑ جاے گی۔

ضبط خطرات سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے

کیا تم تھوڑی دیر کے لئے بھی یہہ خیال کر سکتے ہو کہ اگر بہت سے چھوٹے چھوٹے بچون کو ایسے مکان مین چھوڑ دیا جاے۔ جہان کوئی اون کا محافظ نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو خطرناک چیزون اور حرکتون سے محفوظ رکھہ سکتے ہین؟ نہین۔ کیون کہ وہ خطرہ کو نہین جانتے اور ان مین اپنی خواہشون کے روکنے کا مادہ نہین ہوتا۔ لیکن سمجھہ دار بچے بے شک ان خطرناک چیزون سے محفوظ رہ سکتے ہین اس لئے کہ وہ خطرہ کو سمجھتے ہین اور ان مین ضبط ہوتا ہے۔ پس جس قدر انسان مین ضبط کا مادہ ہوگا اسی قدر وہ اوس کی فہم اور عقل کی علامت ہے اور جس قدر اس صفت کا ظہور ہوگا اوسی قدر انسان خطرات زندگی سے محفوظ رہے گا۔

دنیا مین زندگی قائم رکھنے کے لئے۔ پانی۔ ہوا۔ روشنی۔ غذا اور لباس بے انتہا ضروری چیزین ہین لیکن

ان ہی مین ہم ضبط کو بھی شامل کرتے ہین جس کے بغیر ان چیزون کا پورے طور پر فائدہ حاصل نہین ہو سکتا

اس وسیع دنیا مین جسے ضبط کی عادت نہ ہو تو وہ زندگی کی دوڑ مین سب سے پیچھے رہ جائیگا اور آئے دن کے جھگڑے فسادون مین مبتلا ہو کر اپنی زندگی کو تباہ کر دے گا وہ نہ اپنی حالت پر قائم رہ سکتا ہے اور نہ اس مین کوئی ترقی کر سکتا ہے۔

ضبط کی انسانی زندگی سے مناسبت

ضبط انسانی زندگی کے ساتھ ایک خاص مناسبت رکھتا ہے۔ نیچر اسٹڈی یا مطالعہ قدرت کا یہ ایک سبق اور نتیجہ ہے کہ اگر پودون یا جانورون مین مناسبت نہ ہو تو وہ تباہ اور برباد ہو جاتی ہین وہی زندہ بچتے ہین جو مناسبت سے پیدا ہوتی ہین یا لگائی جاتی ہین

اگر شبر بجائے زرد۔ مٹیالے رنگ کے شوخ رنگ کا ہوتا تو جنگل مین جلد نظر آجاتا اور بے خبری مین اپنے شکار کو نہ پکڑ سکتا۔ یا اگر باز بجائے خاکی سیاہ کے سرخ ہوتا تو ہرگز

اپنے شکار کی آنکھ سے نہ چھپ سکتا اور نتیجہ یہ ہوتا کہ یہ شکاری جانور بھوکون مرجاتے - ایسے ہی انسان مین بھی ضبط کو ایک خاص مناسبت ہے، اور جس طرح شکاری چڑیا کی آنکھ اپنے شکار کے واسطے کارآمد ہی - اس طرح انسان کا ضبط زندگی کے تمام کامون کے لئے مفید ہے -

تم خواہ کیسے ہی مشاق شہسوار ہو اوس وقت تک اپنے گھوڑے پر قابو نہین رکھہ سکتے جب تک تمہاری ہاتھہ مین اوسکی لگام نہ ہو - یہی مثال ضبط کی ہے - تم ایک سوار ہو اور دنیا تمہارا مرکب ہے اور تم اوس وقت اطمینان سے سوار ہو سکتے ہو جب اوسکی باگ تمہارے ہاتھہ مین ہو اور وہ باگ یہ ہی ضبط کی عادت ہے -

زندگی کے ہر مرحلہ مین ضبط کی ضرورت ہی

انسان کی زندگی کا کوئی مرحلہ ضبط سے خالی نہین وہ مریض ہو یا صحت مند امیر ہو یا غریب عالم ہو یا جاہل خواہ وہ کسی حالت مین ہو اگر اوس مین ضبط نہین ہے تو وہ ہمیشہ ناکام رہیگا خرابیون مین

بنلا ہوگا ضبط ایک ایسی صفت ہے کہ جو خود انسان کی ذات اور دوسرون کے تعلقات دونون مین ضروری اور کارآمد ہے۔ انسان کی بہت سی خواہشین ایسی ہوتی ہین کہ اون کا تعلق صرف اوسکی ذات سے ہوتا ہی مثلاً کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بھننا، اگر ان خواہشون مین ضبط کے موقع پر ضبط نہ کیا جاے تو اس کا نتیجہ تکلیف اور ہلاکت ہی دوسرون کے تعلقات مین اگر ضبط نہ ہو تو کسی سے محبت اور دوستی قائم نہین رہ سکتی۔ تم اپنے والدین بھین۔ بھائیون اور عزیزون کے ساتھ بھی شگفتہ خاطر اور خوش نہین رہ سکتے۔ تم اپنے دوستون مین حقیقی محبت جب ہی پیدا کر سکتے ہو جب تم مین ضبط کی عادت ہو گی اور بہت سی ناخوشگوار باتون کو اور اوس کے مقابلہ مین اپنی خواہشونکو ضبط کر جاؤ گے۔

تم کو اگر کسی سچے دوست کی تلاش ہے تو کیا اشتہار دیکر تمہین سچا دوست مل جاے گا۔ نہین حقیقی دوستی پیدا

کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی باتون سے اوس مین کشش
پیدا کرو اور ضبط سے کام لو۔ یاد رکھو کہ اگر تمہاری کسی بات سے
یہ ظاہر ہوا کہ تم خود غرض اور مطلب کے دوست ہو تو دوسرا
کبھی تم پر بھروسہ نہ کریگا اور تم کو سچی دوستی کی خوشی حاصل
نہین ہوگی۔

ایک چھوٹی سی مثال پر تم خیال کرو کہ تمہارے کسی
اسکول فیلو یعنی ہم مکتب کے پاس کھیلنے کے لئے بیٹ
نہین ہے اور تم خوشی کے ساتھ اپنا بیٹ اوسے پیش
کرتے ہو تو اوس پر اور دوسرے بچون پر یہ اثر ہوگا کہ
تم نے اپنی خواہش پر دوسرے کی خواہش کو ترجیح دی
اور اس سے اون کے دلون مین تمہاری دوستی کی خواہش
پیدا ہوگی بے شک تم نے اپنی خواہش پر ضبط کیا ایسی ہی
چھوٹی چھوٹی باتین دوستی کے چشمہ کی سوتین بن جاتی ہین۔

بعض اوقات جب تمہارا ضمیر کسی پر مہربانی کرنے کی
ہدایت کرتا ہے تو ساتھ ہی تمہارا نفس امّارہ رکاوٹین بھی

پیدا کرتا ہے۔ اس چھوٹی سی مثال مین دیکھو کہ تم اپنے کھیلنے
کے لئے بیٹ لائے تھے تمہارا دل کھیلنے کو چاہ رہا تھا لیکن
تم نے اپنی خواہش پر ضبط کیا اور دوسرے کو دیدیا تو تم نے
اپنے نفس امّارہ پر فتح پائی اور ایک دوست کی دوستی حاصل
کرلی واقعی اپنی خواہشون کو مار کر دوسرون کی ضرورتون کو
پورا کرنا ایک مشکل کام ہے مگر جب اسکی مشق چھوٹی چھوٹی باتون
سے شروع ہوتی ہے تو پھر بڑے بڑے کام ہو جاتے ہین
اور بڑی بڑی خواہشون پر قابو رکھنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے
اور بالآخر یہ ضبط کی عادت تمہاری ہمدردی کے جزو لی
معین بن جاتی ہے اور تم بغیر کسی دقت کے ہمدردی کرسکتے ہو

اعتماد ضبط سے قائم ہوتا ہے

انسان کا اعتماد محض اسی ضبط سے قائم
رہتا ہے اور جو آدمی قابل اعتماد نہین ہوتا
دنیا مین اوس کی کوئی عزت نہین ہوتی تمہارے
پاس کچھ روپیہ کسی شخص کا امانت ہے تم کو شدید اور ناگہانی
ضرورت پیش آرہی ہے لیکن یہ تمہاری ضبط ہی کی قوت ہے

جو تمھیں اس بین خیانت نہین کرنے دیتی تمہارا اعتماد قائم رہتا ہے اسی طرح کسی دوست کا راز تمہارے پاس امانت ہے اور تم کو اوس کے افشا کی ممانعت کر دی گئی ہے لیکن تم اوسکو ضبط نہ کر سکے اور کسی سے تم نے ظاہر کر دیا تو اگر وہ اہم راز ہے تو محض ضبط نہ کرنے کی وجہ سے تم اعتماد ضائع کرنے کے ساتھ اپنے دوست کے لئے باعث ضرر بن گئے اور اگر کوئی معمولی بات ہے تو کم از کم تمہارا بھروسہ جاتا رہا کیون کہ جب تم سے معمولی بات کا ضبط نہ ہو سکا تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے اور تم جب غور کرو گے تو خود تمہاری دل کو صدمہ ہوگا کہ یہ کیا غضب کیا جو اپنے دوست کے راز کو مخفی نہ رکھا۔

بروٹ اور پورٹیا کا قصہ | کیا تم نے "بروٹ" اور اسکی بی بی "پورٹیا" کا قصہ سنا ہے کہ جب بروٹ نے قیصر کے مارنے کی سازش کی تو اس راز کو اپنی بی بی سے چھپایا، تاکہ کسی پر ظاہر نہ ہو بی بی نے اپنی ہوشیاری سے یہ بات معلوم کر لی کہ

میرے شوہر کے دل مین ضرور کوئی راز ہے جو مجھ سے چھپانا چاہتا ہے اوسکو افسوس ہوا کہ مین اپنے شوہر کے نزدیک ایسی بے اعتماد ہون، اور اس نے خیال کیا کہ یہ بے اعتمادی میرے عورت ہونے کی وجہ سے ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ مین اس کے راز کو مخفی نہ رکھ سکون گی،

یہ سوچ کر اس نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تاکہ اس کی شوہر کو معلوم ہو کہ جب مین زخم کی تکلیف برداشت کر سکتی ہون تو کیا اس قابل نہین ہون کہ راز کو پوشیدہ رکھ سکون۔

اس کے بعد اس نے نظم مین سوال کیا کہ بروٹ اپنا راز کھو مین اسے کبھی کسی پر ظاہر نہین کرون گی مین نے اپنے زخم لگا کر تمکو پورا ثبوت دیدیا کہ مین کیسی ضبط کرنے والی ہون دیکھو میری ران جس پر مین نے زخم لگایا ہے جب مین اس قدر گہرا زخم برداشت کرنے کے قابل ہون تو کیا اپنے شوہر کے راز کو ضبط نہ کر سکون گی۔"

بروٹ نے اپنے راز کے کہنے مین دریغ نہین کیا اور

اپنی بی بی سے کہدیا۔

اخلاق کی کمی بیشی ضبط کی کمی بیشی پر منحصر ہے

تم دنیا مین جس قدر نیکی اور بدی کی باتون کو دیکھتے ہو اور جو کچھ خوش اخلاقی اور بداخلاقی نظر آتی ہے وہ سب انسان کی طاقت ضبط پر منحصر ہے جس قدر ضبط کا مادہ ہوگا اوسی قدر انسان کے اخلاق عمدہ اور اس سے نیکی کے کام ہون گے اور اس کے برعکس اگر ضبط نہ ہوگا تو انسان کے اخلاق بگڑین گے اور اس سے برائیان سرزد ہون گی۔ چوری، بدکاری، دغا، فریب، قتل، ان سب کا ضبط نہ کرنے سے ارتکاب ہوتا ہے۔ امانت، تحمل، عفو، خودداری اور تمام دوسری صفات، ان سب کا سرچشمہ انسان کا ضبط ہی ہے تمام خواہشین دل سے پیدا ہوتی ہین اور ان کو دبا دینا صرف ضبط کی قوت کا نام ہے۔

زبان پر قبضہ رکھنے کی اہمیت

لیکن اعضاے انسانی مین دل کے علاوہ ایک اور عضو بھی ہے جو بہت سی برائیون اور بہت سی نیکیون کا سرچشمہ ہے اور یہ چھوٹا سا عضو زبان ہے

جس نے انسان کو دوسرے حیوانات سے بہت ممتاز کیا ہی
اس کا قابو مین رکھنا بہت بڑا کام ہے اس پر تم کو پورا قبضہ
رکھنا چاہیئے اور جس قدر اس پر زیادہ قبضہ ہوگا اسی قدر
تمارے ضبط کی قوت ظاہر ہوگی یہ کس قدر عجیب بات ہی
کہ بعضت سے لوگ باوجود اپنی زبان کے مالک ہونے کے
اوس کے غلام بن جاتے ہین اور جس طرح کہ مطلق العنان گھوڑا
قابو سے باہر ہوجاتا ہے اسی طرح اون کی زبان بھی قابو سے
نکل جاتی ہے - یہ بھی وہ چیز ہے جو انسان کو شرک کی حد تک
پہونچا دیتی ہے - اور یہی خدا کی تسبیح اور تقدیس اور عبادت کا
ذریعہ بن جاتی ہے اسی سے دوست دشمن اور دشمن دوست
ہوجاتے ہین اگر یہ قبضہ سے نکل جاے تو بہت ہی خرابیان
پیدا ہوجاتی ہین اور ایک معمولی سی بات انسان کی تباہی اور
قتل کا باعث ہوجاتی ہے - زبان ہمیشہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتی ہے
لیکن دوراندیش اور عقلمند اس بات کو پسند نہین کرتے
اور ہر کام کے نتیجہ پر نظر رکھکر اس پر پورا قبضہ رکھتے ہین پہلے

زمانہ مین اکثر حکما، اور علم باطن کے جاننے والے جب کسی کو شاگرد بناتے تھے تو
سب سے اول یہ حکم دیتے تھے کہ تین سال یا پانچ سال بلکہ بارہ سال کسی سے
بات نہ کرو۔ اور خاموش رہو جب وہ اس امتحان مین پوری اوترتے تب انکو
کو رموز بتائی جاتے تھے، زبان کے بند کرنے کا طریق اسلیئے رکھا گیا تھا کہ انسان
کے بدن مین بھی ایک ایسی چیز ہے جس پر قبضہ رکھنا بہت اہم ہے اور جس نے
اس پر قبضہ رکھا اوس نے اپنے تمام اعضا پر حکومت کی،
ہمارے نبی آخر الزمان نے فرمایا ہے۔

اذا اصبح ابن ادم فان الاعضاء	(ترجمہ) جب آدمی صبح کرتا ہے تمام اعضا
کلھا تکفر اللسان فتقول	عاجزی کرتے ہین زبان سے کہتے ہین
اتق اللہ فینا فانا نحن بک	ڈر اللہ سے ہماری معاملہ مین اسلئے کہ اگر تو
فان استقمت استقمنا	سیدھی رہے تو ہم سیدھی رہینگے اگر تو کجروی اختیار
وان اعوججت اعوججنا ۔	کرے گی تو ہم بھی کجرو ہو جاوینگے

زبان کے عیوب سے اجتناب ہمیشہ اپنی زبان پر قبضہ رکھنا چاہیئے سخن
چینی اور ایسے الفاظ نہین نکالنے چاہئین جو کسی کی دل شکنی کا باعث
ہون، یا اشارۃً کنایۃً کسی کی عیب جوئی یا طعن و تشنیع ہو یہ عیب بھی

زبان ہی کا فعل ہی کیا یہ کوئی بہتر طریقہ ہی کہ لوگونکے عیب بیان کیجائین
اور دوسرون کی عیبون پر توجہ دلائی جاے کہ فلان مین یہ نقص ہی اور فلان
ایسا خراب ہی اس نے یہ کیا اور وہ کیا۔

تمکو پہلے اپنے عیوب پر نظر رکھہ کر اون کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ دوسرون کے عیوب کی
جستجو مین وقت ضائع کرو۔ کیا تمہارا خیال ہی کہ یہ غیبت جو تم کر رہی ہو اوس شخص کو
کچھہ فائدہ دیگی۔ ہرگز نہین کیونکہ وہ نہین سن رہا کہ تم اسکی نسبت کیا کہہ رہی ہو۔
سخن چینی بھی ایک خراب عادت ہے یہ عادت چشمہ محبت کو بند کرنے والی ہے
اور اس کے اثرات بہت ہی خراب ہوتے ہین۔

پھر عیب جوئی کرنے والا کبھی سچ نہین بولتا خراب باتون کو سنکر
اوس مین رنگ آمیزی کرنا اوس کا کام ہے۔

دنیا مین بہت سے ایسے آدمی ہین جو ایک چیونٹی کو بھی نہین مارتے لیکن
انسان کو تکلیف دینا اون کی بائین ہاتھہ کا کھیل ہی اون کا پیشہ یہی ہی کہ ہر ایک کو
بدنام کرین یہان تک کہ اپنے دوستون کو بھی تکلیف دینے سے اون کو
دریغ نہین ہوتا ہے اپنے محسنون پر بھی ہاتھہ صاف کرتے ہین
ذرا ذرا سی غلطی پر بڑے بڑے الزام لگانا اون کا دل خوش کن فعل ہے

بہت سے نوکر ایسے ہوتے ہین جن کا یہی کام ہوتا ہی کہ غیبت کیا کرین ان کو ذرا بھی اسکی پروا نہین ہوتی کہ ایک کی برائی دوسرے کے آگے بیان کرتے رہین، اکثر جن پر بس نہین چلتا ان کی غیبت زیادہ کی جاتی ہے تاکہ انہین بدنام ہی کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرین ان کو سوائے اس کے کہ اپنے مالکون پر اس طرح سے غصہ نکال کر تھوڑی سی خوشی حاصل ہو اور کوئی غرض نہین۔

بعض نتائج اور انجام پر غور کئے بغیر محض خوش گپیون کے طور پر ایسی باتین کر دیتے ہین وہ اور بھی خطرناک ہین کیونکہ ان کا تو کوئی مقصد ہی نہین ہوتا۔

غیبت کی نسبت کوئی سخت مثال اوس سے زیادہ نہین ہو سکتی جو خدائے تعالےٰ اپنے کلام مین فرماتا ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ	(ترجمہ) اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیا کوئی تم مین اسے پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا روا رکھو گے

پس اس کا یہی علاج ہے کہ تم اس حکم الہی پر ہمیشہ نظر رکھو امید ہے کہ اس پر غور کرنے سے تمہاری یہ عادت دور ہو جائیگی اور غیبت سے خود بخود کراہت پیدا ہوگی

لیکن اس کے ساتھ ہر انسان کو خود بھی یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ باتین کرنے مین ہمیشہ احتیاط رکھے۔ کیون کہ غیبت کرنے والے وہی باتین نہین کہتے ہین جو تمہاری زبان سے نکلی تھین۔ بلکہ اوس مین یہ ایسی آمیزش ہوتی ہے کہ جب تم سن لیتے ہو تو حیران رہ جاتے ہو کہ ایک چھوٹی سی بات کس قدر بڑھا کر بیان کی گئی ہے۔

اگر تم غیبت کو بُرا سمجھتے ہو لیکن اپنی زبان پر قابو نہین ہے تو یہ دونوں باتین ایک دوسرے کے خلاف ہیں غرض غیبت اور سخن چینی ایسے خوفناک امراض ہیں کہ انسان بجز اس علاج کے وہ ضبط کی عادت ڈالے صحت مند نہین ہو سکتا۔

بدزبانی کے نقصانات	اگر زبان قابو مین نہین ہے تو دل کی مہربانی

اور نیکی کا کوئی فائدہ نہین ہوسکتا۔ تم کسی کے ساتھ ہزارون سلوک کرو لیکن اوسکے ساتھ تھوڑی سی بدزبانی ہو تو وہ نیکیون پر اس طرح غالب آجاتی ہے جس طرح بہت سی خوشبو پر تھوڑی سی بدبو۔ بہ نسبت مردوں کے عورتوں مین یہ کمزوری زیادہ ہوتی ہے۔ ان کو اپنی زبان پر قابو نہین ہوتا جب ان کو ایسی نصیحتین کی جاتی ہین تو دیکھا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر یقین دلاتی ہین کہ یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن ان کا عمل اس یقین کے خلاف ہوتا ہے کیا یہ افسوس کا مقام نہین ہے کہ ہم مین اسقدر بھی قوت نہین کہ ہم اس چھوٹی سی چیز کو اپنے قبضہ مین رکھ سکین۔ اپنے غصہ کی یا رنج و غم کی حالت مین اسکو بے قابو نہ ہونے دین۔

تم کو چاہیئے کہ بہت خبرداری سے ہر ایک لفظ زبان سے نکالو کیونکہ تیر کمان سے اور لفظ زبان سے نکل کر واپس نہین آتا اگر تم اپنی زبان پر قبضہ نہ رکھوگے تو گویا تم ایک ایسے بادشاہ ہو جو اپنے ادنیٰ خادم کے تابع ہو جاے زندگی مین

بہت سے واقعات ایسے پیش آتے ہیں کہ ہم اپنی زبان کی وجہ سے خوفناک حالتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ایسے موقع اس وقت پیش آتے ہیں جب ہم غصہ میں ہوتے ہیں اور جب ہمارا غصہ اُتر جاتا ہے تو ہم کو خود اپنی بات کا ہی یقین آنا مشکل ہوتا ہے کہ ہم نے ایسا کہا۔

غصہ کا علاج | جب غصہ آئے تو اس کا یہ علاج ہے کہ ضبط کریں اور اپنے وہ جذبات جو غصہ کے وقت پیدا ہوں دبا دیں اگرچہ اس بڑی بات کے جسکی وجہ سے ہم کو غصہ آیا تھا یا رنج پیدا ہوا تھا اثرات تو رہ جاتے ہیں لیکن ضبط سے بات آگے نہیں بڑھتی۔

یہ زبان ہی کے اثرات ہیں جس سے رنجیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض وقت ہنسی مذاق میں جھگڑے اور ٹھکھڑے ہوتے ہیں ایک ہندوستانی مثل ہے کہ۔ "روگ کا گھر کھانسی اور لڑائی کا گھر ہانسی"

اسلئے ہمیشہ ایسے مذاق اور خوش طبعی سے محترز رہنا چاہئے۔

انس سے بڑی بڑی گاڑھی دوستیاں ٹوٹ گئی ہیں

اخلاقی امراض کی دوا ضبط ہے۔

انسان کے لئے جس طرح جسمانی امراض ہیں اوسی طرح اخلاقی امراض بھی ہیں جسمانی امراض کے لئے لاکھوں دوائیں خدا نے پیدا کی ہیں لیکن اخلاقی امراض کے لئے سب سے زیادہ مؤثر یہ نسخہ ہے جو بابا اکبر کی طرح فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ کیا ہے ضبط۔ شیریں کلامی۔ انکسار۔ تحمل و بردباری

ہمت

ہمت کا نشو ونما ہمت ایک ایسی صفت ہے جس کا انسانکی منازل زندگی کے ساتھہ نشو ونما ہوتا ہے اور درجہ بدرجہ اس کو ترقی ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً ہمت کا پہلا درجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صداقت کے لئے کسی کی پروا نہ کرے اور خواہ اسکو کتنا ہی نقصان ہو مگر وہ راست باز روزمرہ کے معاملات بلا خیال سود و زیان خوش معاملگی سے کرے اور اس کو اگر کوئی تکلیف پہونچے تو برداشت کرے اپنے فرائض کو فرائض سمجھہ کر انجام دے بیگار نہ ٹالے کسی کام مین خواہ وہ اپنا ہو یا دوسرے کا خودغرضی کا خیال ہرگز دل مین نہ لائے پھر اس سے اور بھی ہمت کے بڑے بڑے کام ظہور مین آئین گے۔

جنگ ہمت شکن ہے دنیا مین محبت ہی ہمت کی پیدا کرنے والی چیز ہے دنیا مین جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اتنی ہی

زیادہ ہمت ہوتی ہے۔ جنگ حقیقی محبت کو تباہ کرنے
والی چیز ہے جسمانی تکلیف پر خوف نہ کرنا ہمت کی نشانی
نہین جسمانی تکلیف کو تو بہت سے لوگ برداشت کرلیتے
ہین جن کے اعصاب مضبوط ہین جیسے وحشی کہ ذرا ذرا
سی بیماری مین چھوے لگاتے ہین اور اوس کی تکلیف کی
پروا نہین کرتے جنگ مین توپون کی آوازون سے تو بچیونکی
دماغ بہر جاتے ہین اور پھر انکو ڈر نہین معلوم ہونا ایسی ہی
جماعتین کی جماعتین میدان جنگ مین آگے بڑہتی ہین اور
دشمن کی گولہ باری کی ذرا پروا نہین کرتین نہ انکو موت کا
خوف ہوتا ہے نہ زخمی ہونے کا اندیشہ موت سے اکثر
لوگ ذرا بھی نہین ڈرتے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکا یہ
اعتقاد ہوتا ہے کہ جب دنیا سے کوچ کا وقت آجاتا ہے
اور حیات مستعار کا مقررہ وقت ختم ہوجاتا ہے تو پھر ایک
ساعت زیادہ انسان زندہ نہین رہ سکتا۔

ایک غلط خیال | اکثر لوگون کا یہ خیال ہے کہ جنگ نہ ہونیکے

سبب سے مخلوق کے دلون سے بہادری کے جذبات فنا ہو جاتے ہین۔ کیونکہ ہمت اور بہادری کے کام کرنے کا موقع ہی نہین ملتا۔ اگر یہ سچ ہے تو عورتون مین ہمت اور بہادری کا وجود ہی نہ ہونا چاہیئے حالانکہ کون ایسا شخص ہے جو یہ کہے کہ عورتون مین ہمت اور بہادری نہین ہوتی مصیبتون مین ہمت سے کام نہین لیتین یا تکالیف کے برداشت کرنے کی ان مین قوت نہین ان عورتون کے واقعات اور سوانح عمریان دیکھو جنہون نے اپنے مذہبی جوش مین اپنی عزیز جان کی پروا نہ کی اور کیسی کیسی مصیبتون کو برداشت کیا۔

حضرت بوثینہ کی ہمت اور استقلال

حضرت بوثینہ خاندان بنی مؤمل کی لونڈی تھین اور حضرت فاروق اعظم سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھین ان کے اسلام قبول کر لینے پر حضرت فاروق اعظم "اپنے اسلام لانے سے قبل" عرصہ تک ان کو نہایت تکلیف پہونچاتے رہے وہ اس قدر مارتے تھے کہ خود بھی تھک جاتے تھے مگر جب تھک کر الگ ہوتے تو

حضرت بوثینہ صرف یہ ہی فرمائین کہ عمر! اگر تم مسلمان نہ ہوتے تو خداوند عالم تمکو اس سے زیادہ سخت سزا دیگا وہ اسی طرح اذیتین برداشت کرتی اور اسلام کی صداقت کا یقین رکھتی تھین، اور صبر و تحمل سے کام لیتی تھین - آخر حضرت ابوبکر نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور انہون نے ہمیشہ کے لئے مصیبت سے نجات پائی -

بچون کی پرورش ایک جہاد کا ثواب ہے

عرب کی عورتون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان مردونکے واسطے جو جہاد مین شریک ہوتے ہین آپ نے بہت سے انعامات اور فضیلتون کا وعدہ فرمایا ہے کیا ہم عورتین ایسی ثوابون سے محروم رہین گی آپ نے فرمایا جو تکالیف کہ تم اپنے بچون کی پرورش مین اٹھاتی ہو یہی تمہارا جہاد ہے اس مین تم بھی ویسے ہی درجے پاؤگی جو مرد مجاہد پائین گے اور بچون کی پرورش ہی پر نہین بلکہ خسرال کے طرح طرح کے مظالم جو جہالت سے ہو جاتے ہین اور شریف زادیان اوسپر صبر و تحمل کرتی ہین انشاء اللہ وہ بھی اُسکی بڑی بڑی درجہ پائینگی -

اظہار ہمت کا موقع میدان جنگ ہی نہین ہے

نرسون کو دیکھو کہ کیسے خطرے کے مقامات مین زخمیون کی مرہم پٹی اور

حفاظت کرتی ہین جب ہم عورتون کی حالت نظر تعمق سے
دیکھتے ہین تو ثابت ہوتا ہے کہ بہادری اور ہمت صرف
میدان جنگ ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ بہت سے اور مواقع
بھی ہین جس مین بہادری و ہمت کے جوہر دکھای جا سکتے
ہین - ہمت کی تعریف یہ ہے کہ مشکلات پر فتح پانے کے
ہر ایک خطرہ کو برداشت کرے - کیا وہ لوگ بہادر اور
صاحبان ہمت کہلانے کے مستحق نہین ہین جنہون نے اپنی
جانون کی بالکل پروانہ کی ہمدردی اور رفاہ عام کے لئے
متعدی بیماریون مین کام کئے اور اپنی صحت و تندرستی کی خطر مین
پڑ جانے کا کچھ بھی خیال نہ کیا -

غلطیون کا اعتراف بہت بڑی ہمت ہے

ہمت کی تعریف یہی نہین ہے کہ انسان
بہادری اور دلیری کے کام کرے اور
خطرناک اوقات اور خطرناک موقعون پر وہ جرأت کا اظہار کرے
بلکہ اس سے زیادہ ہمت کا اہم کام یہ ہے کہ انسان
اپنی اصلاح خود کرے اور جو کچھ وہ غلطی کر رہا ہے اوسپر

غور کرکے اوسکی اصلاح کرلے اگر اس سے کوئی قصور ہوا ہی
تو اوسکا اعتراف کرے۔

اس قسم کے صدہا موقع اپنے گھر خاندان اور دوستون مین
پیش آتے ہین کہ تھوڑی سی غلط فہمی کی وجہ سے ناچاقیان
ہوجاتی ہین تو اوسوقت ہمت عادلانہ کا مقتضا یہی ہوتا ہی
کہ غلط فہمی کو دور کرے اور جو کچھہ کہ وہ اشتعال مین کرگذرا ہے
اس کی معافی مانگ لے اور آیندہ احتیاط رکھے۔

اگر تمہاری ترش روئی اور بدمزاجی کی وجہ سے تمہارا
تمہارے بھائی سے جھگڑا ہوجاے اور تم کو اسکا ذرا خیال
نہو کہ تم نے کس لب ولہجہ سے گفتگو کی اور اپنے بھائی کے
چند بات کو کس حد تک صدمہ پہونچایا اور باوجود اسکے اپنی
غلطی مانے بغیر کشیدگی کا سارا الزام تم اسی کے سر تھوپتے ہو
اور اپنی غلطی تسلیم نہین کرتے ہو اس کی یہی وجہ ہے کہ تمھین
اپنی گفتگو کا مطلق خیال نہین رہا۔ اگرچہ تم ایسی حالت مین
اوسکے ساتھہ ویسی ہی محبت رکھتے ہو جیسی شکر رنجی سے

پہلے رکھتے تھے اور وہ بھی تم سے ویسی ہی محبت رکھتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جسطرح ہم آپس مین پہلے میل ملاپ اور محبت کے ساتھ رہتے تھے اور دوستون اور غم گسارونکی طرح باتین کرتے تھے اب بھی کرین۔ لیکن حال نہ کھلنے اور وجہ نہ معلوم ہونے سے غلط فہمیان پیدا ہوتی گئین اور جھگڑا بدستور قائم رہا۔ اسلئے مناسب طریقہ یہ ہے کہ ایسی حالت مین ہر ایک سے جلد صفائی کرلے اور شکوہ وشکایت کے ذریعہ سے دل کی کدورت دور کردے۔

اسلام نے کیا اچھا طریقہ بتایا ہے کہ تین روز سے زائد ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے رنج نہ رکھنا چاہئے یعنی اس عرصہ مین وہ شکوہ وشکایت سے عذر ومعذرت سے رنج یا غلط فہمی کو رفع کرسکتا ہے۔

کدورت کے اسباب | ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین بہت سے لوگونکی زندگی نہایت تلخی سے گذرتی ہے وہ ہر ایک سے علیحدہ رہتے ہین انکی کسی سے موافقت ہی نہین ہوتی وہ دنیا کے شاکی رہتے ہین

اور دنیا ان کی۔ لوگ ان سے کنارہ کشی کرتے ہین اور انکے
دکھ درد مین شریک نہین ہوتے مگر ... لوگ اپنی طبیعت پر
غور نہین کرتے اگر غور کرین تو انھین اپنی بہت سی کمزوریان
معلوم ہوجائین اور ان پر یہ راز کھل جاے کہ کونسی باتین
ان مین ایسی ہین جن کے سبب سے ان کی زندگی تلخ ہوگئی ہی
اور لوگ ان سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہین اور کیا وجہ
ان کی تنہائی کی ہے۔

اگر وہ اس پر غور کرین اور ہمت کرکے اپنی کمزوریونکو
دور کرین تو اون کی حالت بدل جاے۔

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست | جو آدمی اپنے تمام افعال پر نظر رکھتا ہی
اور ہمت سے کام لیتا ہے اسکا ہر ایک انجام اسی کے ہاتھ مین
ہوتا ہے وہ اپنی حالت کو قبل اسکے کہ کوئی خرابی پیدا ہو
بہت جلد تبدیل کرسکتا ہے اور خرابی کے خطرہ سے بچ سکتا ہی
جو لوگ اپنے افعال کو نہین جانچتے وہ پست ہمتی سے اپنی
تمام مصیبتون کا الزام دوسرون پر لگاتے ہین مثلاً کارخانہ

قائم کرنے والے نے کوئی مفید طریقہ ایجاد کیا کہ کام کرنے
والون کو آسانی اور وقت کی کفایت ہو مگر اپنے ماتحتون
سے سختی سے کام لیا جسکی وجہ سے وہ بد دل اور بیزار
ہو گئے اب مالک کو ان کی ناسپاسی کی شکایت ہے
یہ سچ ہے کہ ناشکر گذار انسان ہر درجہ اور طبقہ مین پائی جاتی ہین
لیکن مالک کو کبھی اپنی حالت کا بھی خیال ہوا ہے اور اس نے
یہ بھی غور کیا ہے کہ یہ ناسپاسی کیون شروع ہوئی اس مین
اسی کا قصور تھا کہ اس نے ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ نہین
کیا پس اگر وہ اپنے طریق عمل کو بدل دے اور سختی و درشتی
کو چھوڑ دے تو یقیناً اس کو حسب منشا کامیابی ہوگی اور بلا
شبہ یہ ایک بڑی جرأت کا کام ہوگا ایسا ہی ہر جہوی کا ہونمین خیال کرنا چاہئے

بعض لوگ ناکامیون کے باعث نہایت سست
اور بد دل ہو جاتے ہین بلکہ اکثر خودکشی کی نوبت پہونچ جاتی ہے
تم نے بارہا سنا ہوگا کہ کسی نے افلاس اور تنگدستی سے مجبور
ہو کر کسی نے امتحانات سے ناکام رہ کر کسی نے تجارت یا

کارخانون مین نقصان اوٹھاکر خودکشی کرلی اس سے زیادہ
دنیا مین کون سی بزدلی ہوسکتی ہے ہمت کا کام یہ ہے کہ
انسان محنت اور مزدوری کرکے معاش پیدا کرے مستعدی
تندہی اور نظام اوقات کے ساتھ پھر امتحان دے اور
کامیابی حاصل کرے تجارت یا کسی کارخانہ مین جب ناکامی
ہو تو اس امر پر بھی نظر کرے کہ خود اس سے کیا کیا غلطیان
ہوئین اور اس بات پر غور کرے۔

کیا ہم نے اس کام یا تجارت کو انہین اصولون پر شروع
کیا تہا جو مسلمہ ہین۔ یا ہم اپنے کارندون کے ساتھ تلطف سے
پیش آتے تہے یا ہم مین اس کام کی قابلیت ہی نہین تہی؟
اگر ہم ان سب باتون کا ایمانداری سے سچا جواب دیںگے
تو ضرور ان خرابیون کو جو ہماری کامیابی مین حارج ہوئی ہین
سمجھ لین گے اور انکو دور کرکے کام شروع کرین گے اور
انشاءاللہ پھر ضرور کامیاب ہون گے لیکن اگر انکو سمجھنے کی
کوشش نہ کرین گے اور صرف اپنی قسمت پر الزام لگاکر

خاموش ہوجائینگے تو کبھی کسی کام مین کامیابی کی صورت نظر نہین آئیگی کامیابی کا راز یاد رکھو کہ اپنی غلطیون کی اصلاح اور علم حاصل کیئے بغیر اور اپنے اقوال و افعال پر پوری نگرانی رکھے بدون انسان کبھی کامیاب نہین ہوسکتا۔ بلکہ بڑی بڑی مصیبتون مین گرفتار ہوجاتا ہے جیسا خدا تعالی نے اپنی کلام پاک مین فرمایا۔ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ

غرض انسان کو ہر معاملہ مین ہمت سے کام لینا چاہیئے اور دنیا مین بغیر ہمت کے کسی معاملہ مین کامیابی نہین ہوسکتی

چھپا رستم ہمت مین روز قضا ہے
مثل سچ ہے ہمت کا حامی خدا ہے

خودکشی بعض لوگ پست ہمتی سے مشکلات و تکالیف یا آیندہ وقت کے خیال سے خودکشی کر لیتے ہین یہ لوگ بہادر اور صاحبان ہمت کہلانے کے ہرگز مستحق نہین ہین اول تو صاحبان ہمت وہ کام ہی نہین کرتے جسکا نتیجہ ذلت ہو

اور اگر اتفاقیہ کوئی ایسا فعل سرزد ہو جاے تو اسکی پاداش
مین جو مصیبت ہو اس کے برداشت کرنے کو تیار رہتے ہین
اور الزام کا خود اقرار کرنا اور صبر و استقلال سے اس کا نتیجہ
برداشت کرنا اور الزام سے بچنے کے واسطے جھوٹ اور فریب
کو کام مین نہ لانا یہی ہمت اور بہادری کا کام سمجھتے ہین۔
خودکشی انتہائی بزدلی ہی خودکشی دراصل ایک بڑی بزدلی ہی
اور ہمت کی ایسی ہی ضد ہے جیسی کہ نیکی کی بدی۔ صاحبان
ہمت کبھی خودکشی کا خیال بھی نہین کرتے کیونکہ خود تکالیف
کا زندگی کے ساتھ خاتمہ کر دینا تو انتہائی بزدلی ہے اسکے
علاوہ مذہبی نقطہ نظر سے خسر الدنیا والاخرہ کی مصداق ہے
خودکشی کرنے والا دوزخی ہی حضرت سہل بن سعد الساعدی سے
روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک
جنگ مین (غزوہ احد یا خیبر) مشرکین سے مقابلہ ہوا جب آپ
اپنی فوج کی طرف واپس تشریف لاے اور مشرک اپنی فوج
کی طرف لوٹے تو آپ کے اصحاب مین سے ایک شخص

مشرکون مین سے جس کو اکیلا پاتا اوسکا پیچھا کرتا اور تلوار سے
اس کا کام تمام کر دیتا سھل نے کہا آج ہمارے کام کوئی اتنا
نہین آیا جتنا یہ آیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لیکن وہ دوزخی ہے یہ سن کر اکثم بن ابی الجون نے کہا
مین اسکے ساتھ ساتھ رہتا ہون چنانچہ وہ اوس کے ساتھ
ہوے جب کہین وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتے جب وہ دوڑتا یہ بھی
اوسکی ساتھ ساتھ دوڑتے آخر وہ بہت زخمی ہوگیا اور جلد مرجانیکی اوس نے اپنی
تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور لوک اپنے سینے کے بیچ مین
پھر اوس نے تلوار پر زور ڈالا اور اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اکثم
بن ابی الجون جو اوس کے ساتھ گئے تھے وہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آے اور کہنے لگے مین گواہی
دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہین آپ نے پوچھا کیا ہوا
انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کی
نسبت فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگون کو اس پر
تعجب ہوا تھا تو مین نے اون سے کہا تھا کہ مین اسکا حال

معلوم کرنے کو اس کے ہمراہ رہتا ہون چنانچہ مین اس کے ساتھ گیا جب وہ بہت زخمی ہوگیا تو اوس نے جلد مرنے کے لئے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک سینے سے لگائی پھر اس پر زور دیا اور اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگون کی نظر مین ایک شخص بہشت والون کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور ایک شخص لوگون کی نظر مین دوزخ والون کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے

خودکشی سے بدنامی دور نہین ہوتی

خودکشی سے بدنامی کا داغ دور نہین ہوتا اور ہمیشہ برائی کے ساتھ اس کا نام لیا جاتا ہے کیونکہ جس انسان مین جو اچھی یا بری صفت ہوگی اور اس سے جس قسم کے کام انجام پذیر ہون گے اسی نسبت سے اس کا تذکرہ کیا جائیگا اور ان ہی کامون اور خدمات کے ساتھ اس کا نام لیا جاے گا۔

عادت

عادت کی تعریف | جو آدمی کوئی کام کرتا ہے اس مین اوس کا ارادہ ضرور شامل ہوتا ہے لیکن جب بار بار وہی ایک کام کیا جاتا ہے تو پھر قوت ارادہ اس مین شامل نہین ہوتی بلکہ اسے مثل ایک طبعی فعل کے کرنے لگتا ہے اور اسی کا نام عادت ہے۔

تم نے پہلی مرتبہ کسی بات مین ارادتاً سچ کہا اور پھر تم برابر سچ بولتے رہے تو ہمیشہ سچ بولوگے اور سچائی کے عادی بن جاؤگے اسیطرح تم نے کسی سبب سے ارادہ کرکے کوئی جھوٹ بولا اور پھر جھوٹ ہی بولتے رہے تو اسکی عادت ہوجائیگی اگر تمہاری عادت ہر چیز کو ٹھیک اوس کی جگہہ رکھنے کی ہوجاے گی تو بلا غور کئے ہوے بھی اوس کو اوسکی جگہہ پر رکھہ دوگے اور یہ بھی فائدہ ہوگا کہ پھر اس کے تلاش کرنے مین نہ تمکو تکلیف ہوگی نہ وقت ضائع ہوگا اور ضرورت

کے وقت بلا تلاش تمکو مل جائیگی اگر تم مین صفائی اور ستھرائی کی عادت ہے اور اپنے گھر کو صاف اور ستھرا رکھتے ہو تو تمہارے یہان کسی مہمان کی آمد پر از سر نو کوئی تیاری نہ کرنی ہوگی تم آسانی کے ساتھ اپنے مہمان کو اوتارو گے اور مہمان نوازی مین مشغول ہو جاؤ گے۔

کام کی مہارت | اسلئے تم کو ہر کام مین اس درجہ مہارت پیدا کرنی چاہئے کہ بلا غور و خوض اوسکو کر سکو۔ آگ بجھانے کے انجن کے گھوڑے ایسے سدھائے جاتے ہین کہ گھنٹی بجتے ہی خود بخود انجن کا رخ کرتے ہین اگر تمہارے دماغ کو بھی کام کی عادت ہو جائیگی تو وہ خود بخود بغیر زور دیئے ہوے اوسکی طرف رجوع ہو جائیگا۔

عادت ایک متعدی چیز بھی ہے اور اسی لئے اصحبت تاثر ایک مشہور مقولہ ہے۔

بری عادتون کا اثر | جن اشخاص مین بری عادتین ہوتی ہین وہ دوسرون کے لئے برا ہی نمونہ ہوتے ہین۔ دوسرے بھی اس کو جلد

اختیار کر لیتے ہین کیونکہ اچھی باتون کے مقابلہ مین بری باتونکی
اثرات زیادہ تیز ہوتے ہین لیکن اگر کوئی مستقل طبیعت
آدمی ان اثرات سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہے تو اگرچہ
مشکل اور تکلیف تو ضرور ہوگی مگر پھر بھی کامیاب ہو جاے گا
مثلاً ایک جگہہ کچھہ لوگ بیٹھے ہوے ہین ان مین سے ایک نے
مذاق شروع کیا اور سب ہنسنے لگے اب دوسرے کو بھی حوصلہ
ہوگیا کہ وہ بھی اسی قسم کا مذاق کرے یا اسی قسم کا مذاق کرنی مین
اسکو کوئی مضائقہ نہین ہوگا۔ لیکن اگر اس جماعت مین سے
ایک دو اوس مذاق مین دل چسپی نہ لینگے تو ساری جماعت
پر اس کا اثر ہوگا اور اون کی وجہ سے ہر ایک پر ایک قسم کی
شرم طاری ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مذاق کرنے والے
اپنی جھیپ مٹانے کے لئے انہین کی چھیڑ شروع کر دین
جنہون نے مذاق مین حصہ نہین لیا لیکن اگر ان کی اندرونی
حالت کو بنظر غور دیکھا جاے تو ضرور ان کے دلون پر شرم کا
اثر ہوگا اور پھر ایسے اشخاص کے روبرو مذاق نہین کرینگے آخر

رفتہ رفتہ جماعت سمجھ لے گی کہ یہ مذاق ٹھیک نہین تہا۔

بہرصورت ایک سے دوسرے پر ضرور اثر پڑتا ہے خواہ ہم سمجھین یا نہ سمجھین دیکھو گذشتہ زمانے مین یہ طریقہ تہا اور اب بہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اُمرا کے اتالیق تمثیلون سے امیر زادون کو سمجھاتے ہین۔ امیرزادون کے مکتب مین کچہہ شرفا کے بچے بہی بٹہاے جاتے ہین اور جب کوئی امیرزادہ شرارت کرتا ہے تو اُستاد تھوڑی دیر کے وقفہ سے شریف زادے کو تنبیہ شروع کرتا ہے اور اس تنبیہ سے امیرزادے بہی فوراً متنبہہ ہوجاتے ہین ماسوا اسکے مدرسون مین جب کوئی بچہ قصور کرتا ہے اور سزا پاتا ہے تو دوسرے بچون پر اوس کا اثر ہوتا ہے۔

یاد رکھو! بُری باتون کے اثرات ایسے ہوتے ہین کہ کسی نہ کسی کو اس کا خمیازہ اُٹہانا پڑتا ہے۔ مثلاً کوئی خراب بات تم نے اپنی زبان سے نکالی اور کسی دوسرے نے اوسکی نقل کی اور پہر اُس نے اوسکی وجہ سے سزا پائی یا سزا نہ بہی

ملی جب بہی ایک بُری عادت کا عادی تو ہو گیا اور آیندہ چلکر کبہی اوس کو اس کا خمیازہ اٹہانا پڑے گا۔ اور اس خرابی کے بانی تم ہی قرار دئے جاؤ گے۔ فرض کرو کہ تمہاری عادت ہے کہ تم سلیقہ سے نہین رہتے اور یہ بہی مان لو کہ تمہاری بدسلیقگی کی تم کو ہر وقت سزا نہین ملتی لیکن دوسرے تمہاری بدسلیقگی کے عادی ہون گے اور وہ کسی وقت اس کا خمیازہ اوٹہائینگے۔

تمہاری خراب عادتین تمہارے بہائی بہنون نے اختیار کرین پہر تم سب کی اولاد مین وہی بدسلیقگی اور خرابیان پیدا ہو جائینگی اور اس طرح سے یہ سلسلہ تمہاری موت کے بعد بہی ختم نہ ہوگا۔

اے بچو! اگر تم اپنی کم عمری ہی مین کل باتون پر غور نہ کروگے اور نیک عادتون کو اختیار نہ کروگے تو تم اپنے بُرے نمونون سے اپنی نسلون مین خرابی پیدا کروگے اور تمہاری وجہ سے تمہاری اولاد ملامتون کا نشانہ بنے گی

عموماً بری عادتون کے باعث جب آدمی سے برے افعال ہونے لگتے ہین تو اگرچہ ہمیشہ عقل مانع ہوتی ہے لیکن عادی ہونے کے باعث بلا خیال سرزد ہو جاتے ہین اعصاب بے قابو ہو جاتے ہین اور ضبط باقی نہین رہتا۔

یہ خراب باتین ایسی حالت مین ہوتی ہین جب انسان اپنے نفس کا مطیع ہو جاتا ہے اور اوس کی حکم برداری کا عادی بن جاتا ہے۔

اچھی عادتین اختیار کرو تمکو چاہیئے کہ اچھی عادتین اختیار کرو اور خراب عادتون کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دو اور اپنی ہر حرکت اور اپنے ہر کام کو عقل کے معیار پر جانچتے رہو ورنہ اپنی حرکت کی کوئی نگرانی نہ رکھوگے تو نتیجہ اور انجام نہایت افسوس ناک ہوگا۔

اچھی عادتون مین اعتدال کی ضرورت بہت سی اچھی عادتین بھی بعض وقت خوف ناک حالت پیدا کر دیتی ہین اور یہ حالت اوس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ حد اعتدال سے گذر کر

اپنی خوبی کو ضائع کر دیتی ہین فیاضی جب اسراف کی حد پر پہونچ جاے تو وہ یقیناً ایک مذموم بات ہو جائیگی ہر عادت مین عقل کو رہنما بنانا چاہیئے۔ کیونکہ عقل ہر چیز کو اعتدال پر رکھنے کی کوشش کرتی ہے مقتضائے وقت کو خوب سمجھتی ہے اور قوتون کو ٹھیک طور پر کام مین لانے کی قابلیت رکھتی ہے اسلئے ہر ایک عادت کو اوسی طرح عقل کا مطیع ہونا چاہیئے جس طرح جہاز کا ملاح اپنے ناخدا کا مطیع ہوتا ہے۔

جھوٹ باتین چھپانا | بُری عادتین جب راسخ ہو جاتی ہین تو ان کی برائی چھپانے کے لئے پھر ایک خاص کوشش اور جد و جہد بلکہ چالاکی کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً جھوٹ بولنا جو ایک نہایت مکروہ فعل اور جس کے عادیون پر خدا لعنت بھیجتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین جب طبعی فعل ہو جاتا ہے اور اسکی عادت پڑ جاتی ہے تو اس کے نتائج بُرے نکلتے ہین اور ان بُرے نتائج سے بچنے کے لئے پھر کئی جھوٹ اور بناوٹ پیدا ہوتی ہین اور آدمی مطمئن بھی ہو جاتا ہے لیکن وہ ایک دن ظاہر ہو کر رہتا ہے

بہت سی جھوٹی باتین جو تم اپنے والدین کے سامنے کہتے ہو پوشیدہ رہتی ہین اور بہت سے فرائض مین جو تم سے غفلت ہوتی ہے اس کو کوئی دریافت نہین کرتا اور وہ چندروز مخفی رہتی ہی لیکن آخر ظاہر ہو ہی جاتی ہے والدین اور اُستاد ہر ایک بات کے تجسس مین رہتے ہین اسلئے اون سے چھپ نہین سکتی اگر تجسس بھی نہ ہو تو انجام نیک و بد دونون باتون کا آخر اظہار ہی ہے۔ فرض کرو بہت سی جھوٹی باتین ظاہر نہین ہوتین بہت سی دغابازیون کا پتہ نہین چلتا بہت سے کامون اور فرائض کی غفلتین چھپ جاتی ہین اور کوئی سزا نہین ملتی۔ لیکن کیا اس کا تم کو یقین ہے کہ وہ کبھی ظاہر نہین ہون گی۔

بعض بچے جب جھوٹ بولتے ہین تو یہ خیال کرتے ہین کہ اس وقت تو ہم بچ گئے ہماری بات کا سب کو یقین ہو گیا کسی کو خیال بھی نہین ہوا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہین لیکن دراصل یہ سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے یہ سچ ہے کہ کوئی

خاص جرم یا جھوٹ نہ ظاہر ہو یا اوس پر سزا نہ ملے لیکن کیا وہ جرم اور جھوٹ اس لائق نہین ہے کہ اس کو گناہ سمجھا جائے نہین ضرور گناہ سمجھا جائیگا اور خود تمہارا ضمیر اس سے مطمئن نہ ہوگا بلکہ تم پر ملامت کرتا رہے گا۔

جھوٹ باتون کا ظاہر ہونا

جھوٹ بات جب کہی جاتی ہے تو اس کا صاف اظہار ہو جاتا ہے ہماری آنکھون سے اور ہماری حرکتون سے ہماری فریب دہی پکڑ لی جاتی ہے اور ہمارا راز فاش ہو جاتا ہے۔ انسان کی صورت سے اس کا باطن معلوم ہو جاتا ہے تم نے پڑھا ہوگا کہ انسان کا چال چلن اسکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے یہ ایک واقعہ ہے کہ انسان کے خصائل صرف اوسکے کام اور گفتگو ہی سے ظاہر نہین ہوتے بلکہ ہزارون چھوٹی چھوٹی حرکات سے جو وہ بے خیالی مین کرتا ہے ظاہر ہو جاتے ہین۔ علے ہذا القیاس طرز تحریر اور رفتار و گفتار سے بھی واقعات کا پتہ چل جاتا ہے اکثر جعلی خطوط اگرچہ بدلے ہوے حروف مین تحریر ہوتے ہین

لیکن انہین خطوط سے جعل پکڑلیا جاتا ہے -

جھوٹ خود بولتا ہی | یہ ہم نہین کہتے کہ سچے اور جھوٹے کو ہم ٹھیک طور سے اوس کے چہرہ سے معلوم کرسکتے ہین لیکن یہ ضرور ہی کہ کوئی چیز ہمکو اس پر اعتماد کرنے سے روکتی ہے ممکن ہے کہ یہ وجہ ہو کہ اسکی آنکھون سے صاف دلی کا اظہار نہین ہوتا اور اسکی جھوٹی گفتگو کا اثر اوس کے چہرہ پر ایسا ہوتا ہے کہ دوسرون کو صاف محسوس ہوجاتا ہے اب تم سوچو کہ یہ خیال کہان تک صحیح ہے کہ اکثر جھوٹ ظاہر نہین ہوتا -

دروغ گو کی حالت | اگر عام طور پر ظاہر نہ بھی ہو تب بھی دماغ مین جھوٹ کی لائن قائم ہوجاتی ہے جب کوئی آدمی اپنے قصور کا اقرار کرلیتا ہے تو اوس کی طبیعت ہلکی ہوجاتی ہی ورنہ اوسکو خود ایک خوف لگا رہتا ہے - دوسری بات یہ ہی کہ جب ایک مرتبہ جھوٹ بول لیا جاتا ہے تو دوسری مرتبہ بولنا آسان ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تم اپنی ہر بات مین مبالغہ کرتے ہو اور یہ نہین خیال کرتے کہ میری گفتگو پر کوئی یقین

نہین کرتا لیکن لوگ خوب سمجھہ لیتے ہین کہ تم جھوٹ بول رہی ہو
اور تمہاری نیک نامی کو صدمہ پہنچتا ہی غرض یہ ہرگز خیال نہ کرو
کہ جھوٹ پر ہمیشہ پردہ پڑا رہے گا۔ بلکہ وہ سیکڑون طریقہ
سے ظاہر ہوکر رہیگا۔ تمہاری عادتون سے ظاہر ہوگا تمہارے
دوستون سے معلوم ہوگا تمہارے دشمن ظاہر کرینگے ایسی ہی
ہر نیک عادت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک معتمد اور غیر معتمد
اور ایک نیک چلن اور بدچلن مین آسانی سے امتیاز کیا
جا سکتا ہے شریف اور کمینہ طبیعت علیحدہ معلوم ہوجاتی ہی
اور تھوڑے سے امتحان سے کھرا کھوٹا صاف نظر آنے لگتا ہی

کج اخلاقی کی عادت

بہت سے لوگ اپنی کج اخلاقی کی عادت
گھر مین بہت زور شور سے ظاہر کرتے ہین لیکن غیرون کے ساتھہ
وہ بہت احتیاط کرتے ہین اور نہایت اخلاق کے ساتھہ
پیش آتے ہین۔ یہ طریقہ اچھا نہین ہے گھر مین انکو زیادہ
عمدہ اخلاق کا برتاؤ رکھنا چاہیے کیونکہ کج اخلاقی جو اونکی
اندر موجود ہے نادانستگی مین آخر ظاہر ہوہی جائیگی۔

ہر ایک کو خوش اخلاق رہنا چاہیئے۔

اس لئے ہمیشہ ہر جگہہ کیا گھر اور کیا باہر خوش اخلاق رہنا چاہیئے۔ بری عادتون کو چھوڑنا اور اچھی عادتون کو نمایان کرنا چاہیئے: تاکہ جمہور کی نگاہون مین عزت اور اقتدار زیادہ ہو۔

پاکیزہ اور نیک عادتون کے اختیار کرنے سے تم نہ صرف لوگون کی نظر مین قابل تعریف ثابت ہوگے بلکہ اپنے مستقبل کی نسبت تم ہمیشہ مفید رائے قائم کروگے جن لوگون کی بری عادتین ہوتی ہین اونکا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے اور نیک عادتین ہمیشہ اپنے ساتھہ نیک انجام لاتی ہین۔ پس جیسی تمہاری عادت ہوگی اور جس طریق پر تم اپنی زندگی رکھوگے ویسا ہی انجام ہوگا

انجام بینی کی عادت

کل کیا ہوگا اور آیندہ کیا ہونے والا ہی اس کا علم صرف خدا ہی کو ہوتا ہے۔ کیونکہ غیب کا علم اوس نے انسان کو عطا نہین کیا لیکن چونکہ انسان خدا کی قدرت کاملہ کا ایک سب سے بہتر نمونہ ہے اور اوس نے جو کچھہ عقل وفہم انسان کو عطا کی ہے اور اس سبب سے اوس کا درجہ فرشتون سے

بھی بلند رکھا ہے اور اسکو اتنی طاقت ضرور عطا کی ہی
کہ وہ جس کام کو کرے اوسکے نتیجہ اور انجام کو اپنی عقل
وادراک کے ذریعہ سے سمجھ لے اور اسی کا نام انجام بینی
یا دور اندیشی ہے۔

جو لوگ انجام بین نہین ہوتے اور نتیجہ پر غور کئے بغیر
کسی کام کو شروع کر دیتے ہین وہ کبھی کامیاب نہین ہوتے
اور اکثر بغیر انجام پر غور کئے ہوے کام کا نتیجہ خراب ہی نکلتا ہی

کوتاہ اندیش

بلی کے نوزائیدہ بچے سات روز تک اندھے
رہتے ہین مگر کوتاہ اندیش لوگون کی آنکھ کبھی نہین کھلتی
نہ وہ انجام پر نظر کرتے ہین اور نہ وہ اپنے اعمال کے
نتیجہ کو دیکھتے ہین اور اونکی نظر صرف فوری نتیجہ اور ظاہری
حالت تک محدود رہتی ہے۔

جب تم کسی ملک کی تباہی کسی قوم کی بربادی کا
حال پڑھو یا دیکھو یا کوئی شخص تمھین تباہ حالت مین
نظر آے تو سب سے پہلے تم اس امر پر نظر کرو کہ انمین

انجام بینی کہان تک رہی ہے اور یقیناً تم دیکھو گے کہ یہ تباہی محض انجام کار پر نظر نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

تھیٹر کے ایکٹر | تم نے تھیٹر مین ان لڑکون اور بچون کو دیکھا ہوگا جو پریون وغیرہ کا سوانگ بھرتے ہین۔ اور رنگ برنگ کے مغرق اور زرنگار (اگرچہ وہ جھوٹے ہی کام کے ہوتے ہین) کپڑے پہن کر بجلی کی روشنی مین کیسے ناچتے ہین اور اونکے سوانگ یا نقل پر کس طرح اصل کا دھوکا ہوتا ہے تم اوسوقت خیال کرتے ہوگے یہ کیسی خوشی کی زندگی ہین ہین اگر تم اونکو اسٹیج کے پیچھے جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تکان سے کتنے چور اور خستہ ہوجاتے ہین۔ تھیٹر کے منیجر انکے ساتھ کیسی بری طرح سے پیش آتے ہین۔

والدین کی کوتاہ نظری | پھر اون والدین کی کوتاہ نظری ہے جو اپنے بچون کو ایسے ذلیل کام مین مصروف کراکے اوس کے معاوضہ مین اپنی گذر اوقات کرتے ہین اور بچون کے انجام کار پر اون کی نظر نہین ہوتی۔ ان بچون کی زندگی ایسی ہی ذلت مین

گذرتی ہے - اور اون کا انجام کار ہمیشہ خراب ہوتا ہے -

انسانی زندگی کا بہترین عمل

انسان کی زندگی خود ایک تھیٹر یا تماشہ گاہ ہی رقص و سرود و نقالی سے انسان کے دل کو جو سرور ہوتا ہے وہ نہایت عارضی اور بے ثبات ہے وہ اشکال جن مین راست بازی ہمدردی مخلوق خدا کے ساتھہ محبت شامل ہو سب سے زیادہ دل کی فرحت کا باعث ہوتے ہین اور یہی انسانی زندگی کا بہتر اور خوشنما اور سب سے بہتر ایکٹ ہے اور اسکی بدولت انسان کی عاقبت بھی درست ہوتی ہے -

ہمکو ہمیشہ انجام بینی پر عامل ہونا چاہیئے یہ انسانی زندگی کا ایک ضروری سوال ہے جو شخص اپنی زندگی مین اپنے انجام پر نظر نہین رکھتا وہ شخص خود اپنے اوپر مصیبت لاتا ہے -

انجام کی قسمین

انسان کے لئے دو قسم کے انجام ہین ایک دنیوی دوسرا اخروی دنیوی انجام یہ ہے کہ اپنی زندگی عزت اور راحت کے ساتھہ بسر کرے پس جو کام وہ کرے اس مین

یہی دونون باتین پیش نظر ہونی چاہئین۔

اُخروی انجام یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ مواخذہ سے محفوظ رہے۔ جب انسان کو اس انجام پر نظر ہوگی تو اوسکا دنیا کا انجام بہی اچھا ہی ہوگا۔ قران مجید مین متعدد موقون پر عاقبت روز آخرت جزا وسزا اور معاوضہ کا بیان کرنے سے یہی مقصد ہے کہ انسان کو اپنے انجام پر نظر رہے اور وہ اس سے غافل نہو

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

برائی کا بدلہ

فطرت انسانی | انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب اُس کے ساتھ کوئی برائی کی جائے تو اُس کا دل بدلہ لینے کی خواہش کرتا ہے اور اگر موقع اور قابو ہوتا ہے تو وہ بدلہ لے لیتا ہے۔ یہاں تک تو بیشک مقتضائے فطرت ہے لیکن اگر اس مین کچھ زیادتی کیجائے یا بے ایمانی کو دخل کرلیا جائے تو وہ ظلم ہوجاتا ہے اسلام چونکہ عین فطرت ہے۔

احکام قرآنی | اسی لئے قرآن مجید مین بدلے کے متعلق جو احکام ہین ان مین صاف وصریح ہدایت موجود ہے کہ۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ط

(ترجمہ) اور ہم نے ان پر (یہودیون پر) (توریت) مین فرض کیا ہے کہ جان کے بدلہ جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخمون کے بدلے ویسے ہی

	(زخم لگائے جائیں)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا	اور بدلہ برائی کا برائی اس کے برابر

پس اگر ان ہی احکام کے مطابق انسان بدلہ کا خیال رکھے تو اس کی پابندی آسان ہے اور ظلم زیادتی رک جاتی ہے اور یہ ہی عین انصاف ہے مگر اس کے ساتھ ہی خداوند تعالےٰ نے عفو اور درگذر کو موجب اجر قرار دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ عفو کرنا بہتر ہے چنانچہ آخر الذکر آیت میں آگے ارشاد ہے۔

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝	جو شخص درگذر کرے اور [illegible] اللہ کا ذمہ ہے بیشک اللہ ظالموں کو [illegible]

ان احکام میں جہاں سیاست اور انصاف کا بہترین اصول قائم کر دیا ہے وہاں عفو و درگذر کی جو ترغیب دی ہے اس سے قلب انسانی کو نیکی و رافت اور ترحم و شفقت کی طرف مائل کیا ہے اور معافی قصور اور جذبہ انتقام کے دبا دینے کو مہربانی کی دلیل گردانا ہے اور اس کے معاوضے یا اچھے بدلہ کا انحصار اپنی رحمت

رکھا ہے پس تم مین سے ہر شخص کی یہی خواہش ہونی چاہیئے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھہ بدی کرے تو تم اس کو معاف کر دو اور اوس کی جزا کی خدا سے امید وار ہو

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔

دور کر دیکی ہے بدی کو پس ایسا کرنے سے دشمن بھی دوست دلی ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی ہدایت اور اس کا مدعا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہان تک ہدایت کی ہے کہ اگر کوئی تمہارے داہنے رخسار پر تمانچہ مارے تو اپنا بایان رخسار بھی اُسکے سامنے کر دو اس ہدایت پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حلیم و بردبار پیغمبر نے انتہائی حلم اور ضبط کی تعلیم دی ہے اگرچہ وہ فطرت انسانی سے بالاتر ہے اور اگر تم ان ضبط کی اتنی قوت پیدا ہو جاے تو اس ہدایت پر عمل کرنا کوئی گناہ بھی نہین ہے کیونکہ اول تو وہ ہدایت ایک ایسی نبی کی ہے جو صاحب کتاب تھے اور دوسرے کلام پاک مین انتقام پر عفو کو ترجیح ہے۔

کسی اُستاد نے اپنے اسکول کی جماعت سے دریافت کیا کہ اس ہدایت سے حضرت عیسیٰؑ کا کیا مطلب تھا ایک ہوشیار بچہ نے جواب دیا کہ آپ نے اس لئے یہ ہدایت کی ہے کہ بدلہ لینے سے

ہم مین بھی ایک خراب عادت پیدا ہوگی، استاد نے کہا جواب تو ٹھیک ہے لیکن اس بات پر اور غور کرو کہ اس ہدایت کا یہ بھی مدعا ہے کہ ہم مین ضبط اور عفو کی عادت ہو

بدلہ کی مقدار کس طرح زیادہ ہوجاتی ہے

عموماً جب کسی کے ہاتھ سے ایذا پہنچتی ہے تو انسان پر غصہ اور رنج اس قدر غالب آجاتا ہے کہ اگر اس مین ضبط کی عادت نہین ہوتی تو وہ مثل اندھے کے ہوجاتا ہے یا وہ اپنے ہوش مین نہین رہتا اور کوئی سخت حرکت کرگزرتا ہے۔ یا اس کے ہاتھ اور زبان بے اختیاری کی حالت مین چلنے لگتے ہین اور اس طرح عوض یا بدلہ کی مقدار زیادہ ہوجاتی ہے۔

بے اعتدالی سے روکنے والا پرزہ

یہان یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کے ہاتھ اور زبان ایسی کلین ہین جن مین روکنے کی پرزی نہین رکھے گئے البتہ صرف ایک پرزہ ہے جو ان کو روک سکتا ہے اور وہ ضبط ہے اگر اس سے کام نہ لیا جائے تو پھر ان کلون کی کوئی روک نہین رہتی،

پس کیا یہ ایک تعجیب بات نہین ہے کہ انسان ایک بے جان

اور غیر منتظم مشین کی طرح ہو جائے اور آپے سے نکل جائے یعنی وہ انسانیت کو فراموش کر دے۔

عفو کا ثمرہ

جب کوئی شخص تم کو ایذا پہونچاتا ہے تو تمہارے دل کو جسقدر تکلیف ہوتی ہے اسی سے اندازہ کرو کہ تمہارا انتقام اسکو بھی کیسی تکلیف پہونچیگی پس تمکو ایسے موقع پر بہادر بننا چاہئے کہ، دوسرے سے جو ایک برا فعل ہوا ہے خود اسکو نہ انتقام بیشک دل کی اس تکلیف کو دور یا کم کر دیتا ہے جو دوسرے سے تم کو پہونچی ہے لیکن عفو اس سے بھی زیادہ دل کو راحت پہنچاتا ہے اور تکلیف پہنچانے والا شرمندہ اور نادم ہوتا ہے اور اکثر معاف کرنے والے کا بندہ احسان ہو جاتا ہے۔

رسول کریم (صلعم) کی مثال

ہمارے سامنے سب سے بڑی مثال ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے آپ کو لوگون نے بڑی بڑی ایذائین دین اور تکلیفین پہنچائین لیکن کوئی ایک مثال بھی ایسی نہین کہ قدرت اور غلبہ کی حالت مین بھی آپنے بدلہ لیا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض آپ کے اوصاف مین بیان فرماتی ہین کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہین کرتے تھے بلکہ

معاف کرتے اور درگذر کرتے تھے۔ نیکی ہر صورت مین نیکی رہتی ہے اور جو لوگ دوسرون کی برائی پر صبر کرتے ہین وہ ہمیشہ اس کا پھل پاتے ہین اور برائی کرنے والا خود اپنے آگے برائی دیکھتا ہے۔

چاہ کندہ را چاہ در پیش | تم نے وہ مثل سنی ہوگی کہ جو دوسرے کے لئے کنوان کھودتا ہے وہ خود ہی اس مین گرتا ہے،،

یہ مثل ایک قصے سے بنی ہے اور اب ہم تمھین وہ قصہ سناتے ہین۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میرا ہمسایہ مجھ سے سخت دشمنی رکھتا ہے مجھ کو کیا کرنا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا کہ اُس سے نیکی کر دوسری مرتبہ ایک عرصہ کے بعد وہی شخص پھر آیا اور اپنے ہمسایہ کی شکایت کی کہ ،،حضور اب تو وہ بہت تکلیف دیتا ہے حالانکہ مین ہمیشہ اس کے ساتھ سلوک کرتا ہون،، آپ نے فرمایا ،، اور نیکی کر پھر وہ شخص چلا گیا۔ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ آیا اور کہا کہ جناب مین نے آپ کے حکم کی تعمیل کی لیکن اس کی ایذا بڑھتی جاتی ہے یہان تک کہ وہ رات دن میرے مارنے کی تدبیرین کیا کرتا ہے پھر بھی آپ نے فرمایا کہ ،، تو نیکی کر یہ شخص سنکر چلا گیا، اب اس کا

ہمسایہ جس کا کینہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا اُس نے اس کے راستہ مین
ایک کنوان کھدوایا اور اوس کے مُنہ پر ٹٹیلے ڈال کر
ایک بوریا بچھایا اور اس پر مٹی ڈالدی اس کا اوس شخص کی نسبت
جس کو یہ تکلیف پہنچانا چاہتا تھا یہ خیال تھا کہ اس کے گھر جانے کا راستہ
اودھر ہی سے ہے جب وہ اودھر سے آئے گا تو کنوئین مین
گر جائے گا اور اس طرح اوس کی جان جاتی رہے گی مین روز کی
جلنے سے چھٹکارہ پاؤن گا لیکن الٹا معاملہ ہوا اس کنوان کھودنے
والے کو شب مین ایک ضروری کام پیش آیا اور یہ اسی طرف چلا
گھبراہٹ مین اوس کو اس کنوئین کا مطلق خیال نہ رہا جون ہی اس کا
پاؤن اس جگہ پڑا وہ ٹٹیلے لوٹ گئے اور یہ کنوئین مین جا پڑا اس دن سے
یہ مثل مشہور ہو گئی کہ دوسرے کے لئے کنوان کھودنا ہے خود ہی
اس مین گرتا ہے۔

جذبۂ انتقام کے ظہور کا زمانہ اور مقام

انتقام اور بدلہ کا جذبہ اگرچہ فطرت انسانی ہے
لیکن یہ جذبہ بچپن کے زمانہ مین زیادہ ہوتا ہے
اور اکثر گھر اور اسکول مین وہ ظاہر ہوتا ہے

گھر میں بھائی بہنوں سے دانستہ یا نادانستہ بعض ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو تکلیف یا ایذا کا باعث ہوتی ہیں اور تم اسی وقت بدلہ لینے کی ٹھان لیتے ہو اور اس کے لئے بعض وقت اتہام اور افترا سے بھی نہیں چوکتے لیکن وہ بچے جن میں ہمدردی نیکی اور ضبط کی صفت ہوتی ہے وہ عفو و درگذر کرتے ہیں اور اس سبب سے دوسرے بچوں کے مقابلہ میں سارا گھر ان سے زیادہ محبت کرنے لگتا ہے اور سب کی ہمدردی ان کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اسکول میں بھی ایسے ہی ہم جولیوں اور ساتھیوں سے سابقہ پڑتا ہے اور کبھی شریر ساتھی محض شرارتاً کوئی ایسی حرکت کرتے ہیں جس سے ایذا پہونچ جاتی ہے۔

مثلاً زید ایک اسکول میں داخل ہوا اور کھیل کے گھنٹوں میں وہ دو منزلہ سے اوتر کر جا رہا تھا دوسرے لڑکے بھی اس کے ہمراہ تھے اوس وقت بکر اور اسد نے آپس میں مشورہ کیا کہ زید کو کچھ چھیڑنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر بکر نے اسد کو دھکا دیا اور وہ زید پر گر پڑا زید اس دھکے سے ایک اور لڑکے پر گر پڑا اس لڑکے نے پلٹ کر

زید کے ایک مُکّا مارا اور فوراً کشتی ہونے لگی، سب لڑکے دیکھنے لگے اور بکر و اسد علٰحدہ کھڑے ہوئے قہقہہ لگانے لگے

ایسی صورت مین زید کو کیا کرنا چاہئے کیا وہ ان دونون کو بھی گرا دے

تم خیال کروگے کہ بیشک ایسا ہونا چاہئے اچھا تھوڑی دیر ہمین غور کرنے دو کہ کیا مناسب ہے۔

تحمل و بردباری

دیکھو اگر زید بکر اور اسد کو جا کر گرا دے تو کیا وہ اُن کے شر سے مامون رہے گا ہرگز نہین بکر اور اسد دوسرے لڑکون کو جمع کر کے زید کو نقصان پہونچائین گے اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ صبر اور خاموشی سے کیسے جھگڑے رفع ہو جاتے ہین لیکن اگر زید نے بدلہ لیا تو کیا تمہارا خیال ہے کہ اسکو سب تنہا چھوڑ دین گے ممکن ہے کہ وہ زید کو اور ستائین اور پھر اس مین جوش پیدا ہو لیکن اگر زید ضبط کر لیگا تو وہ خاموش ہو جائین گے، تم یہ خیال کروگے کہ ضبط کرنے سے زید "بزدل" تصور کیا جائے گا اور کم ہمت سمجھا جائے گا۔ اور زیادتی کرنے والون کو اور زیادہ موقع اس پر

زیادتی کرنے کا ملے گا۔ لیکن تم یہ خیال کیوں نہیں کرتے کہ رفتہ رفتہ سب لڑکوں کو اُس کے تحمل اور بردباری کا حال معلوم ہو جائے گا اور پھر اس کی عزت کرنے لگیں گے

یہ ضرور ہے کہ صبر اور تحمل ایک مشکل چیز ہے اور خاص کر نوعمروں کے واسطے۔ بمقابلہ بدلہ لینے کے صبر و تحمل آسان نہیں ہے مگر جو بچہ تحمل کی قوت رکھتا ہے وہ تعریف و توصیف کے لائق ہے ہر شخص کہنے لگتا ہے کہ یہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے اور کوئی اُس کو بُرا نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس کی عزت سب کے دلوں میں ہوتی ہے اور اُس سے کسی کو خوف نہیں ہوتا اس لئے وہ ہر دل عزیز ہوتا ہے، غرض یہ طریقہ بہت اچھا ہے اس طریقہ سے اکثر دوسرے اُس کی پیروی کرتے ہیں آئندہ چل کر بڑا اور اسدہ دونوں شرمائیں گے اور دوسروں کے ساتھ ایسی حرکات روا نہ رکھیں گے اور خیال کریں گے کہ بجائے ایسی چھچھوری حرکات کے زید کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

اگرچہ بظاہر اسکول کی زندگی کتابی تعلیم تک محدود ہوتی ہے لیکن دراصل یہ زندگی آئندہ کے راستہ کو ہموار کرتی ہے۔

اور ایسے سبق دیتی ہے جو مستقبل کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں
غرض ایک نیک اور سمجھدار بچہ کو کبھی انتقام اور بدلہ کا خیال
نہیں کرنا چاہیئے اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ،

در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست



دنیا کی مصیبتین اور اونکا مقابلہ

قابل غور زندگی روز ازل سے ہی مصیبت و راحت کی کچھ اس طرح تقسیم ہوئی ہے کہ نہ تو کوئی انسان یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کی مصیبتین ہر آدمی سے زیادہ ہین اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اسکی زندگی سب سے زیادہ راحت مین ہے لیکن راحت کی زندگی سے زیادہ قابل غور مصیبت کی زندگی ہوتی ہے۔

مصیبت کی قسمین انسان پر دو قسم کی مصیبتین آتی ہین بعض محض تقدیری اور بعض اپنے افعال و اعمال کا نتیجہ ہوتی ہین۔

تقدیری مصیبتون کا مقابلہ قناعت سے ہوسکتا ہے ہمکو پہلے قسم اول کی مصیبتون کے متعلق یہ اصول ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ انسان انکا مقابلہ صرف صبر و قناعت ہی سے کرسکتا ہے ورنہ کبھی اس کا دل اضطراب سے خالی نہین رہ سکتا۔

ہم بہت سی مصیبتون کو عقل و علم اور محنت و کوشش سے دور کر سکتے ہین۔ لیکن بعض مصیبتون کا دور کرنا انسانی قدرت سے باہر ہوتا ہے مثلاً صنعت و حرفت و تجارت کی مفلسی کی مصیبت دور ہو سکتی ہے مگر نقص خلقت کو جیسے بدصورتی یا لنجا اور لولا پن انسانی سعی سے ہم نہین بدل سکتے لہذا اس حالت یا مصیبت پر انسان کو لا محالہ قانع ہونا پڑیگا

تدبیری مصیبتین اب رہی دوسری قسم کی مصیبت اس کی نسبت کلام مجید مین یون ارشاد ہوا ہے کہ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ

ترجمہ (اے بندے حقیقت حال تو یہ ہے کہ) تجھکو کوئی فائدہ پہونچے تو (سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہے اور تجھکو کوئی نقصان پہونچے تو (سمجھ کہ) تیرے نفس کی طرف سے ہے

یعنی جو کچھہ دنیاوی مصیبتین ہم پر آتی ہین وہ ہمارے ہی اعمال اور افعال سے آتی ہین اور نہ خدائے عزوجل تو والدین سے زیادہ شفیق و مہربان ہے۔ اسکا کبھی یہ منشا نہین ہے

کہ ہم کو مصیبت و تکلیف پہونچے۔

عموماً انسان اپنی کاہلی اور بیوقوفیون کے باعث مصائب مین گرفتار ہوجاتا ہے اور اپنی غلطیون اور کوتاہیون ہی کا خمیازہ اُٹھاتا ہے۔ حتیٰ کہ جسمانی امراض بھی بے احتیاطیون کے ثمرے ہوتے ہین۔ لیکن جب ہمپر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو ہم اپنے خالق کو جو رحیم و کریم ہے پکارتے ہین اور وہی اپنے وعدے کے مطابق کہ جیسا کلام پاک مین ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ	بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص (بیقرار ہوکر) اُس سے فریاد کرے وہ اُس بیقرار کی فریاد کو پہونچے اور (اسکی) مصیبت کو ٹال دے

ہماری تکلیفون اور مصیبتون کو دور کردیتا ہے اور ہمکو تسکین و راحت حاصل ہوجاتی ہے یہ بھی ایک بڑی تسکین ہوتی ہے کہ انسان اپنے خالق کی طرف رجوع ہوجاتا ہے اور اس مین صبر پیدا ہوجاتا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ	اور جب انسان کو (کسی قسم کی) تکلیف پہنچتی

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ
اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ
ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ
لَّمْ يَدْعُنَآ ۔

جاتی ہی تو پڑا یا بیٹھا یا کھڑا (کسی حال مین ہو)
ہمکو پکارے چلا جاتا ہے پھر جب ہم اُسکی
تکلیف دور کردیتے ہین تو ایسا (بے پروا بنکر)
چلدیتا ہی کہ گویا اس تکلیف کی (دور کرنیکے) لئے
جو اسکو پہونچ رہی تھی ہمکو (کبھی) پکارا ہی نہ تھا

حضرت ابراہیم کی دعا

بلا شبہ اسکی رحمت وسیع اور اس کا کرم عام
ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خدا کے نہایت
مقبول اور پیارے نبی تھے کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت یہ دعا کی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ
وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ
تُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ

ترجمہ اور دعائین مانگتے جاتے تھے کہ ای
ہماری پروردگار ہم سے خدمت (قبول کر بیشک
تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا
ہی ای ہمارے پروردگار ہمکو اپنا (بندہ) فرمانبردار بنا
اور ہماری نسل مین ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا حکم
بردار ہو اور ہمکو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور
ہماری قصوروں سے درگذر بیشک تو ہی بڑا درگذر کرنیوالا

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا	مہربان ہی اور اے ہمارے پروردگار ان (کے خاندان)
وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	میں انہی میں سے ایک رسول بھیج کہ انکو تیری
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ	آیتیں پڑھکر سنائے اور انکو کتاب (آسمانی)
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	اور عقل کی باتیں سکھائے اور ان (کے نفوس)
وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ	کی اصلاح کرے بیشک تو ہی با اختیار (اور)
اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝	صاحب تدبیر ہے ۔

تو اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ چنانچہ آپ کے نسب سے بہت سے نبی ہوئے۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت یوسفؑ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ سب انہی کی اولاد سے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے خاتم النبیین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ ہی کی نسل سے ہوئے۔ لیکن اسکے بعد جب آپ نے یہ دعا کی کہ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ	(ترجمہ) اے پیغمبر انکو وہ وقت بھی یاد دلاؤ
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا	جب ابراہیمؑ نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار
بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ	اس (شہر) کو امن کا شہر بنا اور اس کے

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝	رہنے والون مین سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائین ان کو پہل پہلای کھانے کو دے + تو۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو اللہ اور روز آخرت کا۔ منکر ہوگا اس کو بھی چند روز کیلیے ہم (ان چیزون سے فائدہ اُٹھانے دینگے پھر (آخر کار اس کو مجبور کرکے عذاب دوزخ مین لیجا داخل کرینگے اور (وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی اپنے ہر ایک بندے کو دنیا مین راحت پہونچاتا ہے خواہ وہ مؤمن ہو یا مشرک اور دنیا امتحان کی جگہہ ہے، نہ کہ جزا و سزا کی۔

آخرت کی تیاری لیکن اسکے بعد دوسری دنیا مین روز حساب کی تیاری کرلینا چاہیئے کیونکہ اس روز انسان کے اعمال افعال اور اقوال کی جانچ کی جائیگی۔ اگر تم پاس ہوجاؤگے تو بہشت مین جاؤگے اور اگر فیل ہوگے تو دوزخ مین جہان

سخت عذابون کا سامنا ہوگا۔ اور اسی آخری نتیجہ کا نام تقدیر ہے۔ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

انسان کی غفلت کا نتیجہ

جب انسان دنیا مین مصروف اور محو ہو کر خدا کو فراموش کر دیتا ہے لہو و لعب مین گرفتار ہو جاتا ہے اور اخلاق و اعمال خراب کر لیتا ہے تو وہ مختلف قسم کی مصیبتون مین گرفتار ہوتا ہے جو اسکے ہوشیار ہونے اور خواب غفلت سے جاگنے کے لئے ایک ذریعہ ہوتی ہین اور اس وقت جب وہ خدا کی مدد سے ان مشکلات و مصائب سے نکل جاتا ہے تو پھر اس پر وہی غفلت و خرابی مسلط ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ	ترجمہ اور جب انسان کو (کسی قسم کی
ضُرٌّ دَعَانَا لِجَنبِهِ	تکلیف پہونچ جاتی ہے تو پڑا یا بیٹھا یا کھڑا
أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا	(کسی حال مین ہو) ہم کو پکارے چلا جاتا ہے
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ	پھر جب ہم اسکی تکلیف کو اس سے دور
ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن	کر دیتے ہین تو ایسا بے پروا بنکر چلدیتا ہے

لَمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط	کہ گویا اس تکلیف کے دور کرنیکے لئے جو اسکو پہونچ رہی تھی ہم کو (کبھی) پکارا ہی نہ تھا

(درحقیقت ایسے انسان۔ انسان نہین ہوتے اور وہ ان مصائب و تکالیف سے سبق حاصل نہین کرتے کبھی خدا اپنے بندونکا مختلف طریقون سے امتحان لیتا ہی جیسا کہ ارشاد ہی کہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط	(ترجمہ) اور البتہ ہم تمکو تھوڑی سے خوف سے اور بھوک سے اور مال و جان اور (پیداوار آراضی) کی کمی سے آزمائین گے۔

اور اس امتحان مصیبت مین جو بندے صابر و شاکر ہوتے ہین اور انکے دل اور زیادہ خدا کی طرف رجوع ہوجاتے ہین وہ ہی کامیاب ہوتے ہین۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ	(ترجمہ) اور (اے پیغمبر) صبر کرنیوالونکو (خوشخبری) خدا اور کشائش کی خوشخبری سنادو یہ لوگ جب انپر مصیبت آپڑتی ہی تو کہتے ہین ہم تو اللہ ہی کے ہین ہمکو جس حال مین چاہی رکھے ہم اوسی کی

رَاجِعُونَ ۝	طرف رجوع کرنے والے ہین

اور اوسکی درگاہ سے مورد عنایات بنتے ہین اور ان پر رحمت نازل ہوتی ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝	(ترجمہ) یہی لوگ ہین جن پر انکے پروردگار کی عنایت و رحمت ہے اور یہی راہ راست پر ہین

(۹) مصیبتین بھی نعمت ہین

اب غور کرنا چاہئے کہ یہ مصیبتین بھی ہمارے واسطے نعمت ہوجاتی ہین کیونکہ انکے باعث خدا کی رحمت ہم پر نازل اور اسکی عنایت ہمپر مبذول ہوتی ہے اور ہم ہدایت حاصل کرتے ہین اور دین و دنیا مین اپنی نیکیون سے زیادہ ثمرات پانے کے مستحق ہوجاتے ہین اور صلے اور انعامات ہمارے واسطے تیار کئے جاتے ہین۔

جسوقت انسان کوہستان مین سفر کرتا ہے یا پہاڑ کی بلندی پر چڑھتا ہے تو اسکو کہین صاف راستہ ملتا ہے اور کہین دشوار گذار اور اسکے چارون طرف نشیب و فراز

ہوتے ہین اور دائین بائین اسکو بڑے بڑے گڑھے نظر
آتے ہین کبھی وہ راستہ کی دشوار گزاری اور صعوبات
سے پژمردہ ہوجاتا ہے اور کبھی جب خیال کرتا ہے کہ راستہ کا
ایک حصّہ طے کرلیا تو اسکو مسرت ہوتی ہے اور اسکا حوصلہ
بڑہتا ہے کبھی وہ درختون کے جھنڈ اور درندون کی وحشت خیز
آوازون سے گھبراجاتا ہے اور کبھی مناظر قدرت کے نظارون
مین محو ہوجاتا ہے اور جب وہ منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے تو
اس وقت وہ کامیاب کہلاتا ہے اور پہاڑ کے صاف و شفاف
چشمون کے پانی سے سیراب ہوتا ہے اور راحت محسوس کرتا ہے
یہ ہی حالت انسانی زندگی کی ہے کہ اسکو طے کرتے ہین مشکلات
ومصائب کا بھی مقابلہ ہوتا ہے اور راحت و آرام بھی ملتا ہے
اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر ہماری زندگی مین مصائب و تکالیف
پیش نہ آئین اور ہمیشہ آرام و آسائش سے زندگی بسر
اور من مانی مرادین پوری ہوتی رہین تو کیونکر ہمکو نشیب و فراز
زمانہ کا تجربہ ہوسکتا ہے اور کسطرح ہمکو اپنی حالت پر غور

وفکر کرنے کا موقع ملیگا - ہماری عادتین کیونکر درست ہونگی - ہماری اخلاقی حالت کی کیونکر اصلاح ہوگی - ہم مین صبر و استقلال کا مادہ کیسے پیدا ہوگا -

ایک شاعر کا قول ہے کہ جو رنج و غم سے بھری ہوئی طویل راتون کی سختی کو نہین کاٹتا اسکو خدا کی رحمت دیکھنے اور اوسپر یقین کرنے کا موقع نہین ملتا - ہمکو زندگی کے نشیب و فراز کو دیکھنا چاہیئے -

دیکھو جو کبھی بیمار نہین ہوا وہ صحت کی کیا قدر کرے گا - اور مریض کی تکلیف پر اس کو کیونکر رحم آئے گا - جو رنجیدہ نہین ہوا ہو - وہ افسردہ دلون کو کیونکر تسکین دیگا جو خود نا دانی کی تکلیف مین مبتلا نہ ہوگا - وہ ضعیفون اور ناتوانون کے ساتھ کیا ہمدردی کرے گا -

ان ہی لوگون پر رحمت نازل ہوتی ہے جو مصائب و تکالیف مین صبر کرتے ہین - اپنے دلون کو مضبوط رکھتے ہین اور اُس خدائے ذوالجلال کی رحمت سے نا امید نہین ہوتے جسنے فرمایا ہے

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ یہی لوگ ہمدرد انسان ہوتے ہین
اور ہر حال مین خدا کا شکر کرتے ہین - چنانچہ انکی نسبت خدائے
تعالیٰ نے فرمایا ہے - وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ
ایک صابر انسان پر جو مصیبتین پڑتی ہین اور ان مین وہ صبر و
شکر کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی تک محدود نہین رہتا بلکہ
دوسرے بھی اس سے سبق حاصل کرتے ہین - اور وہ انکو
بھی صبر و شکر کی تلقین کرتا ہے اور ان امتحانات کے صلے
مین خدا کی جو رحمتین نازل ہوتی ہین وہ دوسرے کو بھی بہرہ ور
کرتی ہین - دراصل تکالیف و مصائب ہماری رہبری کرتی ہین
اور دنیوی و اخروی فلاح کا رستہ بتاتی ہین اگر ہم مستقل
مزاجی سے انکا مقابلہ کرین اور کسی حالت مین اپنے مالک کی
بندگی سے غافل نہ ہون - تو یہ راستہ بہ آسانی طے کرلینگے - ہمارے
لئے حضرت ایوبؑ کی تکالیف اور ان تکالیف پر انکا صبر ایک بہت
بڑی مثال ہے خیال کرو کہ آپ باوجود سخت جانکاہ اور مہلک تکالیف کے
اپنے خالق کی یاد سے کبھی غافل نہین ہوتے اور اسکا شکر ہی کرتے رہے

بدمزاجی

بدمزاجی کا پہلا نتیجہ

تم نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ بعض آدمی بدمزاج ہیں بدمزاجی بظاہر بہت چھوٹی سی نظر آتی ہے لیکن یہ ایک بہت ہی بڑی اور بری عادت ہے۔ اگر تم کو کسی بدمزاج شخص سے سابقہ پڑا ہے تو تم کو خود اندازہ ہوگا کہ جب کبھی اوس سے ملتے ہوگے۔ یا ملے ہوگے تو تم مین اوسکی ملاقات کا نہ جوش ہوگا نہ خلوص۔ اور زیادہ دیر تک اوسکے پاس بیٹھنا اور اوس سے باتیں کرنا تم کو گوارا نہ ہوگا۔ یہ باتین بدمزاجی کا پہلا نتیجہ ہیں اور ایسا ظاہر نتیجہ ہیں کہ ایک کم عقل سا کم عقل آدمی اوسکو سمجھ سکتا ہے اگر گھر مین ایک فرد بھی بدمزاج ہوتا ہے تو سارے گھر کی آسائش مین فرق آجاتا ہے۔ بھائی بہنین اور سارے عزیز اوس سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہین

عادت پیدا ہونے اور چھوڑنے کا زمانہ

ایک بدمزاج بچہ جب دیکھتا ہے کہ اوسکے بھائی بہن تو خوش مزاج رہتے ہین انھین

سب پیار کرتے ہین اور اوس کو مان - باپ بھی پیار کرتے ہوئے گھبراتے ہین - اُس وقت اوسکو اپنی بدمزاجی کا ضرور احساس ہوتا ہے - ہوشیار اور سمجھدار بچے اپنی حالت پر غور کرتے ہین اور بدمزاجی کو چھوڑنے کی کوشش کرتے ہین لیکن اس عادت کے مضبوط ہونے اور چھوڑنے کا زمانہ بھی بچپن کا ہوتا ہی اگر اوسکو ترک نہ کیا گیا تو عمر کے ہر ایک دن کے ساتھ ساتھ یہ عادت بڑھتی جائیگی اور جڑ پکڑتی جاے گی اور کوشش کے باوجود بھی اوس کا چھوڑنا مشکل بلکہ مشکل تر ہو جاے گا؛

ابتدا مین عادت کے چھوڑنے اور زمانہ دراز کے بعد عادت راسخ ہو جانے کی مثال مین سعدی علیہ الرحمہ کا یہ شعر نہایت مناسب اور موزون ہے -

سر چشمہ باید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

دفع بدمزاجی کا طریقہ | جو آدمی بدمزاج ہوتا ہے اوسکی ناک پر ہمیشہ غصہ رہتا ہے اور ذرا ذرا سی بات مین بگڑنے لگتا ہی

جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو رخ پھیر لیجاے
اور خود رخ اوٹھاے اور پھر اوس کی تلافی بہت مشکل
ہوجاتی ہے ایک پُرشور چشمہ جب بھر نکلتا ہے تو اکثر
ہوشیار انجنیر کو بھی اوس کے باندھنے کی کوشش مین
ناکامی ہوتی ہے بعض وقت اوس کا پشتہ باندھنا بھی کافی
نہین ہوتا اور چشمہ کا زور شور اوسکو بھی توڑ دیتا ہے ایسی
حالت مین اوسکے سوتے کو تقسیم کر دیا جاتا ہے یا اوس کی
رخ کو پلٹ دیا جاتا ہے جس سے اوسکے جوش و خروش
مین کمی واقع ہوجاتی ہے۔ ایسی ہی جب بدمزاجی کی حالت
تم پر طاری ہوتی ہے اور تم مین ایک قسم کا جوش پیدا
ہوتا ہے تو وہ عقل اور غور کے پشتہ کو بھی بھالے جاتا ہے۔

پس عقلمندی یہ ہے کہ اپنے خیالات کا رخ دوسری
طرف پھیر دے اور تحمل کرے۔

ناگوار پیرایہ | بعض وقت ان لوگون کی باتین جن کی شفقت
اور محبت مثال کے طور پر پیش کیجاتی ہے اور جن سے زیادہ

کوئی شفیق اور ہمدرد نہیں ہو سکتا مثلاً والدین اور بہن بھائی وغیرہ تمہارے ناگوار خاطر ہوتی ہیں اور تم کو اپنی بدمزاجی کی وجہ سے فوراً غصہ آجاتا ہے۔ حالانکہ انھوں نے جو بات کی تھی وہ محض شفقت اور محبت سے تھی تو کس قدر افسوس کی بات ہے کہ محبت کا معاوضہ اس تلخی سے دیا جائے۔

مثلاً عید کے لئے تمہاری ماں نے تمھارے لئے نہایت دیدہ ریزی سے ایک عمدہ کرتا تیار کیا۔ اور جب عید کی صبح کو تم نے پہنا تو وہ ڈھیلا۔ یا تنگ ہوا اس وقت تمکو ناگواری پیدا ہوئی اور بدمزاجی شروع ہو گئی تو دیکھو اس سے ماں کو کس قدر صدمہ ہوگا۔ اسی طرح تمہارے باپ نے کوئی چیز تمھیں لا کر دی اور وہ تمہارے ناپسند ہوئی اور تمھاری بدمزاجی ظاہر ہونے لگی تو اوسکو کس قدر افسوس ہوگا تمھاری بہن نے تمہارے لئے ناشتہ تیار کیا اور وہ تمھیں پسند نہ آیا اور تم اوس پر خفا ہونے لگے تو دیکھو اوسکا نازک دل

کس قدر کملا گیا حالانکہ ان لوگون نے جو کچھ کیا وہ تمہاری محبت اور شفقت سے کیا اور اس مین جو غلطی ہو گئی وہ ایک اتفاقی تھی اور اوس پر تمھین صبر کرنا چاہیئے تھا۔ ایسی بھت سی باتین دوستون اور عزیزون سے مزاج کے خلاف ہو جاتی ہین۔ اور اگر ہمیشہ اون سے بدمزاجی ظاہر کرتا رہے تو گویا وہ اپنے سے خود نفرت پیدا کرانے کا باعث ہو جاتا ہے۔

مصیبت کے پردہ مین راحت

اکثر امور قدرتی طور پر ہماری امید کوشش اور توقع کے خلاف واقع ہوتے ہین اور چونکہ وہ قدرتی واقع ہوتے ہین اس لئے ہم کسی کو اپنی بدمزاجی کا نشانہ تو نہین بنا سکتے۔ لیکن اپنے دل کو پریشان غمزدہ اور کھسیانہ بنا لیتے ہین۔ یا جن لوگون کا ان مین ذاتی تعلق ہوتا ہے ان پر بگڑنے لگتے ہین،

یہ ایک ضرب المثل ہے کہ خدا کیسی ہی مصیبت کیون نہ بھیجے اوسکے پردہ مین بھلائی ہوتی ہے۔ ایسے موقعون

کے لئے خود خداوند کریم نے اپنے کلام پاک مین ارشاد
فرمایا ہے کہ،

عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ — بسا اوقات تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمھارے لئے اچھی ہوتی ہے

پس انسان کو اس ہدایت ربانی پر خیال رکھ کر ظاہری
امور سے قطع نظر کرنا چاہئے۔ اور جب ایسے موقع پیش
آئین تو ہمیشہ تحمل اور استقلال سے رہنا چاہئے۔

دنیا مین بہت سے واقعات رنج و غم اور صدمات
والم کی شکل مین ظاہر ہوتے ہین لیکن ان کے نتائج مین
کامیابی و کامرانی اور مسرت و شادمانی ظہور پذیر ہوتی ہے
اور ہم ایسے واقعات کو کھاد سے تشبیہ دے سکتے ہین۔

کھاد سے تشبیہ — کھاد بظاہر کیسا خراب اور بدبودار ہوتا ہے
اور جب تم اوس کو دیکھتے ہو تو تمھین کیسی نفرت آتی ہے۔
لیکن اگر تم اسکے باطنی جوہر اور فوائد کو جو خدا نے اس مین
رکھ دئے ہین معلوم کرو تو پھر زیادہ نفرت نہ کروگے کوئی تر کاری

پھلنے پھولنے والا درخت بغیر کھاد کے نہین بڑہتا۔ ذرا اپنے
باغچہ پر نظر کرو کہ اس مین کیسی بہار اور خزان آتی ہے موسم
خزان مین تمام درخت ننگے ہوجاتے ہین اور سوائے ننگی ننگی
شاخون کے پتے کا نام نہین رہتا، جو کیاریان موسم بہار مین
ہری بہری اور پھولون سے پٹی پڑی تھین اون مین بجز
کھاد اور مٹی کے کچھہ نہین رہتا۔ قدرت اپنی دوسری صنعت
دکھاتی ہے بارش شروع ہوتی ہے۔ مردہ زمین مین پھر جان
پڑتی ہے، جدہر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ درختون کی
ننگی ننگی ٹہنیان پتون سے بھر جاتی ہین۔ اگست تک تمام
درخت ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب ہوجاتے ہین
کلیان چٹکنے لگتی ہین، پھولون کی خوشبو سے باغ مہک
اٹھتے ہین، کیا یہ قدرت کی عجیب باتین نہین ہین کہ زمین سے
کیسے گل بوٹے کھلاتی ہے غور کرو کہ جنگل مین بنفشہ پیدا
ہوتا ہے جسکی خوشبو سے تمام جنگل مہکتا ہے، انسان کو پھولون
سے سبق لینا چاہیے۔ ہم مثل پھولون کے درختون کے نشوونما

پاتے ہین۔خون ہماری کھاد سے جس سے ہماری پرورش ہوکر قسم قسم کی خوشبوئین نکلتی ہین، ہم طرح طرح کی تکالیف اٹھاکر اپنے اچھے چال چلن بناتے ہین بہت سی لڑکیان اس بات کا خیال نہین کرتین کہ چنبیلی کی کلیان بغیر مٹی اور سڑی ہوئی کھاد کے شگفتہ نہین ہوتین۔

اسی طرح ہمارے عمدہ اوصاف رنج وغم اور دنیوی مصائب برداشت کئے بغیر نہین ہوسکتے۔تکالیف کے زمانہ مین بھی صبر و استقلال سے کام لینا اور خوش مزاجی کا اظہار کرنا ایک اعلی صفت ہے ہر انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ خوش خلقی اور شیرین زبانی سے گھر مین خوشی پیدا کرے، دنیوی تکالیف مین صابر و مستقل رہے نہ کہ بدمزاجی اور چڑچڑے پن سے اپنے آپکو برباد کرے، رنج وغم کی زندگی کو خوشی و شادمانی سے بدلنے کی یہ تدبیر ہے کہ ہم استقلال اور خوش مزاجی اختیار کرین،

خوش مزاجی یا بدمزاجی ایک عادت ہے اور

عادت ایک عجیب چیز ہے۔ بجاے اسکے کہ عادت پر تمہارے سامنے بحث کی جاے مین اوس کو ایک مثال سے سمجھانا زیادہ موزون تصور کرتی ہون۔

وایولن کی مثال | اکثر انگریزی مصنفین نے عادت کے بیان مین اون کو پرانی وایولن کی مثال دی ہے مین بھی اوسی مثال کو پیش کرتی ہون۔

کیا تم نے ایک بیش قیمت پرانا وایولن دیکھا ہے، جو بہت روز تک استعمال مین رہ کر قسم قسم کے راگ بجاتا رہا ہو اور جو ایک اوستاد کے ہاتھ مین رہا ہو، پھر کسی بے ہنر کے ہاتھ مین رہ کر بھی سریلی اور شیرین آواز دیتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جس طرح ہمارے دل کی پریشانی زیادہ عرصہ تک رہے تو ہمارے چہرے پر اوس کا اثر قائم ہوجاتا ہے، اسی طرح وایولن پر کسی اوستاد کے بجاتے رہنے سے اثر قائم ہوجاتا ہے اور پھر کوئی بے ہنر بھی بجائے تو راگ صاف نکلتا ہے، کیون کہ اسکی لکڑی اور ریشون پر

قدامت کا اثر ہوتا ہے پرانے وایولن کی خوش آیند
اور سریلی آواز کے ساتھ ایک قسم کی تھرتھراہٹ پیدا
ہوتی ہے اور آخر مین دونون ملکر آواز مین موزونیت پیدا
کر دیتے ہین اور راگ صاف نکلتا ہے ایسی ہی انسانی
زندگی کی کیفیت ہے مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے
کہ ایک بدمزاج اور سختی سے بولنے والا آدمی خوش مزاجی اور
نرمی سے بات کرے، یا ایک متین آدمی کی زبان سے ناگوار
لفظ نکلے - جب کہ تم غصے مین ہوتے ہو اور دوسرون کے
نسبت تمھارے خیالات حقارت آمیز ہوتے ہین
تو اوس وقت تمھاری روح گویا وایولن ہوتی ہے اور
تم بجانے والے ہوتے ہو - اگر تم ہر شخص سے ہمیشہ خوش
مزاجی اور مہربانی سے بولتے رہو یا یون سمجھو کہ تم اپنے
وایولن کو کبھی بے سُر نہین ہونے دیتے تو غصہ مین بھی
تمھاری زبان سے تہذیب اور مہربانی کے الفاظ نکلینگے
دوسرا کیسی ہی سخت کلامی سے تم سے گفتگو کرے لیکن تمھارا

جواب شیرین اور ہمدردی سے بھرا ہوا ہوگا۔ مستحکم خیال اور مہذب لوگ اپنی زبان کو ایسا سدھا لیتے ہین کہ کوئی کمالت بھی اون کی تہذیب اور نرم زبانی کو نقصان نہین پہونچا سکتی، وہ دوسرے کی گفتگو کو خاموشی سے سنتے ہین اور ہمیشہ نرم اور مہذب طریقہ سے جواب دیتے ہین۔

اچھی باتون کی مشق کے نتائج

تم مین بھی یہ صفت پیدا ہو سکتی ہی جب کہ ہم اپنے وایولن پر اوس کی مشق کرین اور پھر ہر حال مین اوسکی سُریلی آواز قائم رہے گی۔ اسلئے اے بچو! تمکو کم عمری مین ہی اچھی باتون کی مشق کرنا چاہئے اور اچھی عادتین اختیار کرنی چاہئین۔ ورنہ آیندہ زندگی مین سخت مشکلات پیش آئین گی ہم تم کو کچھ تدبیر بتاتے ہین کہ کیونکر تم اپنے مین ایسی موزونیت پیدا کر سکتے ہو کہ تمہارے دل مین اور زبان مین نرمی اور شیرینی پیدا ہو اور تم ہنس مکھ رہو۔ تم جب تک ضبط اور شیرین زبانی کی کوشش اور مشق نہ کروگے اور جب تک خیالات مین صفائی نہ پیدا کروگے کبھی کامیابی

نہین حاصل کر سکتے اکثر دوستی اور محبت محض بدمزاجی کی وجہ
سے ضائع ہو جاتی ہے حالانکہ وہ بڑی قیمتی چیز ہے دوستی
قائم رکھنے کے لئے تم کو بدمزاجی قطعاً چھوڑنی اور دوستون
کی بدمزاجی پر صبر کرنا چاہئے اگر کوئی تمہارا ساتھی یعنی دوست
تم کو دق کرتا ہے تو تم کو اسکی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ وہ
تمہارے ہی طرح خوش نصیب ہے کیا اس کی زندگی تمہاری
طرح آسائش و آرام سے گذرتی ہے اور کیا مثل تمہارے ہی
وہ مطمئن ہے اور کیا اسکی خانگی حالت تمہارے خانگی حالات
کے مطابق ہے تو تم صحیح رائے قائم کر سکو گے اور اگر تم
تھوڑی تکلیف اس کی زندگی کے حالات معلوم کرنے مین
اُٹھا کر اس کے حالات سے آگاہ ہو جاؤ گے کہ کن مشکلات اور
تکالیف مین اس کی زندگی گذرتی ہے اس وقت تم کو خود
اپنے غصہ کرنے پر جو اس کے دق کرنے سے پیدا ہوا ہے
افسوس ہوگا اور اگر تم نے اسکو ذرا بھی غصہ کے لہجہ سے
جواب دیا ہے تو پچھتاؤ گے اور تم کو اس سے ہمدردی ہو جائیگی

کیونکہ چڑچڑی طبیعت جب ہی ہوتی ہے جبکہ کوئی کسی تکلیف مین مبتلا ہوتا ہے خواہ امراض کی وجہ ہو یا مفلسی کی اگر تم عقلمند ہو اور دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہو تو تم مین کبھی بدمزاجی کی جھلک بھی نہ آنی چاہیئے - اور ہر شخص سے خوش خلقی شیرین زبانی اور لطف و خوشی سے گفتگو کرنی چاہیئے ؎

بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی
توانی کہ پیلے بہ موے کشی

بے کارون کو کارآمد بنانا

بے کار چیزین

بہت سی چیزین لوگ بے کار سمجھکر پھینک دیتے ہین جو کارآمد ہوسکتی ہین کسی گھوڑے کو دیکھو اس مین کس قدر کارآمد چیزین تم کو ملین گی

مثلاً ہڈی کو لو جس کو سب پھینک دیتے ہین حالانکہ اس سے چاقو اور چھری کے دستے اور ہارمونیم پیانو کے پرزے بنتے ہین اور اسی سے فاسفورس نکلتا ہے جس سے دیاسلائی کا مصالحہ بنتا ہے کھاد بھی اسی سے تیار ہوتا ہے۔

جوتے پر تم جو سیاہ وارنش لگاتے ہو۔ یا ہاتھی دانت کو سیاہ رنگتے ہو یہ وارنش انہین ہڈیون سے بنتا ہے۔

بچھیرے کے پاؤن کے لعاب سے چمڑا تیار کرکے کام مین لاتی ہین۔ مچھلی کے کھرپٹون سے بہت سی چیزین بنتی ہین مثلاً آرائش کے واسطے پھول بنائے جاتے ہین مچھلی کی آنکھون سے کلیان بناتی ہین

پرانی چیزون سے کاغذ بنتا ہے۔ پرانے اونی کپڑے جو بالکل بیکار ہو جاتے ہین اُس کو تو نبہ کر کارخانون مین نئے کپڑے بنائی جاتی ہین۔ بوسیدہ کپڑے سے دیوارون پر منڈھنے کا کاغذ بنایا جاتا ہی اور جو کاغذ کہ ردی ہو جاتا ہے اس سے کٹی کی لوٹکریان، صندوقچیان اور مختلف چیزین بناتے ہین۔

ٹوٹی پھوٹی بوتلین کارخانے مین گلا کر اس سے پھر جدید سامان تیار ہوتا ہے غرض ان چیزون سے جس کو تم بیکار سمجھ کر پھینکدیتے ہو۔ سیکڑون عمدہ اور قیمتی چیزین تیار ہو کر پھر تمہارے استعمال اور کام مین آتی ہین۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ بیکار چیزین انسانی عقل سے کیسی کارآمد ہو جاتی ہین

انسان جنکو کارآمد بناتا

اب ذرا اس بات پر غور کرو کہ جبکہ ہم کوڑی کرکٹ کو کارآمد بنا سکتے ہین تو انسان جو ہمارے ہمجنس ہین ان کو کیونکر کارآمد نہین کر سکتے،

لیکن افسوس ہے کہ ہم نے اُن کو کوڑے کرکٹ سے بھی بدتر سمجھ لیا ہے اور جب ایسے لوگون کو دیکھتے یا اون کا ذکر سنتے ہین تو ہم کو اُنسی

گھن آتی ہی اور ہمارے دل مین نفرت پیدا ہوتی ہے اور اگر کبھی اصلاح کا
خیال آتا ہی تو معاً یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو نکمے ہین اور انکی ساتھ
محنت کرنا فضول ہی اور جو تدابیر اصلاح کرتے ہین ان مین ہمت اور حوصلہ نہین ہوتا

انسان انسان کا مصلح ہی ! اگر تم کسی ترقی یافتہ قوم کی تاریخ دیکھو تو تم کو یہی معلوم ہوگا
کہ اُس کی وحشت اور جہالت کی دور مین چند ایسے لوگ ہوے جنھون نے
ہمت اور استقلال اور محنت و ہمدردی سے اُس کی اصلاح کی اور اُن کے
جوہر نمایان کر دیے اگر ایسے لوگ پیدا نہ ہوتے اور کوشش و ہمت نہ کرتے
تو کوئی قوم ترقی نہین کرتی یہی یورپ جو آج تمدن اور ایجاد صنائع کا مالک بنا ہوا ہے
چند صدیون پہلے اس قدر وحشی تہا کہ بدن کو رنگتا تہا اور پتون سے ستر ڈہانکتا تہا۔
لیکن آج جو ملک مہذب اور تہذیب سے قوم آراستہ تہی اب
اپنے افعال سے اس کی مستحق ہوگئی کہ اون کو تہذیب یافتہ
نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین جو عادات کی خرابی کے نتائج ہین
یہ قانون قدرت ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو کارآمد
بناتا ہی اور اسی لئے انبیا علیہم السلام مبعوث کئے گئے تھے اور سب سے
آخر مین ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے جنھون نے

انسان کو کارآمد بنانے کے تمام ذرائع دنیا کے سامنے ظاہر کر دیے اور خود اپنی قوم کی حیرت انگیز اصلاح کی۔ وہی عرب جن کی وحشت و جہالت ضرب المثل تھی ایسا متمدن بنا کہ آج تک اُس کا تمدن ضرب المثل ہے صنعت و حرفت۔ علم و عمل تجارت و تہذیب غرضکہ ہر چیز کا تھوڑی ہی دنوں مین وہ مالک ہو گیا۔

پس اس قانون قدرت کے مطابق ہر شخص کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ذاتی اور اجتماعی طور پر دوسرے کو وحشت سے تہذیب کی طرف اور تنزل سے ترقی کی طرف لیجائے اور بیکار آدمی کو کارآمد بنائے۔

کارآمد بنانے کا اصول بہت سے آدمی بیکار اور نکمے نظر آتے ہین اُن مین مختلف قسم کی ایسی استعداد ہوتی ہے جو تھوڑی ہی سی کوشش سے نہایت مفید آدمی بنا دیتی ہے

گنجائی جوالی سے مشابہ ہے ایک نہایت بدصورت کیڑا ہوتا ہے لیکن اس سے کیسی رنگ برنگ کی تتلیان نکلتی ہین جن کی بوقلمونی تم کو حیرت مین ڈالتی ہے۔ اسی طرح اکثر انسان جو بظاہر نکمے معلوم ہوتے ہین لیکن ان کے ذاتی جوہر چھپے ہوتے ہین اگر ان کی تربیت

اور حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ بہت کارآمد بن سکتے ہین لیکن اگر
اس کیڑے کو تم ٹھنڈی جگہ رکھدو تو اس مین سے تتلی نہین نکلے گی
اس لئے کہ ٹھنڈک اُس مادہ کو جو تتلی بناتا ہے ضائع کر دیتی ہے اسیطرح
اگر تم اون نکمے آدمیون کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو وہ اور بدتر ہو جائین
گے اور اگر اُن کی اصلاح کرو گے تو وہ خود بھی کارآمد بنین گے اور
اُن کی اولاد اور زیادہ کارآمد اور ترقی یافتہ ہوگی تم اس کوشش
اور محنت کا نتیجہ بین طور پر عیسائی مشنون مین دیکھ سکتے ہو کہ وہ
مہربان عیسائی کس طرح نہایت ذلیل اور ادنےٰ اقوام کو مشن مین
داخل کر کے تعلیم دیتے ہین اون کو ہنر سکھاتے ہین اور وہی آدمی
کس طرح کارآمد بن جاتے ہین اور اُن کی اولاد کیون کر ترقی کرتی
رہتی ہے وہ اس کام مین اپنے اوپر بڑی بڑی تکلیفین گوارا کرتے ہین
مگر صبر و تحمل سے کام لیتے ہین تم کو بھی اس طریقہ سے ہمدردی اشاعت
اور محنت و کوشش سے کام لینا چاہیئے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے
کہ تم سے پہلے جو ایسی کوشش کرنے والے لوگ گذر گئے ہین اون
کو کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

ایک انسان اپنی کوشش سے دوسرے انسان کی بہت کچھ اصلاح کر سکتا ہے اور جو بات ناممکن معلوم ہوتی ہے وہ ممکن نظر آنے لگتی ہے۔

ایک مصور کا قصہ

ایک مصور کا قصہ ہے کہ کسی نے اس سے کہا کہ ہمارے بچوں کی تصویر بنا دیجئے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ بچے ایسے خاموش ہیں کہ انکے چہرے پر مسکراہٹ تک نہیں آتی اور ہم انکی ایسی تصویر نہیں چاہتے جس میں ان کا چہرہ اداس ہو۔ مصور نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ آپ میری بنائی ہوئی تصویر پسند کریں گے غرض روزانہ بچے اسکی تصویر کشی کی جگہ جاتے تھے اور مصور ان کی تصویر بناتا تھا۔ چار ہفتہ میں یہ تصویر تیار ہوگئی مصور اسے لے کر آیا تو سب نے پسند کی کیونکہ تصویر بے خوش مزاجی نمایاں ہوتی تھی۔ اور ہو بہو بچوں کی تصویر تھی۔ مصور کے والدین نے دریافت کیا کہ شکل تو بچوں کی ہے۔ لیکن یہ خوش مزاجی اور مسکراہٹ جو قدرتی معلوم ہوتی ہے تم نے کہاں سے پیدا کی یہ بچے تو کبھی خوش مزاج رہتے ہی نہ تھے

مصور نے کہا مین نے ان کے روبرو تصویر کشی کے وقت ایسی کہانیان کہین جن کو سن کر وہ ہنستے رہے اور جب وہ میری باتون پر ہنستے اور خوشی کے خیالات کا جو ان کے دلون مین پوشیدہ رہتے تھے اظہار ہوتا تھا تو مین ان کی تصویر بناتا تھا اور مصور کا اصلی فرض یہی ہے جو مین نے ادا کیا

قصہ کا نتیجہ | اس قصہ سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر شخص اپنی کوشش سے ایسی باتین پیدا کر سکتا ہے اور اگر اس مصور کا طریقہ اختیار کرے اور اس ہنر کی مشق کرے تو وہ بھی کامیاب ہوگا لیکن تصویر کی مشق نہین بلکہ مہربانی اور ملائمت کی مشق جس سے انسان کے پوشیدہ جذبات اُبھرتے ہین۔

ذرا تم اپنے بھائی بہن کو اپنے کرخت و ناملائم الفاظ سے ناخوش کرکے ان کی صورت دیکھو کہ کیسی ہو جاتی ہے اگر کوئی مصور اس وقت ان کی تصویر اُتارے تو اس مین خوش مزاجی کیسے ظاہر کر سکتا ہے۔ غور کرو جس وقت تم ان پر مہربان ہوتے ہو تو خوشی کے سبب ان کے چہرے کیسے چمک اُٹھتے ہین اس وقت

ان کے چہروں پر نظر کرو کہ ان پر کیسے مسرت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں
پس ان اثرات کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کرو اور اسوقت
تمہارے والدین خوش ہوں گے جبکہ ایسی تصویروں کو دیکھیں
گے یہ تصویریں وہ تصویریں نہیں ہوں گی جو مصور کینوس پر رنگ سے بناتے ہیں
بلکہ یہ خوشی کی زندہ تصویریں ہوں گی جس سے تمہارے والدین
کے دل تر و تازہ ہوں گے

یہ تجربہ تم کو یقین دلا دے گا کہ تم اپنی سعی اور اپنے عمل سے
بہت سے انسان صورت آدمیوں کو انسان حقیقی بنا سکتے ہو اور
یاد رکھو کہ انسان کا اس سے زیادہ کوئی اہم اور ضروری فرض نہیں

جماعت بندی

جماعت کا مقصد انسانی جماعت بندی یا سوسائٹی کی تاریخ خواہ کسی زمانہ سے شروع ہوتی ہو لیکن اس مین شک نہین کہ اس کا مقصد بھی رہا ہے کہ چند آدمی ایک نصب العین قائم کرکے متفقہ طور پر اس کے حصول کی کوشش کرین۔

جماعت کا فائدہ یہ ظاہر ہے کہ جو کام ایک جماعت کرسکتی ہے وہ تنہا ایک آدمی انجام نہین دے سکتا۔ پھر جماعت بندی مین ایک سے دوسرے کو تقویت ہوتی ہے اور امداد ملتی رہتی ہے اور متحدہ قوت جلد کامیاب ہوجاتی ہے۔ دنیا مین اخلاقی، مذہبی، تجارتی صنعتی، علمی ہزارہا قسم کی سوسائٹیان اور جماعتین ہین جو برابر مصروف کار ہین۔ ان ہی جماعتون مین ایک نہایت قدیم جماعت کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔

فری میسن سوسائٹی حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین بیت المقدس کے بنانے کی تجویز قرار پائی تو ہر ہر ملک سے

اپنے فن کے ماہر اور باکمال معمار جمع ہوے۔

اُس وقت ان معمارون نے مشورہ کیا کہ ہم سب کو متفق ہوکر یہ مقدس عمارت بنانی چاہیئے تاکہ ہمارے راز تعمیر ہم ہی تک محفوظ رہین۔ کوئی دوسرا ان سے واقف نہ ہو دوسرے جب ہم ایک ایسی مقدس تعمیر کا کام اپنے ہاتھون مین لیتے ہین تو ہم کو اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے

یہ مشورہ کرکے انہون نے ایک جماعت قائم کی جس کا نام "فری میسن" رکھا۔ اس کے قواعد مرتب کئے اور سب سے بڑھ کر قابل ذکر یہ بات ہے کہ ان مین سب سے بڑی شرط یہ رکھی گئی کہ جو شخص ہماری جماعت مین داخل ہو اس سے یہ عہد لیا جاے کہ اس جماعت مین جو کچھ ہوگا اوسکا ذکر وہ کسی سے نہ کرے گا۔ چنانچہ یہ جماعت قائم ہوئی اور اسوقت تک قائم و موجود ہے۔ جون جون زمانہ گذرتا گیا اسکو کارآمد بناتے چلے گئے۔

فری میسن کے راز

اب یہ جماعت صرف معمارون ہی کی

نہین رہی بلکہ عام اشخاص کی ہوگئی ہے۔ ہر شخص اس مین
داخل ہوسکتا ہے مگر اوسی معاہدہ کے ساتھ کہ کسی پر اسکے
رازون کا انکشاف نہ ہو۔ یہ عجیب بات ہی کہ اوس وقت
تو راز تعمیر محفوظ رکھنے کے لئے یہ شرط کی گئی تھی لیکن اسوقت
تک ان کے پیروون نے جو اس شرط کو قائم رکھا اس کا مدعا
سمجھہ مین نہین آتا۔ اور کیون کر آئے جب ہزارون برس سے
یہ راز پوشیدہ چلا آتا ہے۔ دلائل عقلی سے جو چاہو کہلو
غالبًا جماعت قائم کرنے والون کا راز تعمیر کا محفوظ رکھنا ہی
مدعا تھا۔ اور اب اوسی قاعدہ کو جاری رکھنے سے یہ غرض
ہوگی کہ لوگون کے دلون مین جماعت مذکور مین شامل
ہونے کا شوق پیدا ہو بجز اشارات کے اور کوئی راز
نہین مین نے اکثر فری میسن سے اس معاملہ مین گفتگو کی
لیکن وہ معاہدہ کے پابند لوگ بجز اس کے کچھ نہین کہتے
کہ اس مین کسی مذہب کے خلاف کچھہ نہین ہوتا۔ جو باتین
بنائی جاتی ہین وہ انسان کو بہتر بناتی ہین۔ لیکن میری خیال مین

تو اس کے راز کو پوشیدہ رکھنے سے لوگون کے دلون مین
اور بھی شکوک پیدا ہوتے ہین اگر یہ ہی بات ہی جو فری میسن
کہتے ہین تو کیا ضرورت تھے کہ فری میسن ہون - تزکیہ روح
کے لئے اہل ہنود کو اپنے گرو سے عیسائیون کو اپنے پادریون
سے، یہودیون کو اپنے راہبون سے اور مسلمانون کو اپنے
علما سے نیک باتین سیکھنی چاہئین ایسی جماعت بندی تو محض
ایک بے اصول چیز ہو جاتی ہے - غرض تو نیک کام کرنے سی ہے

جماعتون کی نیک خدمات

ماحصل یہ ہے کہ اسی قسم کی بہت سی
جماعتین یکے بعد دیگرے ہر قوم مین قائم ہوئین - کیا نصارا
کیا یہود - اور کیا گبر ہر ایک مذہب مین بہت سی جماعتون کا پتہ
چلتا ہے جنہون نے دنیا مین بہت سے نیک کام کئے ہین
ان جماعتون سے دنیا کو بہت فائدہ ہوا اور ہو رہا ہے اور
قیامت تک ہوتا رہے گا - کیون کہ یہی جماعتین ہین جو انسانکو
صراط مستقیم پر چلنے اور بندگان خدا کے ساتھ نیکیان کرنیکی
ہدایت کرتی ہین - اور دوسرون کے لئے خود تکلیف اٹھاتی ہین

اور جان و مال سے خدمت کرتی ہین۔ علوم و فنون سے فائدہ پہونچاتی ہین۔

پیری مریدی | جماعتین ہی قائم کرنے کے لئے پیری مریدی کا طریقہ نکالا گیا تہا کہ ایک شخص کے ہاتھ پر آدمی بیعت کر کے اس کی ہدایتون پر چلتے رہین اور انکی جماعت اپنے مقاصد کی تلقین کرتی رہے۔ ان بزرگون کی تلقین و ہدایت سے بہت ہی فائدے حاصل ہوے ہین اور ابہی تک بزرگان دین کا سلسلہ فیض قائم ہے۔

فضائل اخلاق | مسلمانون مین بیعت کا سلسلہ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور پہر اسکی مختلف شاخین ہوگئین لیکن سب کا مقصد یہ ہی رہا کہ انسان مین فضائل اخلاق پیدا ہون اور تزکیہ روح اور تزکیہ نفس ہو جاے۔ آج جو کچہہ اچھی باتین ہم اپنی قوم مین پاتے ہین یہ انہین کی پند و نصائح اور ایسی ہی جماعتون کی کوششون کا نتیجہ ہے اس وقت بہی لوگ اون کے مزارون کو عزت و وقعت

کی نظر سے دیکھتے ہین - خدا سے تعالے ان کے پیروؤن کو جو
زندہ ہون ایسی توفیق دے کہ وہ بہی دنیا مین ویسی عزت
حاصل کرین کہ جیسی کہ ان کے ہادیون اور مرشدون نے
حاصل کی تہین تاکہ نیکیون کو بڑہانے کا فیض جاری رہے
غرض پیری مریدی کا طریقہ میرے خیال مین بہت عمدہ ہے اگر اسکو
روحانی فوائد کے لئے اختیار کیا جاے - البتہ کچہہ مدت سے
اس مین نقص آگیا ہے اکثر لوگ مذہب سے غافل ہوگئے
دولت مندون اور امرا مین یہ وبا زیادہ پہیلی ہوئی ہے
انہون نے ایسے بزرگون سے استفادہ چہوڑدیا بہت سے
نقلی بزرگ بن گئے اور انہون نے اپنی معاش کا ذریعہ اپنے
مریدون کو بنالیا - اور اس طرح وہ اعلے اور پاک مقصد فوت ہوگیا

امریکن مشنریز

ہندوستان مین بہی بندگان خدا کی بہبودی
اور فلاح کے لئے بہت سی مفید جماعتین قائم ہین لیکن یورپ
کے مقابلہ مین ابہی بہت کمی ہے - بہت سی یورپین اور
امریکن مشنریز ہندوستان مین انسانی ہمدردی کے

کامون مین مشغول ہین۔ سالویشن آرمی کے لوگون نے
تو بہت سے بیکار لوگون کو کار آمد بنانے کی کوشش کی ہی
بعض لوگ انکی کوششون پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ انکا
اصلی مقصد عیسائیت کا پھیلانا ہے یہ اعتراض بالکل
ٹھیک ہے اور ہر جماعت اپنے ہی مقاصد کی اشاعت
کرتی ہے لیکن اس برٹش حکومت مین جیسی انکو آزادی
حاصل ہی ویسی ہی ہندو مسلمانون کو بہی حاصل ہی اور ہر قوم
وملت کے لوگ اپنی جماعتون کے مقاصد کی تلقین کرسکتے ہین
اور چند جماعتین قائم بہی ہین۔

مسلمانون کی غفلت | یہ کہنا تو ناانصافی ہے کہ مسلمانون نے
تمدن کو ترقی دینے مین کچہہ حصہ نہین لیا انہون نے بہت
کچہہ کیا اور اون کے کارنامون سے تاریخین بہری پڑی ہین
لیکن موجودہ زمانہ مین جبکہ دوسرے حق مین انسانی ہمدردی
کے کامون مین جدوجہد کر رہے ہین اونکے مقابلہ مین مسلمانون
نے بہت کم کیا ہے اور جو کچہہ کیا ہے وہ نہ کرنیکے برابر ہے

انھون نے بیکار لوگون کو کارآمد بنانے کے لئے کچھ تدابیر اختیار نہین کین اور علے العموم جہان تک مین دیکھتی ہون شاذ و نادر ہی ایسے کام نظر آتے ہین جو انھون نے بہبودی کے واسطے کئے ہون۔

جماعتون کی کامیابی کے اسباب

جو جماعتین قائم ہوتی ہین انکا استحکام صرف دو چیزون پر مبنی ہوتا ہے۔ کام کرنے والون کا استقلال اور مالی اعانت اور جن جماعتون مین یہ دونون قوتین موجود ہوتی ہین وہ بے شک کامیاب ہوجاتی ہین۔ ہندوؤن نے تو ایسے مفید کامون کی طرف توجہ کرنی شروع کردی ہے۔ پارسی قوم جو ہندوستان مین دیگر اقوام کے مقابلہ مین تعداد مین بہت ہی کم ہے اس نے بہت سی سوسائٹیان انسانی بہبودی اور فلاح کی قائم کی ہین اور کارخانے جاری کئے ہین اور ہزارون بے ہنرون کو ہنرمند بنایا ہے لیکن مسلمان ابھی تک بیدار نہین ہوے خدائے تعالے انکو جلد بیدار کرے اور ہمارے علماء و امرا کو اس

کارخیر کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ٹمپرنس سوسائٹی ان ہی عمدہ سوسائٹیون مین النسداد شراب خواری کی بہی ایک سوسائٹی ہے جس کی سیکڑون شاخین ہین۔ اور یورپ کی طرح ہندوستان مین بہی قائم ہین۔ لیکن مسلمانون مین کسی ایسی سوسائٹی کی ضرورت نہین۔ کیون کہ اسلام نے تیرہ سو سال پہلے شراب کے نقائص اور خرابیونکو معلوم کرکے اس کے استعمال کو حرام کردیا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہے کہ فی زمانا اہل اسلام بہی شراب خواری کی بُری عادت مین مبتلا ہین۔ ایسے ہی دوسری نشیلی چیزونکو مکروہ کرنے کے باوجود کم عمر بچے تمباکو نوشی کی خراب عادت مین مبتلا ہین۔ جن کی کوئی روک اور انتظام نہین ہے۔

خرابیون کی اصلاح ایسی باتون کی اصلاح سوسائٹیون سے خوب ہوتی ہے اور آزاد سلطنتون مین تو اسکے سوا اور کوئی علاج نہین ہے کہ سوسائٹیان قائم ہوکر بُرائیون اور خرابیون کی روک تہام کرین۔

اتحاد باہمی | اسلئے جہان تک امکان ہو وقت اور دولت
سا تھہ دے ایسی سوسائٹیان قائم کی جائین اور مشترکہ
طور پر اتحاد باہمی کے سا تھہ مخلوق خدا کی خدمت کی جائے۔
امریکہ کی مثال | امریکہ کی ہمت دیکھو کہ باوجود اسکے کہ اونکے
مذہب نے شراب کو حرام نہین کیا ہے لیکن وہان کے
ہمدردان ملک اپنی قوم کو اس ام الخبائث کے نقصانات
بتاکر اس کے چھوڑنے پر آمادہ کرتے رہے آخر پہلی جنوری
سے اس کی بالکل ممانعت ہوگئی اب امریکہ مین نہ شراب
بنتی ہے نہ باہر سے کوئی منگوا سکتا ہے +

انسانی محبت اور شکرگذاری

اسباب زندگی کی مشقتین

جب تم اپنے دسترخوان پر بیٹھتے ہو تو اوس وقت تم کو کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ ان غذاؤن کے فراہم کرنے مین جنہین تم بڑے مزے سے کھا رہے ہو کسقدر آدمیون نے کام کیا ہے۔

چپاتی

تم ان چیزون مین سے صرف چپاتی کو دیکھو جو تمہارے سامنے رکھی ہے اور غور کرو کہ اس نوبت پر پہونچنے تک کتنے ہاتھ مصروف کار رہے ہین اور کتنے آدمیون نے محنت شاقہ برداشت کی ہے۔

کسان نے کس محنت سے زمین تیار کی اور گیہون بوے چیت کی کیسی سخت دھوپ اوس نے اپنے سر پر کاٹی اور اوس کے سر کا پسینہ ایڑی تک بہا اس کے بعد جب فصل تیار ہوئی تو داون کرنے اور بھوسہ الگ کرنے مین اوس نے سخت مشقت کی اور پھر وہ گیہون تیار

ہوکر بازار مین بیچے - اسکے بعد وہ گیہون ایک چکّی مین پیسے
اور آٹا بنکر تمہارے گہر مین آئے تمہاری ماما نے اوسکو گوندہا
اور توے پر ڈالا اور سکے پکانیکے لئے لکڑی خریدی گئی جو محنت
کرنیوالے لکڑہارے جنگل سے لائے تھے - لوہار نے توا بنایا - اوسوقت یہ چپاتی
تمہارے سامنے آکر رکھی گئی

دودہ مکھن | یہ دودہ اور مکھن جسکو تم بڑے شوق سے کہاتے ہو
کیسے آیا - دودہ ایک اہیر سے لیا گیا جو دن بھر اپنی گائے بھینسون
کو گرمی - جاڑے - برسات مین میدانون مین چراتا ہے گہر پر اونکو کھلیے
سانی بناتا ہے - کٹی کرتا ہے اور بہت سی خدمتین کرتا ہے اور
صبح و شام دودہ دوہکر تمہارے ہان بیچتا ہے - تمہارے گہر مین
تمہاری شفیق ماں اوسکو جوش دیتی ہے بالائی بناتی رہتی ہے وہی
جماتی ہے پھر مہی کرکے مکھن نکالتی ہے جو تمہارے دسترخوان پر
رکھا ہوا ہے -

گھی اور ترکاریان | یہ گھی جس سے تمہارا سالن ایسا خوش ذائقہ بنا ہے
اسی طرح اہیرون کی محنت کا جوہر ہے یہ ترکاریان جو تمہارے لذیذ

کھانون کا ایک جزو ہین کاچھیون کی محنت کا نتیجہ ہین وہ انکے
بیجون کو فصل پر کچھواڑے مین بوتا ہے اوسکی حفاظت کرتا ہے
اور تیار ہوجانے پر اونکو زمین سے کھود کر پانی سے دھوتا ہے
اور پھر اون کو فروخت کرتا ہے اور اون لوگون کے ساتھہ ان کا
سارا گھر مصروف محنت رہتا ہے۔

شکر | یہ شیرین چیزین جو تمہارے کام و دہن کے لئے صرف
شکر کے سبب سے لذت بخش بنتی ہین۔ اب تم دیکھو کہ شکر کنے
سے بنتی ہے۔ گنے کے لئے بڑی محنت سے زمین تیار کیجاتی ہے
جب اوسکو بوتے ہین تو اوسکی پرورش کے لئے سال بھر پانی
دیتے ہین بہت زیادہ محنت کیجاتی ہے۔ پھر کٹنے کے بعد وہ
دوسری جگہہ آتے ہین اور کولہو مین پیلے جاتے ہین اوس کا
رس گڑھ یا راب کی شکل مین ہوتا ہے اوسکے بعد وہ یا تو قدیم
طریقہ سے کنڈسار مین صاف شکر بنائی جاتی ہے یا مشینون
سے صاف شفاف قند بن جاتا ہے۔ پھر کبھی تو یہ چیز تمہارے
ہی وطن مین تیار ہوجاتی ہین اور کبھی مختلف مقامات سے ریل

جہاز کشتیون وغیرہ کے ذریعہ سے لائی جاتی ہین -

کافی کوکو اور میوے | تمہارے ناشتہ کی چیزون مین کافی - کوکو - یورپ جاوا عرب برازیل اور سیلون سے مہیا ہوتی ہے - سیب انار اور انگور بادام پستہ اخروٹ کشمش اور منقی افغانستان سے آتے ہین اور ان سب چیزون کو تم بلا تکلف اور بلا کسی محنت و مشقت کے مزے کے ساتھ نوش جان کرتے ہو -

سن کتان روئی اور ریشم | اب تم اپنے لباس کو دیکھو جو روئی سن یا کتان اور ریشم سے بنتا ہے - ریشم کے سوا یہ سب زمین کی پیداوار ہین - کسان کی محنت تم کو معلوم ہو چکی اس مین بھی کوئی کم مشقت نہین ہوتی - جب یہ چیزین تیار ہو جاتی ہین تو مزدور اوسکو گٹھہ باندھکر پتلی گھرون مین لیجاتے ہین اور اُن پتلی گھرون کی مشینون سے جنپر سیکڑون آدمی کا کام کیا کرتے ہین بنولے روئی سے علیحدہ کئے جاتے ہین پھر جیننگ ملون مین سوت کاتا جاتا ہی اور دیونگ ملون مین کپڑا بُنا جاتا ہی ایسے ہی

سن اور کتان کے صاف کرنے اور کاتنے مین اور اُن کو کپڑے کی شکل آنے تک ہزارہا آدمیون کو محنت اور تکلیف کرنا پڑتی ہے۔

ریشم کے کیڑے | ریشم کے کیڑے اور اُنکی پرورش کے متعلق صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اُن کی پرورش کرنے مین بہت ہی محنت اُٹھانا پڑتی ہے پھر کوئہ ابریشم سے ریشم کاتا جاتا ہے اور اُنسے کپڑے بُنے جاتے ہین اور بڑی جماعت آدمیون کی مختلف ملکون اور شہرون مین ان محنتون مین لگی رہتی ہے

کلابتون | یہی حالت کلابتون کی ہے۔ سلمے ستارے کی ٹوپیان یا شیروانی اور کوٹ جو تم پہنے ہوئے ہو غور کرو کہ یہ کسقدر باریک تار تاگے پر صفائی سے لپیٹے جاتے ہین اور سلمہ کیسی باریک سلائیون پر بنایا جاتا ہے۔ ستارے کس محنت سے بنائے جاتے ہین۔ اب تم کو معلوم ہوگا کہ ہزارون آدمیون کے ہاتھون سے یہ سلمہ ستارے کی ٹوپی تیار ہوئی ہے

کپاس | کپاس بھی ایک کیڑے سے نکلتا ہوا ریشم

کی طرح اس کو کاتکر اس سے کپڑے بنائے جاتے ہین۔

فرنیچر | ایسے ہی فرنیچر کو دیکھو۔ میز۔ کرسی۔ قالین دری۔ کس محنت اور مشکل سے تیار کی گئی ہین۔ جنگل سے لکڑی کے تختہ لاکر اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ چیرنا۔ چھیلنا۔ رندہ کرکے صاف کرنا اور پھر اون کی میز و کرسی بنانا اوسپر پالش کرنا قالین۔ قالین اور کمبلون کیواسطے بھیڑون کے بال دھونا اوسکو کاتنا۔ بُننا اور اوس سے قالین تیار کرنا یہ سب انسانون کی محنت کا نتیجہ ہے۔

کلین | اب اُن لوگون پر خیال کرو جنھون نے کلین ایجاد کرکے بڑی آسانیان پیدا کی ہین جس سے جلدی اور صفائی سے چیزین تیار ہوجاتی ہین اور ان کی وجہ سے مال و سامان خوبصورت نفیس اور سستا ہونے لگا ہے۔

یہ مال کیونکر تیار ہوتا ہے اور کس طرح غیر ملکون سے سمندر اور خشکی کے لمبے لمبے راستے طے کرنیکے بعد بھی بڑی آسانی کیساتھ ہمارے گھر تک پہونچ جاتا ہے۔

پتھر کا کوئلہ | دیکھو تمہارے سامنے پتھر کا ایک کوئلہ رکھا ہے جو اس وقت ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے تم کو سیاہ نظر آرہا ہی یہ سیاہ اور حقیر مادہ ہے جسنے ہم کو ایسی آسانیان بہم پہونچائی ہین اسکی کانین بھی کسقدر دلچسپ ہین غارون اور کانون مین ایسی عجیب غریب چیزین پائی جاتی ہین جو انسانی معلومات مین بہت اضافہ کرتی ہین۔ تحقیق کرنے سے اس سطح زمین کے عجیب و غریب پودون اور جانورون۔ کے حالات بھی معلوم ہوتے ہین جو ہمارے دائرہ علمی کو وسیع کرتے ہین۔

روشنی اور گرمی کا یہ مادہ ان ہی جنگلون کا ہے جو تاریخی زمانہ سے پہلے دنیا مین موجود تھے جن کی صورت زمین کی گرمی، گہرائی اور دباؤ کی وجہ سے بدلگئی اور یہ وہی جلا ہوا مادہ ہے جو کوئلون کی صورت مین ہم سطح زمین سے نکالتے ہین

ہمارے سارے کارخانے ان ہی کی وجہ سے قائم ہین۔ ریلین اور جہاز اسی کی قوت سے چلتے ہین اور آج ہماری ضروریات زندگی کا بہت کچھ ارومدار اسی جلے ہوئے مادہ پر ہے جواب کوئلہ

ہوگیا ہے۔

کوئلہ کی کانین دو قسم کی ہوتی ہین یعنی اوسکی تہہ کے دو حصے ہوتے ہین۔ پہلا حصہ وہ ہے جو زیر آب نہین ہے اور جسکو ہم سطح زمین کہتے ہین آفتاب کی تمازت اور روشنی کے اثرات سے یہ تہہ کوئلہ کی ہوگئی ہے۔ جو ہزارون سال سے ہماری ضروریات پوری کر رہی ہے۔

کانون کے مزدور | جو مزدور ان کانون مین کام کرتے ہین انکی حالت دیکھکر عبرت ہوتی ہے۔ بالکل اندھیرے مین رہنا اور زمین کے اندر بند مقامات مین زندگی بسر کرنا کیسی وحشت ناک حالت ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیون کر زندہ رہتے ہین کبھی تم نے انکا حال پڑھا ہوگا کہ یہ زمین کے اندر کیسے کام کرتے ہین یہ لوگ بند مقامات پر چھوٹی چھوٹی گلیون مین نیم برہنہ ہوکر کام کرتے ہین۔ اور جھک جھککر اور لیٹ لیٹ کر کوئلہ نکالتے ہین۔ کانون کی چھتین اسقدر پست ہوتی ہین کہ وہ پوری طور سے سر نہین اوٹھا سکتے تم خیال کرو کہ اس قدر بند جگھون مین کسقدر سخت گرمی ہوتی ہوگی جو لوگ اسے

دیکھنے گئے ہین اور دو ایک گھنٹہ اُس مین ٹھیرے ہین اُنسے اسکی کیفیت سنو کہ وہان دو گھنٹہ کے اندر انپر کیسی قیامت گذر گئی ہے باہر آنیکے بعد ان کو معلوم ہوا کہ دوزخ سے نکلکر بہشت مین آ گئے۔

محنت اور راحت کا مقابلہ

ذرا تم کوئلہ کی کانون کے مزدورون کی اور اپنی راحت کا مقابلہ کروگے تو تم کو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ کہلے کہلے میدانون مین تمہارے وسیع و نفیس اور آرام دہ مکانات و محلات ان مین آفتاب کی روشنی صاف ہوا کا بلا روک آنا۔ ان کے سامنے چمن بندی اور باغیچہ۔ درختون پر مختلف قسم کے رنگون کے پرندون کا خوش آوازی سے چہچہانا کیسا پر لطف منظر اور کیسی خوشگوار زندگی ہے۔ اب ان غریبون کی تلخ زندگی کا اپنے عیش و آرام کی زندگی سے مقابلہ کرو کہ جن کی محنت اور جفاکشی کی بدولت تم آرام پاتے ہو اور ہزارون چیزین تم کو دستیاب ہوتی ہین اور دنیا بھر کا سفر بڑے اطمینان و آرام سے کرتے ہو۔

ذرا خیال کرو اگر یہ غریب مزدور محنت نہ کرتے تو تمہارے یہ عالیشان محل جن میں تم رہتے ہو کس طرح بنتے اور طرح طرح کی نعمتیں جو تم روز مرّہ کھاتے ہو اور قسم قسم کے فاخرہ لباس جنکو تم پہنکر اتراتے ہو کہانسے ملتے،

شکرگذاری | جب انسان ان چیزون کو استعمال کرتا ہے اور ان نعمتون سے بہرہ ور اور مالامال ہوتا ہے تو کیا اوس کو واسطے مناسب اور ضروری نہین ہے کہ وہ شکرگذاری کرے۔

سب سے پہلے اوس خالق کا شکر کرنا چاہیئے جس نے اُن اصل چیزون کو پیدا کیا جن سے ہمارے لئے یہ نعمتین مہیا ہوتی ہین۔ پھر ہم کو ہر ایک انسان کے کام کو شکرگذاری کی نظر سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ تمنے تھوڑا سا اندازہ کیا ہوگا کہ ایک انسان دوسرے کے واسطے کسقدر محنت شاقہ اوٹھاتا ہے اور کہان تک ایک شخص دوسرے شخص کی احتیاجون اور ضرورتون کو پورا کرتا ہے۔ پس لامحالہ ایسے شخصون کا ہمکو شکرگذار ہونا چاہیئے، جن کی محنت کی بدولت ہم کو یہ

راحت حاصل ہوتی ہے۔

رفاہ عام کے کام | اسپر ایک انسان کی نسبت دوسرے انسان کی حقیقی شکرگذاری یہ ہے کہ وہ اوسکی مصیبتون مین کام آئے اور رفاہ عام اور ہمدردی کے کام کرے۔ مثلاً شفاخانے بنانا تاکہ غریب مریضون کو مفت دوا ملے غربا پر ڈاکٹرون کی فیس کا بار نہ پڑے طلبا کو وظائف دینا تاکہ ضرورتون کی طرف سے مستغنی ہوکر تعلیم حاصل کرین۔ بیواؤن کو امداد دیکر کام سے لگانا۔ محتاجون کے لئے کامون کا انتظام کرنا دارالمساکین قائم کرکے معذورین کی پرورش کرنا غرض ایسے بہت سے بھلائی کے کام ہین جو دولت مند اور بنی نوع انسانون کے ہمدردون کو کرنے چاہئین جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہونیکے علاوہ اپنی قوم اپنے ملک اور اپنی جنس کی مصیبتین دور ہونے سے خود تمہارے دل کو راحت ہوگی۔

میل وجول | یاد رکھو کہ سوسائیٹیون کی بنیاد عمارت میل جول اتحاد و اتفاق اور سب سے زیادہ آپس کی ہمدردی اور شکرگذاری پر

موقوف ہی اور یہ باتین قومی اور ملکی ابقا کے لئے مثل سیمنٹ کے ہین جو ایک پتھر کو دوسرے پتھر سے نہایت مضبوطی کے ساتھہ ملاے رکھتا ہے اور جب آپس کی ہمدردی اور شکرگذاری مفقود ہوجاتی ہے تو دلون مین حسد اور نفاق حقارت اور بداندیشی پیدا ہوجاتی ہے زبانین نکتہ چینی اور غیبت پر تیز ہوجاتی ہین - یہی باتین اس عمارت کی دیوارین بنکر تباہی کا ذریعہ بنجاتی ہین غرض انفرادی اور اجتماعی دونون طریقے سے ہر انسان کو دوسرے انسان کی مدد کرنی چاہیے -

اپنے مال کا صرف

اس قسم کی مالی امدادین خدا کی محبت کا ایک امتحان ہوتی ہین اور چونکہ مال و دولت بھی ایک محبوب چیز ہوتی ہے اسلئے اوس سے زیادہ جو محبوب چیز ہوگی اوسپر خرچ کی جائیگی دیکھو نہایت محنت اور مشقت کا کمایا ہوا روپیہ بیدریغ اپنی اولاد پر صرف کردیا جاتا ہے کیونکہ روپیہ سے زیادہ اولاد عزیز ہوتی ہے اسی طرح خدا کی محبت مین بھی جو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے ہم کو اپنی دولت خرچ کرنی چاہیے اور خود اوسنے اپنی محبت

ہی کا واسطہ دلاکر سلوک اور ہمدردی مین مال صرف کرنیکی ہدایت کی ہی۔

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ	( ) اور مال (عزیز) اللہ کی جب پر رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون اور مسافرون اور مانگنے والونکو دیا اور (غلامی وغیرہ کی قید سے لوگون اگردنون (کے چھڑانے) مین دیا

اس آیتہ پاک مین جو ترتیب رکھی ہی وہ عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ انسان فطرتاً اسی ترتیب سے اپنے مال کو صرف کرنے کی خواہش رکھتا ہے غرض خدا نے ایک اصول مقرر کر دیا ہے اور اب تمہارے نزدیک جیسی صورت اور ضرورت ہو اوسکے مطابق صرف کرنا چاہیئے خواہ انفرادی طور پر صرف کرو خواہ اجتماعی طور پر کبھی صرف ایک یتیم تمہاری امداد کا مستحق ہوتا ہے اور کہین اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ یتیم خانے بنائے جائین اور ملک اور سوسائٹی کے بہت سے آدمی مل کر اونکی مدد کرین بہرصورت ایسی مدد کرنا خدا کی محبت کا ثبوت دینا ہے جو انسانی ہمدردی مین صرف ہو۔

محبت کے پہلے مستحق | انسان جب کوئی نیکی اور ہمدردی کا کام کرتا ہی

تو مقتضاے فطرت یہی ہے کہ اس سے اسکے اعزا، ہم قوم اور اہل وطن فائدہ اُٹھائین اور یہ بالکل صحیح اقتضا ہے کیونکہ محبت کا بیج اول گھر ہی مین بویا جاتا ہے اُوس کا جذبہ بھی گھر ہی مین پیدا ہوتا ہی تو لامحالہ پہلا حق بھی انہی کا ہے اور جب گھر ہی مین محبت ظاہر نہ ہوگی تو تو گھر کے باہر قرابت دارون اور ہمسایون کے ساتھہ اچھے سلوک کی کیا امید ہو سکتی ہے اور پھر اہل وطن کیا توقع کر سکتے ہین ہم پر ان سب کا اور خصوصاً وطن کا بہت بڑا فرض ہے ۔۔

جہان کی آب وہوا مین انسان چھوٹے سے بڑا ہوتا ہے ہوش سنبھالتا ہے زبان سیکھتا ہے طرز معاشرت، طریق گفتگو اور وضع و قطع اختیار کرتا ہے جہان خوشی اور غم کے اوقات گزارتا ہے انسان صرف اپنے ماں باپ ہی کا بچہ نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے وطن کا بچہ بھی ہوتا ہے جہان کی آب وہوا اس کے رگ وریشہ مین سرایت کئے ہوے ہوتی ہے سچ ہے۔

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل وریحان خوشتر

غیر ملکیون کے ساتھ بے تعصبی

لیکن اسکے ساتھ ہی غیر ملکیون کو بُرا سمجھنا یا انکے ساتھ خلاف انصاف برتاؤ کرنا کسی طرح جائز نہین ہے بلکہ اخلاق انسانی کے خلاف ہے اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اپنے وطن اور ملک سے بمقابلہ دوسرے ملکون کے بہت زیادہ محبت رکھی جاے لیکن غیر ملکیون کا حق ہے کہ تم ان کے ساتھ بھی محبت کرو اور محبت کا وہ بیج جو تمہارے دل مین اُگاؤ اس کو ایسا تناور درخت بنانا چاہیے جس کی شاخون کا سایہ دور دور تک پہنچے۔

امداد باہمی

ذرا دنیا کی سیر کرو یا کم سے کم اپنے گھر کی چیزون پر ایک نظر ڈالو، دنیا کا نقشہ ہاتھ مین لو۔ تاریخ قدرت (نیچرل ہسٹری) اور ایسے مضامین پر جو امداد باہمی پر لکھے گئے ہین غور کرو اُس وقت تمکو معلوم ہوگا کہ ایک انسانی جماعت دوسری انسانی جماعت کو کیسے امداد دیتی ہے۔ ہر ملک کی صنعت و پیداوار پر گہری نظر ڈالکر دیکھو کہ ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگون کے واسطے کیسی محنتین اور مشقتین کرتی ہین

جب ہم تم آرام سے زندگی بسر کرتے ہین ہمارے گھر
دوسرون کے ہاتھون سے بنتے ہین ہمارے کپڑے دوسرے
لوگ بُنتے ہین یہان تک کہ سوئی۔ تاگا۔ کھانے کے برتن عینک
وغیرہ یہ سب دوسرون کے ہاتھون کی بنائی ہوئی چیزین ہین
ایک دیاسلائی کو لو۔ پائن درخت کی لکڑی ایک ملک سے
آتی ہے۔ گوند دوسرے ملک سے آتا ہی جو اُسکے سری پر
لگایا جاتا ہے۔ گندھک تیسری جگہ سے آتی ہے۔ فاسفورس
چوتھی جگہ سے غرض مختلف مقامات سے مختلف
چیزین اکٹھی کی جاتی ہین تب جاکر یہ دیاسلائی بنتی ہے
اور پھر خیال کرو کہ کسقدر آدمی کارخانہ مین جمع ہوکر اسکو بناتی
ہین تم اس بات پر بھی غور کرو کہ گندھک کانسے کیسے نکالی
جاتی ہے اور کتنی جانین اس مین ضائع ہوتی ہین جب تمکو
دیاسلائی ملتی ہے۔ اسی طرح تمپر انکی شکرگذاری بھی فرض ہے
کیونکہ ان کی محنت کی وجہ سے تم کو یہ چیزین حاصل ہوئی ہین اور
جو شخص تمہارے آرام کے لئے محنت کرتا ہے وہ تمہاری محبت

وشکریہ کا ضرور مستحق ہے بعض آدمی غیر ملکیون کے ساتھہ
نہایت متعصب ہوتے ہین اور ان کے ساتھہ انصاف نہین
کرتے ان کی معاشرت رسم ورواج اور حالات پر خراب رائے
قائم کرتے ہین جو ایک قسم کا ظلم اور ناشکرگذاری ہے۔
دوسرے ملکون کے طرز معاشرت۔ طریق بود و باش،
آئین رسم ورواج اور زبان کو بُرا نہ کہنا چاہیئے بلکہ اپنے دل
مین انصاف کرکے اپنی طبیعتون کو قابو مین رکھنا چاہیئے اور
ہر ایک بات پر کامل غور وخوض کرنیکے بعد برائی بھلائی کا حکم لگانا
چاہیئے اور تمام امور پر محققانہ نظر ڈالنا چاہیئے بغیر اسکے ہم
غیر ملکون کے واسطے انصاف پسند نہین کہے جاسکتے ہم کو
اس کی خوب مشق کرنا چاہیئے اور وہان کے حالات پڑھنا چاہیئے
اور خیالات مین ہمدردی پیدا کرنا چاہیئے لیکن یہ امید ہین ہم کو
کوتاہ نظر۔ خود بین لوگون سے نہین رکھنی چاہیئین۔ جو صرف
اپنے فوائد پر نظر رکھتے ہین ایسے لوگ بجز اسکے کہ جاہل اور خود
غرض کے خطاب سے مخاطب کئے جائین اور کسی قابل نہین ہین

اے بچو! تم علم حاصل کرو اور وسیع خیال بن جاؤ اور محبت کرنا سیکھو اور سب سے محبت اختیار کر کے ہر دل عزیز اور نیک خیال بن جاؤ اور کوتاہ نظرون کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

خود غرضانہ محبت

اکثر لوگ نہایت تنگ خیال ہوتے ہین اگر وہ کسی کے ساتھہ ہمدردی بھی کرتی ہین تو اس مین خود غرضی شامل ہوتی ہے۔ ملتے ہین تو اپنے ہی درجہ کے لوگون سے ملتے ہین غربا اور اپنے سے کم درجہ والون کو پوچھتے تک نہین۔ بلکہ ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اگر دوسرون کو اپنی قوم کے سوا کسی غیر قوم کے ساتھہ ہمدردی کرتے دیکھتے ہین تو تعجب کرتے ہین کہ ایسا کیون کیا جاتا ہی اور کہتے ہین غیرون اور غیر قوم والون کے ساتھہ ہمدردی کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ ان مین وسیع النظری نہین اور دائرہ ہمدردی کو بہت محدود رکھنا چاہتے ہین۔

اگر یہ دائرہ محدود ہونا شروع ہو تو صرف انسان کی اپنی ہی ذات ہمدردی کے لئے باقی رہجائیگی گویا دوسرون کے

ساتھہ ہمدردی ایک بے معنی چیز ہو جاے گی۔

یہ لوگ وہی ہوتے ہین جنہین حقیقی علم نہین ہوتا یا تربیت سے بے بہرہ ہین یا دنیا کو انہون نے دیکھا نہین ہے۔ اپنے وطن اور قوم کے سوا اونکو دنیا و مافیہا کی کچھہ خبر نہین ہے جنہون نے زندگی کا ماحصل خود غرضی اور خود مطلبی سمجھا ہی اور کبھی خیال نہین کیا کہ ہم کیون پیدا کئے گئے اور ہمارا کام کیا ہے اگر انہون نے کچھہ پڑھہ بھی لیا ہے تو ایسی کتب کا کبھی مطالعہ ہی نہین کیا جس سے وہ فطرت انسانی یا زندگانی کا مفہوم سمجھتے۔

تکبر و غرور بعض لوگ اسقدر مغرور و متکبر ہوتے ہین کہ اسکی وجہ سے کسیکی غمناک حالت سننا یا درد دکھہ مین شریک ہونا اپنی شان کے منافی سمجھتے ہین ان کی گفتار و رفتار غرور و تکبر مین ڈوبی ہوئی ہوتی ہی اور اس تنبیہ پر بالکل خیال نہین کرتے کہ

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ	اور زمین مین اکڑکے نہ چلا کر کیونکہ (اس دہما کے کے ساتھہ چلنے سے) تو زمین کو پھاڑ نہین سکیگا اور نہ (تن کر چلنے سے)

اَلْجِبَالَ طُوْلًا | پہاڑون کی لمبائی کو پہونچ سکے گا

بیشک اللہ کے کلام مین بڑی بڑی نشانیان ہین چھوٹی چھوٹی آیتون کی بڑی بڑی تفصیلین ہین لیکن ان ہی لوگون کے واسطے جو غور و فکر کرتے ہین - افسوس کہ ہم سب کی آنکھون پر نفسانیتون نے پردہ ڈالدیا ہے اگر سب انسان اپنی خلقت کی حقیقت کو نظر غور سے دیکھتے کہ کیسے خالق نے مختلف رنگون کے انسان کو ایک ہی چیز سے مخلوق کیا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ - انسان کو کہن کہناتی مٹی سے پیدا کیا جب کہ ہم ایک ہی مادّہ سے بنے ہین تو کسقدر بے عقلی ہے کہ گورے کالے مین فرق کرکے ایک دوسرے کی مدد نہ کرین شیطان جو ہمارا دشمن جانی ہے اُس نے یہ دلیل رب ذالجلال کے روبرو پیش کی تہی کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور انسان کو مٹی سے - لیکن اگر انسان ایک دوسرے کو نفرت سے دیکھے تو بجز اسکے کیا

کہا جا سکتا ہے کہ شیطان نے تو اپنی پیدائش کے فرق کو دلیل لاکر انسان سے عداوت کا اظہار کیا۔ لیکن انسان انسان سے بلا دلیل صفت شیطانی اختیار کرتے ہین۔ اللہ تعالے سب کو توفیق نیک عطا فرمائے اس دوئی کو دل سے دور کرے انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ۰

اِن باتون پر غور کرنے سے خدا کی مخلوق کے ساتھہ محبت مین ترقی ہوتی ہے۔ انکسار و تواضع، عدل و انصاف محبت و ہمدردی، پیدا ہوتی ہے اور نخوت و غرور دور ہوتا ہے۔

ہمدردی | بعض وقت اس قسم کی مصیبتین بھی آتی ہین جو دنیا کو ایک دوسرے کی ہمدردی کرنے کے لئے مجبور کر دیتی ہین اور اپنا تحفظ دوسرون کے تحفظ سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب متعدی بیماریان پھیلتی ہین۔ اور وسائل و ذرائع سفر کی آسانیون سے وہ بھی ایک ملک سے دوسرے ملک مین آسانی کے ساتھہ پہونچ جاتی ہین۔

ان ہی مین طاعون بھی ہے جو ۲۶ سال کے عرصہ مین
ہندوستان کے وسیع رقبہ اور ہر ایک حصہ مین پھیل گیا۔
یہ ہی طاعون شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ مین گجرات مین
آیا اور سات سال تک رہا لیکن اسی علاقہ مین محدود ہو گیا
حالانکہ اتنا سخت تہا کہ چوہے بلون سے نکل کر صحن مین آتے
اور اپنا سر دیوارون سے ٹکرا کر مر جاتے تھے۔
یہ طاعون جب ۱۸۹۴ء مین ہندوستان مین شروع ہوا
اور اسکی مصیبتون کی خبرین تمام دنیا مین شائع ہوئین تو روس
کے ایک ڈاکٹر نے ٹیکہ ایجاد کیا جس سے ہندوستان کے
لاکھون آدمی فائدہ اُٹھاتے ہین۔ ایسے ہی چیچک ایک پرانی
بیماری ہے اور جب آتی ہے تو تمام شہر مین پھیل جاتی ہے۔
اسکے لئے بھی ٹیکہ نکلا اور اس سے حفاظت کا ذریعہ بنگیا۔
انفلوانزا کو ہندوستان مین خوف ناک بیماری نہین
سمجھتے تھے۔ لیکن ۱۹۱۸ء مین اسنے عالمگیر وبا کی شکل مین
قیامت ڈہائی اسکے لئے بھی بہت سی دوائین فوراً ہی ایجاد

ہوگئین۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اِن بیماریون مین غریب پہلے مبتلا ہوتے ہین اور خصوصًا دہوبی اور بھنگی۔ کیونکہ یہ تمہارے میلے کپڑے صاف کرتے ہین۔ میلا اُٹھاتے ہین۔

کہا جاتا ہے کہ پلیگ چین سے ہندوستان مین آیا اور انفلوانزا یورپ سے۔ موتی جھرہ ماروا ڑ سے آکر ہندستان مین پھیلا۔ علیٰ ہذا القیاس اور بیماریان ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہنچ جاتی ہین اگرچہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگتی لیکن ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ "جہان وبا ہو وہان نہ جاؤ اور اگر تمہارے شہر مین وبا ہو تو وہان سے دوسری جگہہ نہ جاؤ" قرنطینہ کی ضرورت ثابت ہوتی ہے

پانی۔ ہوا یا زمین کے اندر سمیت پیدا ہوجاتی ہے پھر یہ سمیت مکھیون، مچھرون، پسوؤن اور انسانون کے ذریعہ ایک دوسرے مین سرایت کرجاتی ہے اسلئے ڈاکٹرون کے قول کے موافق ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھی جراثیم

ایک دوسرے کے ذریعہ سے پہنچ جاتے ہین۔

میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ایک انسان کا مصیبت مین مبتلا ہونا جماعتون کو مصائب مین مبتلا کر دیتا ہے اور ایک ملک کے مصیبت کے اثرات ضرور دوسرے ملکون مین اثر ڈالتے ہین۔ اسلئے ہر انسان کے ساتھہ مہربانی اور ہمدردی کرنے کے لئے بھی ہم کو تیار رہنا چاہیئے۔

ہر ایک سے محبت اور ہمدردی کا برتاؤ

صرف یہ ہی خاصہ انسانی نہین ہے کہ اپنے گھر والون یا رشتہ دارون یا اپنے ہمسایون کے سوا کسیکے کام نہ آسے نہین ضرور ہر ایک کی بھلائی کا خیال ہم کو اپنے دل مین پیدا کرنا چاہیئے خواہ وہ ملکی ہو یا غیر ملکی۔ انسان تو ہماری جنس سے ہے اور انسانیت کا تو یہ مقتضا ہے کہ اپنی جنس کے علاوہ غیر جنس یعنی جانورون پر بھی مہربانی و رحم کرے شکر گذاری کے خیالات کا اظہار ہر ایک کے ساتھہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایکدوسرے کی مہربانی کے بغیر دو روز دنیا مین بسر نہین ہو سکتی۔ یہ خیال انتہائی خود غرضی ہے کہ ہم

صرف انہی لوگون کے کام آئین جو ہمارے کام آتے ہین - مین پہلے بتا چکی ہون کہ کام آنے کی اور امداد کرنے کی کیا کیا صورتین ہین جنکو پیش نظر رکھکر تم اپنی ہمت و وسعت کے موافق ہمدردی کے کام کر سکتے ہو - اگر ہر انسان مین ایکدوسرے کے ساتھہ ہمدردی و مہربانی سے پیش آنے کی خصلت پیدا ہو جائے یا وہ نیک کامون کی مزاولت و مشق سے اسکی عادت ڈال لے - تو دنیا مین اتحاد و اتفاق قائم ہو جاے - جھگڑے و فساد رفع ہو جائین ہر جگہہ امن و امان ہو جائے خدا کی مرضی تو یہ ہی ہے کہ ہر انسان ایمانداری خیر خواہی شکر گذاری سے کام کرے اور ایک دوسرے کا بہی خواہ اور ہمدرد ہو -

حقوق العباد | یہ ہمدردی محبت اور شکر گذاری ایک حق ہی اور حقوق العباد کا ادا کرنا ان آدمیون کے لئے جو روز قیامت پر عقیدہ رکھتے ہین سب سے اہم اور مقدم ہے -

خدا کے حقوق اور ان معاصی سے جس کا تعلق اپنی ذات

سے ہے توبہ و استغفار سے معاف ہوسکین گے کیونکہ خدا توّاب الرحیم اور غفار الذنوب ہے لیکن حقوق العباد کا تعلق بندون سے ہے اور اسکی معافی کا یا بدلہ کا اختیار خدا نے بندون کے ہی اختیار مین رکھا ہے۔ روزانہ جب تم آرام کرنے کے لئے جاؤ تو اپنے دن بھر کے کامون پر نظر ڈالو کہ آیا تمنے خدا اور بندون کے کتنے حق تلف کئے اور کتنے ادا کئے۔ اگر تم یون اندازہ نہین کر سکتے تو تم کو اپنے سامنے حقوق العباد کی ایک فہرست رکھنی چاہیئے تاکہ تم اندازہ کرتے رہو کہ خدا سے تعالیٰ نے حق العباد کو واضح طور پر بتا دیا ہے۔

خدا کی شکر گذاری اسلام مین قاعدہ ہے کہ جب کھانا شروع کرتے ہین تو بسم اللہ کے ساتھ شروع کرتے ہین اور جب کھانا کھا چکتے ہین تو اُسی طرح رزاق مطلق کا شکر کرتے ہین۔ یہ طریقہ نہایت پسندیدہ ہے۔ اسلئے کہ جو نعمتین ہم کھاتے ہین وہ واقعی ہم کو رزاق مطلق نے بخشی ہین۔ اگر وہ انسان مین

عقل ودیعت نہ کرتا اور تعلیم نہ دیتا تو ہم بھی حیوان مطلق کی طرح ہوتے۔

بندون کی شکر گذاری

اسی طرح ہم کو اِن لوگون کا احسان مند ہونا چاہیئے جن کی معاونت و امداد سے ہماری معاشرت مین آسانیان پیدا ہوگئی ہین اور ہم کو اسقدر راحت ملی۔

رہبرون اور ہادیون کی شکر گذاری

کام کرنے والے آدمیون کے متعلق ہمنے بہت طویل بحث کی ہے۔ اَب ہم عام اخلاق انسانی کے رہبرون کے متعلق کچھ تذکرہ کرتے ہین سب سے اول تو اُن تمام پیغمبرون کا خیال کرنا چاہیئے۔ جنکو خدا نے دنیا مین ہماری رہبری کے واسطے بھیجا۔ بعد ازان اُنکے صحابہ۔ اولیا۔ اور علما کا جنھون نے کلام خدا کی تفسیرین لکھکر ہم کو خلق و ادب اور صفائی باطن اور پاکیزگی روح کے طریقے بتائے اور اُن پر ہم کو ہمیشہ درود بھیج کر اپنا اظہار شکر گذاری کرنا چاہیئے۔ اسکے بعد علما اطبا موجدین اور سائینس دانون کا شکریہ واجب ہے جنھون نے سخت محنتون اور کوششون سے قدرت کے

سربستہ راز دریافت کئے اور کیسی کیسی مفید دوائین ایجاد کین
اسی علمی گروہ مین ایک گروہ علماء ہیئت کا ہے انکے کامون پر
غور کرو کہ کس طرح انہون نے نئے نئے آلے ایجاد کر کے ستارون
کے عجیب و غریب دلچسپ حالات دریافت کئے جنسے خدا کی
صنعت و قدرت کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس علم کی ترقی مین
ہر ملک کے لوگ شریک ہین۔ چینی، مصری، یونانی، فرینچ، امریکن،
انگلش، اور ہندوستانی۔

غرض ہر ایک نے اس علم مین حصہ لیا اور ہر ایک نے دوسرے
سے سیکھا ہے۔ یہ لوگ متفرق اور ملکر کام کرتے رہے اور ہر ایک
نے ایک نئی بات معلوم کی۔

ان ہی کی محنتون سے جو باتین ہم آجکل ایک ایک منٹ مین
سیکھہ لیتے ہین وہ کتنی مدت مین کسقدر محنت و جانفشانی
کے بعد دریافت ہوئی ہین اور کسقدر اخراجات ان لوگون نے
ان تحقیقاتون مین برداشت کئے ہین اور ایک ایک بات کی
تحقیق اور تلاش مین کتنے آدمیون نے محنت کی ہی۔ ہزارون

مصریون، بابل والون، یونانیون، ہندیون، انگریزون اور فرانسیسیون نے اپنی عمرین انکی تحقیقات مین گذاری ہین۔ جب جاکر ہم آسانی سے اس وقت سیکھ رہے ہین۔ اب خیال کرو کہ اگر انسان اپنی عمر سونے، کھانے اور عیش و عشرت مین گذارنے تو دنیا کو کیونکر فائدہ پہنچ سکتا تھا اور کس طرح اسرار قدرت کا اظہار ہوتا۔ لیکن ایک سائینس پر ہی کیا منحصر ہے اور بھی بہت سی چیزین ہین جن سے ہماری زندگیان وابستہ ہین غرض انسان کے انسان پر بہت سے احسانات ہین اسلئے ہم کو اپنے وطنی اور غیر وطنی بھائیون کو یکسان نظر محبت و عزت سے دیکھنا چاہیئے۔ اور بحیثیت انسان کے ہر ایک ایسے انسان کا شکر گذار ہونا چاہیئے جسکی محنت ہماری راحت کا ذریعہ بنتی ہے۔

والدین اور بچے

مڈونا | ایک باکمال مصور نے ایک تصویر مین مان کی محبت اور اون تمام جذبات کا اظہار کیا ہے جو مان کو اپنی اولاد سعید کو دیکھہ کر ہوتا ہے خصوصًا ایسے وقت مین جبکہ وہ ایک معصوم بچے پر نظر ڈالتی ہے۔ اس مصور نے ان جذبات مادری کے دکھانے مین بڑی کوشش کی ہے یہ مختلف جذبات مادری کو غور سے دیکھتا تھا اور اونکو اس تصویر مین اپنی برش اور قلم سے دکھاتا تھا اس طرح اوسنے اس تصویر کو بنایا ہے۔ جو مڈونا کے نام سے موسوم ہے۔

یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصور نے اسے کیونکر بنایا ہی جبکہ کبھی ایسے مکمل اثرات یکجا طور پر دیکھنے مین نہین آتے اور خاصکر ایسی صورت مین جب تصویر محض فرضی ہو تو اثرات کیونکر پیدا کئے۔

یہ سوال مصور سے بھی کیا گیا اور اس نے اس کا جواب یہ دیا کہ "مین نے ماؤن کے چہرہ پر ہر گھڑی نظر ڈالی اور جو جو اثرات مین نے بچون کی محبت کے ان کے چہرون پر دیکھی ان کو اپنے دماغ مین جمع کر لیا اور پھر اس تصویر مین یکجائی طور پر ظاہر کیا۔"

یہ خوبصورتی جو اس تصویر مین نظر آرہی ہے قدرتی نہین ہے بلکہ فطری جذبات کی اس نے نقل کی ہے۔ خیال کرو کہ مان کے دل مین اپنے بچون کو خوش و خرم اور ملے جلے دیکھکر مسرت و خوشی کے کیسے جذبات موجزن ہوتے ہین خصوصًا جب آپس مین پورا پورا خلوص و محبت ہو۔

مان کے جذبات کا احترام

بہت لوگ ہین جو مان کے جذبات کا لحاظ نہین کرتے اور نہ اسکے رنج و تکالیف کا خیال رکھتے ہین ان باتون کے دیکھنے کے واسطے اس مصور رفیل کی سی نظر چاہئے۔ ان تمام باتون کو پڑھنے کے بعد تم کو اپنی مان کے چہرے پر غور کرنا اور میڈونا کی تصویر کا

خیال کرنا چاہیئے اور اگر وہ تمہارے گھر مین ہے تو اسکو
سامنے رکھکر اپنی مان کی خوشی کا ایک ایک جذبہ دیکھو
خاص کر ایسے وقت مین جب وہ شب بخیر کہنے کو تمہاری
پلنگ پر جھکی ہوئی ہو اور تم کو مسرت کی نظر سے دیکھ رہی ہو
یا ایسے وقت مین کہ تمہارا بھائی بہن بیمار ہو۔ اور وہ اس کی
تیمارداری کر رہی ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ چہرے کے گرد
کوئی ہالہ ہوگا۔ جیسا چاند، سورج، کے گرد ہوتا ہے یا جیسا
میڈونا کی تصویر مین بنایا گیا ہے نہین کوئی ہالہ نہین ہوگا بلکہ
وہ اثرات جو اس کے دل مین ہون گے بعینہ اس کے
چہرے سے بھی ظاہر ہون گے۔ مثلاً تیمارداری کی وجہ سے
وہ اپنے آپ کو بھولی ہوئی ہے اپنے جان و تن کا اس کو کچھ
ہوش ہی نہین ہے اور بار بار مریض کو دیکھتی ہے کبھی کسی پر
خفا ہوتی ہے۔ کبھی اپنے بچون سے بے التفاتی کرتی ہے اور
کبھی جھنجلاتی ہے تو کیا اس مصور نے یہ کیفیتین نہین دیکھی نہین
دیکھی نہین، لیکن اس نے تو محبت مادری کے وہ جذبات

لئے ہین جو پائدار ہوتے ہین - عارضی سے تو اس نے غرض ہی نہین رکھی اسلئے مین کہتی ہون کہ اگر تمہاری مان تم پر خفا ہو تو اسکے سچے جذبات پر نظر رکھنی چاہیئے ان عارضی کیفیتون کی پروانہ کرو -

ریفل نے تو تصویر کشی کا ہنر دنیا مین سیکھا تھا لیکن خدا نے تمہین دل و دماغ عطا کیا ہے جس سے تم قدرت کی صناعیون کو دیکھتے اور سمجھتے ہو - ذلیل و رفیع چیزون کو پہچانتی ہو اس لئے تم اپنی مان کی سچی اور پاک محبت کی، جو خدا نے تمہاری پرورش کے واسطے اس کے دل مین ودیعت کی ہے اور جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے، قدر کرو - اور اس کی عزت اور خوشی کا ہمیشہ خیال رکھو -

مین اکثر خیال کیا کرتی ہون کہ جب بچے بڑھ جاتے ہین تو اپنی مان کی کیون زیادہ پروا نہین کرتے اور کیون کبھی کبھی وہ سختی سے اپنی مان کو جواب دیتے ہین اور مان کی ذراسی بات کا بھی تحمل نہین کرتے - اس کی وجہ یہ ہی سمجھ مین آتی ہے کہ وہ مادری

مشکلات کی نسبت کبھی غور ہی نہین کرتے - اچھا تم نے آزمایا
ہوگا کہ جب تم کو کسی قسم کا تردد ہوتا ہے یا کسی وجہ سے تمہین
رات کو نیند نہین آتی، تو صبح اٹھ کر تمہاری کیا کیفیت ہوتی ہے
کیا تم چڑچڑے نہین ہو جاتے، کیا تمہاری بدمزاجی نہین بڑھ جاتی
ہے - ضرور یہ سب باتین ہوتی ہین تو اب خیال کرو کہ تمہاری
مان نے جب کہ تم ننھے بچے تھے یا جبکہ تمہاری طبیعت ناساز
ہو جاتی تھی تو کتنی راتین فکر و پریشانی مین جاگ جاگ کر کاٹی ہین اور
بہت سے دن کیسے کیسے تردد مین بسر کئے ہین وہ ہر وقت
تمہاری بھلائی چاہتی ہے - اور اس کا ہر وقت یہی خیال
رہتا ہے کہ تم ہر بات مین نیک نام اور ہر مقصد مین کامیاب
ہو - کتنی ہی راتین اوس نے اس خیال مین جاگ کر گذاری
ہون گی کہ تمہاری آئندہ فلاح و بہبود کے واسطے کون سی تدبیر
اختیار کرے اور ہر وقت اسی پر غور و خوض کرتی ہوگی کہ تمہاری
زندگی کیونکر راحت و آرام سے بسر ہو تم زمانہ مین نامور ہو
اور تمہاری عزت بڑھے - اسی طرح بہت سے خیالات

ہر ماں کے دل میں جوش زن رہتے ہیں اگر ان فکروں اور خیالات سے وہ کم زور نہ ہو جائے تو تعجب ہے پس اگر وہ کسی وقت جھنجلا جائے تو تم کو اس پر رحم کرنا چاہیئے نہ یہ کہ تم اس کو سختی سے جواب دو ہمکو ان حالتوں پر غور کر کے ہمیشہ اپنی ماں کے ساتھ نرمی سے بات کرنی چاہیئے اور اگر تم ان باتوں پر غور کرو گے تو تم ضرور اپنی سخت مزاجی اور چڑچڑے پن سے شرماؤ گے۔

ماں اور باپ دونوں کے ساتھ سلوک، ان کی اطاعت اونکی محبت، ان کا ادب و تعظیم اور ان کے ساتھ نرمی و ملائمت سے پیش آنے کی نسبت قرآن و احادیث میں بکثرت ہدایتیں اور تاکیدیں اور نصیحتیں ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی دعائے مغفرت کے لئے بھی ہدایت ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا	تو نہ کہہ اُن کو ہون اور نہ جھڑک اُنکو اور کہہ اون کو بات ادب کی

كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا	اور جھکا اُن کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیاز سے اور کہہ اے رب اُنپر رحم کر جیسا پالا اُنہون نے مجھکو چھوٹا

اب تم دیکھو کہ ان آیات مین خداوند کریم نے کیسی نرمی کے ساتھہ مان باپ سے بات کرنے ان کو نہ جھڑکنے اور ان کے ساتھہ محبت سے عاجزی کرنے کی ہدایت کی ہی اور کس طرح تمہارے بچپن کی حالت کو تمہارے سامنے کرکے ان کے لئے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔

پھر ایک اور آیت مین مان کی ان تکالیف اور مصیبتونکو دکھایا ہے جو ہر انسان کی مان برداشت کرتی ہی چنانچہ ارشاد ہے

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ	ترجمہ اور ہم نے انسان کو اپنے مان باپ کے ساتھہ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے کہ مشکل سے اسکی مان نے اوسکو پیٹ مین رکھا اور مشکل ہی سے

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا	اس کو جنا اور اسکا پیٹ مین رہنا اور اوس کے دودہ کا چھوٹنا کم سے کم کہین تیس مہینے مین جاکر تمام ہوتا ہے

خدا نے والدین کے متعلق ما جہما فی الدنیا معروفا ارشاد فرماکر تم کو جتا دیا ہے کہ وہ تمہارے کی حیثیت سے ہین اور اپنی شکر گذاری کے ساتھ ان کی شکر گذاری کا حکم دیکر کہ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اس بات کی ہدایت کی ہے کہ خدا کے بعد ان کی شکر گذاری تم پر واجب ہے

تم اس بات پر غور کرو کہ جا بجا قران مجید مین جو سراسر ایک ہدایت ہے۔ جا بجا والدین کی شکر گذاری ان کی عظمت ان کے ادب و احترام اور ان کے لئے دعاہاے خیر کا حکم دینا کس قدر اور کیسی انتہائی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔

الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کی ساتھ نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لئے ہر مرتبہ کے دیکھنے کے عوض

ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔

یہ تمام باتین حقیقت مین والدین کی محبت، تکلیف، اور ایثار کا معاوضہ ہین اور وہ شخص دین و دنیا دونون مین نقصان اوٹھاتا ہے جو اس معاوضہ کو پورا نہین کرتا۔

ماں کا درجہ | حدیث قدسی ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امھاتکم

یعنی جنت کہ رضاے مادران است

اندر تہ پاے مادران است

اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ماؤن کا کتنا بڑا درجہ ہے اور جنت حاصل کرنے کے لئے انسان کو کتنی سعادتمندی کی ضرورت ہے

سعادت مندی کی تشریح | اور ایسی سعادت مندی کی تعریف یہ ہے کہ ان سے عاجزی کے ساتھ پیش آؤ انکو رنج نہ پہونچاؤ انکا آرام و راحت اپنے آرام و راحت پر اور انکی مرضی اپنی مرضی پر مقدم رکھو ان کے حق مین دعاہاے خیر کرتے رہو۔ حتے کہ اگر وہ تمکو احکام الٰہی اور ہدایات نبوی کی پابندی سے روکین تو اگرچہ اس مین ہرگز ان کی اطاعت نہ کرو

لیکن سختی سے جواب مت دو بلکہ ملائمت سے سمجھا دو۔

کوئی مذہب اور کوئی فرقہ ایسا نہین جس مین والدین کی اطاعت کا حکم نہ ہو اور حسن سلوک اور عمدہ برتاؤ کی ہدایت نہ ہو یہان بے اختیار اس دوہری ذمہ داری کا خیال آتا ہے تو خدا نے والدین اور شوہر دونون کی اطاعت عورتون پر رکھی ہے اور بلاشبہ عورتین بھی اپنی عقلمندی اور دل کی نرمی اور صبر و تحمل سے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتی ہین

والدین سے محبت | تمہارے والدین کے دل صرف تمہاری محبت کے پیاسے ہین اور یہہ بالکل تمہارے اختیار مین ہے کہ اس سعادتمندی سے ان کے دلون کو شگفتہ رکھو اور انکی زندگی اگر آرام و راحت مین نہین تو تسکین قلب کے ساتھ بسر کراؤ یا باوجود ہر قسم کے راحت و آرام کے ان کو تکلیفات روحانی مین مبتلا رکھو۔

تمہاری سعادت ان کی کشت زار امید کے لیئے ابر بہار ہے اور تمہاری نافرمانی اور بدخلقی و بے پروائی برق خرمن ہے

اور جس طرح آسمان کی بجلی ایک کاشتکار کے خرمن پر گر کر غلہ کے انبار کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اسیطرح یہ بجلی انکے دل کو جلا کر خاک سیاہ بنا دیتی ہے مگر اس خاک مین بھی محبت کی چنگاری دبی ہوئی ہوتی ہے - یاد رکھو کہ والدین کے دلکو تکلیف پہنچانا ان کی نافرمانی کرنا -

خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ | نقصان مین پڑا دنیا و آخرت مین -

کی مصداق ہین -

آج وہ تمہارے مان یا باپ ہین کل تم بھی کسی کے مان یا باپ ہوگے اور وہ ہی طریقہ جو تم اپنے والدین کے ساتھ اختیار کروگے تمہاری اولاد بھی اسی پر عامل ہوگی -

دنیا مین شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جو اپنے والدین سے محبت نہ رکھتا ہو کیون کہ یہ محبت تو ایک جذبہ فطری ہے - لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہین کہ بعض مین تو یہ جذبہ موجود ہی نہین اور بعض مین کمی کے ساتھ ہوتا ہے جب ہم کو یہ بات نظر آوے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی تربیت ناقص رہی یا ان کو خراب صحبت

نصیب ہوئی یا ان کی خواہشون نے ان کے جذبہ محبت کو دبا دیا اگر وہ ان احکام ربانی کو مطالعہ کرین تو ان کی یہ کمزوری رفع ہوسکتی ہے۔

البتہ بعض آدمی اپنی خواہشون سے ایسے مغلوب ہوجاتے ہین کہ ان کے دل سے یہ جذبہ فنا ہی ہوجاتا ہے وہ دراصل انسان کا دل نہین رکھتے اور حیوان لایعقل سے بھی بدتر ہین انکے دل پتھر ہوجاتے ہین اور انکا شمار جمادات مین ہونا ہی اور وہ اس آیت شریفہ کے مصداق بن جاتے ہین۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

پھر اسکے بعد تمہارے دل [illegible] ہوگئے کہ گویا وہ پتھر ہین بلکہ (ان سے بھی) سخت تر اور پتھرون مین تو بعضے ایسے بھی ہوتے ہین کہ ان سے نہرین پھوٹ نکلتی ہین اور بعض پتھر ایسے بھی (ہوتے ہین جو پھٹ جاتے ہین) اور اُن سے پانی بہتا ہی اور بعض پتھر ایسے بھی (ہوتے ہین) جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہین۔

ذمہ داری اور تقسیم عمل

انسان کی مختلف ذمہ داریاں | دنیا مین ہر انسان پر مختلف قسم کی ذمہ داریان اور فرائض عاید ہوتے ہین وہ اپنے خدا کے سامنے اپنے بادشاہ اور اپنے حاکم کے سامنے اور اہل ملک اور اپنی قوم کے سامنے کسی نہ کسی بات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

دنیا مین سب سے بڑی شخصیت بادشاہ کی اور سب سے ادنے فقیر بے نوا کی ہوتی ہے لیکن ان پر بھی ذمہ داریان ہوتی ہین اور کوئی بشر بھی جب تک کہ وہ عقل سے محروم پاگل اور دیوانہ نہو ذمہ داری سے مستثنے انہین ہوسکتا۔

جہاز کی کہانی | ذمہ داری کے متعلق مین پہلے ایک چھوٹی سی کہانی جو مین نے ایک انگریزی کتاب مین دیکھی ہے مثال کے طور پر بیان کرتی ہون

جہاز مین ایک کپتان نے کیا سنتم کیا کہ جب جہاز سمندر کے بیچ مین تھا

اُسنے ڈھیلا ہونا شروع کیا تاکہ اپنی جگہ چھوڑ دے اس کے نزدیک
دوسری کیل تھی اُس نے کہا کہ اگر تم نکل جاؤ گی تو مین بھی نکل جاؤنگی۔
پہلی کیل نے کہا مین سخت جکڑی ہوئی ہون مجھکو تھوڑا ڈھیلا ہونا چاہیے،
جب لوہے کی اس پٹری نے سنا جس مین یہ کیل لگی ہوئی تھی تو اُس نے
کہا خدا کے واسطے ایسا نہ کرنا اگر تم نکل جاؤ گی تو ہم سب علیحدہ ہو جائینگے
یہ گفتگو کیل کی تمام جہاز مین پھیل گئی اور اُس کے (جہاز) سب جوڑ
چرانے لگے۔ اب تو تمام لوہے کی پٹریان اور چھوٹی چھوٹی کیلین گھبرائین
اور سب نے اس کیل سے التجا کی کہ خدا کے واسطے ایسا نہ کرو ورنہ سارا
جہاز ڈوب جائے گا اور ہم مین سے کوئی بھی کنارہ پر نہ پہونچے گا۔
ان تمام کیلون اور پٹریون کی فریاد نے اس کیل پر بڑا اثر کیا اور اُس
نے وعدہ کرلیا کہ مین نہ نکلون گی۔

ذمہ داری ہر غفلت کے نتائج | یہ کہانی اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اسی طرح انسانی
ذمہ داریان ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہین۔ اگر خاندان کا ایک
ممبر اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے تو تمام خاندان مصیبت مین پھنس جاتا ہے
ایسی ہی اپنی جماعت کے ایک انسان کی خرابی سے کل جماعت مین

تزلزل پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس چھوٹی سی کیل نے نکلنا چاہا تو سارے جہاز مین لرزہ پیدا ہو گیا اسی طور سے انسان کو اپنے تمام کامون مین اپنی ذمہ داری کے خیال رکھنے کی ضرورت ہی۔

کوئی گھر کوئی محکمہ اور کوئی کارخانہ خواہ وہ کسی قسم کا ہو اس وقت تک کامیابی کے ساتھ نہین چلسکتا جب تک کام کرنے والے اشخاص فرض شناس اور ذمہ داری کو سمجھنے والے نہ ہون۔

جہاز کے ملاح و کپتان۔ ریل کے ڈرائیور اور گارڈ اسٹیشنون کا اسٹاف فیکٹریون کے قلی انجنیر کلرک اور کارپرداز اگر اپنی اپنی ذمہ داریون سے غافل و بے پروا ہو جائین تو تم خیال کر سکتے ہو کہ کیا انجام ہوگا۔ جہاز ڈوب جائین گے۔ ریلین ٹکرا جائین گی اور کارخانے تباہ ہو جائین گے، گھر کے اندر تمہارے نوکر چاکر اور تمہاری والدہ اور تمہارا باپ اپنے فرض کو ادا نہ کرین تو تمام گھر پریشان ہو جاے گا اور ایک وقت بھی روٹی نہ ملسکے گی سلطنتون کے بادشاہ وزرا۔ اہل فوج۔ باشندے۔ صناع و موجد حکام

وکار پرداز اگر اپنی ذمہ داریون کو نہ سمجھین گے تو سلطنتین برباد ہو جائین گی

ذمہ داری کے مدارج | ہر آدمی پر اسکے درجہ اور مرتبہ اور اس کے کام کے اعتبار سے ذمہ داری عائد ہوا کرتی ہے اور جسکا جسقدر درجہ بلند ہوتا ہے اسی قدر ذمہ داری بھی اعلیٰ اور وسیع ہوتی ہی اور جب اعلیٰ ذمہ دار آدمی اپنی ذمہ داری کو پوری کرتا ہے تو اسکے جسقدر ماتحت ہوتے ہین اور جو اس سے تعلق رکھتے ہین سب اپنے فرائض ادا کرنے مین مستعد ہوتے ہین اور اگر وہ بھی غفلت و تساہل کرنے لگے اور اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھے تو سارا نظام کار ابتر ہو جاے گا۔ کیونکہ بُرے اثرات جلد پھیل جاتے ہین اور اس سے بڑی بڑے کام خراب ہو جاتے ہین اسلئے ذمہ داری مین تقسیم عمل بھی بڑی چیز ہے اور اس طرح ذمہ داریان بھی منقسم ہو جاتی ہین۔

کامون کی تقسیم | اگر تم نے کبھی جہاز مین سفر کیا ہے تو تم کو معلوم ہو گا کہ جہاز پر جسقدر کام کرنے والے ہوتے ہین۔ ان سب کے

متعلق ایک ایک کام ہوتا ہے۔ کپتان اور انجنیر سے لیکر
کوئلہ ڈالنے والے تک کے فرائض مقرر ہوتے ہین۔ اور ہر ایک
اپنے فرض کو نہایت مستعدی ہوشیاری اور ذمہ داری سے
انجام دیتا ہے اور مختلف لوگ مختلف حصون مین کام کرتے ہین
اور اسکی کلون کے انتظام پر علیحدہ علیحدہ مامور ہوتے ہین۔
جہاز کا کپتان اُنکا افسر، نگران اور پورے جہاز کا ذمہ دار
ہوتا ہے اگر اس طریقہ سے کامون کی تقسیم نہ کر دیجاے تو کپتان
ہر ایک کو کام بتاتا پھرے اور ہر ایک کام کی خرابی اور درستی کو
خود ہی دیکھتا رہے اور ادنیٰ سی ادنیٰ بات کا وہی ذمہ دار
ہے ایسی صورت مین ناممکن ہے کہ جہاز چند میل بھی سفر کر سکے
کپتان کا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماتحتون کے کامون
کی نگرانی کرے اپنی نگرانی مین جہاز کو سلامتی کے ساتھ ساحل پر
پہونچا دے۔ یہ ایک بہت اچھی مثال ہے کہ دنیا مین کامون
کی تقسیم سے ہر کام کس قدر آسانی سے انجام پاتا ہے اور
اگر یہ تقسیم نہ ہو تو کوئی کام بھی درستی اور عمدگی سے نہین ہو سکتا

کسی مالک کارخانہ کا یہ کام نہین ہی کہ وہ ہر ایک مشینری کی خود جانچ کرتا رہی
اور ہر ایک مراسلت جو اسکے کارخانہ سے ہوتی ہے خود ہی لکھے پڑھے
اور اپنے بہی کھاتہ کو بہی خود ہی تحریر کرے ان مختلف کاموں کے لئے مختلف
اہلکار اور نوکر ہوتے ہین اگر مالک ان سب کاموں کو اپنی ہاتھہ مین رکھے تو
وہ کارخانہ جلد برباد ہو جاے گا - اور دوسرے اعلیٰ کام بغیر غور
و خوض کے رہجائین گے کیونکہ انپر غور و خوض کرنے کا وقت ہی
نہین ملسکتا - مالک کارخانہ کو کارخانہ کی ترقی کے لئے اور بہی
بہت سے کام ہوتے ہین مثلاً جو چیزین کارخانہ مین تیار ہوتی ہین
انکا خام سامان کہانسے ارزان حاصل کیا جائے - جو چیزین
تیار ہوتی ہین ان مین اور کیا ایجادین کی جائین کس طریقہ
سے مال کی عمدہ نکاسی ہو - اور وہ بازار مین نفع کے ساتھہ
فروخت کیا جائے -

دماغ کا کام | یہی حالت انسان کے جسم کی ہے اور اُسکا
دماغ مثل کپتان کے ہے جو جہاز کی چھتری پر بیٹھا ہوا اپنے
اسٹاف - کے کاموں کو، جہاز کی روانی کو موسم اور سمندر کی

حالت کو دیکھتا رہتا ہے، تمہارا دماغ بڑی اور اہم باتون
مین مصروف رہنا چاہیئے - اور اگر تم چھوٹی چھوٹی باتون مین اپنے
دماغ کو صرف کروگے تو یاد رکھو تمہاری زندگی انہین مین گذر
جائیگی اور کوئی اعلیٰ کام انجام نہ دے سکوگے -

گھر کے اندر تقسیم عمل | گھر کے اندر بھی تقسیم عمل ایک بڑی چیز ہے اور
گھر کا نظام بھی اسی وقت درست رہ سکتا ہے جب گھر کے تمام
لوگ اسکا انتظام رکھین اور اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھین جب
گھر سے یہ عادت راسخ ہوجائیگی تو پھر کاروبار دنیا مین اگر تمکو
کوئی انتظامی کام دیا جائے گا تو تم اس مین بھی کامیاب رہوگے
تم ایمان دار اور قابل اعتماد اسٹاف بنا دینے کے بعد کامون
کی تقسیم کردوگے اور اپنے دماغ کو اہم اور ضروری امور کیطرف
مصروف رکھوگے - اور اپنی اور دوسرون کی ذمہ داریون کو
سمجھوگے -

قدرتی تقسیم عمل اور نظام عالم | انسانی زندگی کے ساتھ کامون کی تقسیم اس
طرح وابستہ ہے کہ اگر اس مین فرق آجائے

تو کبھی کوئی کام عمدگی سے انجام نہین پا سکتا۔
خدا نے نظام عالم کو بھی اسی تقسیم عمل سے وابستہ کیا ہی۔
یہ رات اور یہ دن جن سے ہماری عمرون کا شمار ہوتا ہی
تقسیم عمل کا ایک قدرتی نشان ہین۔
دن کے کام اگر رات مین کئے جائین یا رات کے کام
دن مین تو ضرور ان مین نقص رہتا ہے
اسلئے کام و محنت اور راحت و آرام کے اوقات
کی تقسیم بھی ضروری ہے اور اس قدرتی تقسیم سے جو
خدا نے جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا
کی شکل مین کردی ہے۔ اس سے بہتر تقسیم نہین ہو سکتی۔
اور اس کی خلاف ورزی نقصانات کا باعث بنتی ہی کیونکہ
قدرت ہمیشہ اپنا انتقام لیتی ہے۔
محنت اور آرام بجای خود ایک کام ہین اگر کوئی شخص صرف محنت
ہی کئے جائے اور آرام نہ کرے یا آرام ہی کئے جائے اور کام نکرے تو اسکی صحت
اور اسکے تمام کاروبار کے نظام مین خلل اور ابتری پیدا ہو جائے گی۔

ہم کیونکر غلامی اختیار کرتے ہین

گلیور کی کہانی انگریزی مین گلیور کی ایک مشہور کہانی ہے اور اس کی تصویر بھی بنائی گئی ہے یہ ایک نہایت تنومند اور بلند قامت شخص تھا جسکو بونون نے قید کیا تھا، گلیور سو رہا تھا اور بونون نے آکر ہزارون تاگون سے اوسے باندہ دیا، جب وہ جاگا تو اوس نے اپنے آپ کو قید پایا۔

بری عادتون کا غلبہ یہ کہانی دراصل ایک تمثیل ہی، ایسے ہی انسان پر خراب عادتون کا غلبہ ہوجاتا ہے اور جس طرح بونون نے اس پر قبضہ پایا تھا، ایسا ہی انسان اپنی خراب عادتون کی قید مین پھنس جاتا ہے، یاد رکھو کہ جھوٹ، چوری، غیبت، اور حسد کی بری عادتین سب ایک دم سے پیدا نہین ہوتین، یہ مثل ایک بیل والے پودے کے ہین، کہ ایک تانتو سے دوسرا تانتو بڑہ کر ایک دوسرے سے لپٹ جاتا ہی

اور ہم ان بیلون مین لپٹے جاتے ہین یا ہم مثل گلیور کے سوتے ہین اور بونے ہم کو ناگون سے باندھ دیتے ہین۔

جب ایک دفعہ انسان بری عادتون کے جال مین پھنس جاتا ہے تو اوس سے نکلنا بہت ہی مشکل ہوجاتا ہی اس لیئے ابتدا ہی سے بری عادت اختیار کرنے کی وقت انجام کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بری عادتون کی بنا | عموماً بری عادتون کی ابتدا جھوٹ سی ہوتی ہی اور اگرچہ یہ عادت ایک دن مین نہین ہوجاتی لیکن اوسکی بنیاد پہلے ہی وقت کے ایک جھوٹ پر قائم ہوجاتی ہے اس لیئے اوسی وقت پہ غور کرنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ رفتہ رفتہ اوسکے تانتو نکل کر ہمکو قید کرلین اور پھر ہم خراب عادتون مین اتنے جکڑ جائین کہ اون سی چھوٹنا دشوار ہوجاے

اب ہم تمھین چند مثالون کے ذریعہ سمجھاتے ہین کہ کیسے خراب عادتین ہوجاتی ہین،

پہلی مثال | (۱) مصلح کو ایک دن اسکی والدہ نے اسکول

جاتے وقت ہدایت کردی تھی کہ چھٹی کے بعد سیدہی گھر آنا،
مگر جب وہ گھر آرہا تھا تو لڑکون کے ساتھ کھیلنے لگا اس عرصہ
مین اوسکا مامون مل گیا اوس نے اسکو ایک پیسہ دیا اور
کہا کہ "ذرا اس قریب کی دوکان سے دیا سلائی لادینا جب
یہ گھر پہونچا تو مان نے دیر مین آنے کا سبب دریافت کیا
اس نے کہا کہ "مامون کے کام کو گیا تھا چون کہ یہ کبھی جھوٹ
نہین بولتا تھا اس لیئے مان نے یقین کر لیا اور کچھ زیادہ دریافت
نہین کیا، اگرچہ مصلح کے جواب مین سچائی ملی ہوئی تھی لیکن
اس نے آدھی بات کہی، اس طرح اوسکو پہلے کچھ بات
چھپانے کی عادت ہوئی۔ پھر اوسکو یہ عادت ہوئی کہ پوری
بات چھپالے، اور جھوٹ کہدے، اور ایک جھوٹ کے
لئے ہزار جھوٹ بنائے۔

دوسری مثال (۲) تمہارے چھوٹے بھائی کے واسطے
تمہاری مان نے مٹھائی رکھی اور تم نے چپکے سے کہا لی یا
تمہارے کھانے کے کمرہ مین ایک الماری ہے

اور اس مین میوہ رکھا ہے اور تمہارے کھانے کا وقت نہین آیا کہ تمہاری مان یا آیا کھلاے لیکن اسکو دیکھکر تمہارا دل للچا رہا ہے اور یہ خیال کرکے کہ اس وقت کوئی نہین دیکھتا ہم اسکو کھالین اور تم نے کھالیا تو اس طرح بغیر اجازت کے معمولی سی چیز لینے سے تم مین چوری کی عادت اپنی گھر ہی سے شروع ہوئی پھر تم کسی بساطی کی دوکان پر گئے اور مختلف چیزین دیکھنے لگے اور اس کی آنکھ بچاکر کوئی چیز اپنی جیب مین رکھ لی تو اس طرح تمہاری وہ عادت پڑنے لگی اور بالآخر ایک شاطر چور بنگئے۔

اکثر بچے اپنے باپ کے سگار کیس مین سے سگار لیکر تمباکو نوشی کے عادی ہوجاتے ہین، اور چوری کی عادت کے ساتھ اپنی تندرستی کو خراب کرتے ہین۔

تیسری مثال | ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک لڑکا اسکول سے اپنے گھر پنسل لے گیا، اوسکی مان نے اوسکو کچھ تنبیہ نہین کی، اسطرح وہ دوسرون کی چیزین اٹھانے کا عادی ہوگیا،

یہ چھوٹی چھوٹی چیزین تھین جنہین وہ لے آیا تھا ماں نے کبھی
کچھہ پروا نہین کی آخر اس بے پروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شاطر
چور ہوگیا اور اوسکو کسی بڑی چوری پر موت کی سزا ہوئی۔
جب اسکو پھانسی پر لے جا رہے تھے تو قاعدہ کے مطابق
اس سے دریافت کیا کہ اسوقت تو کیا چاہتا ہے، اس نے
کہا اپنی ماں کو دیکھنا چاہتا ہون۔ چنانچہ وہ بلوائی گئی، جب
وہ روتی ہوئی اپنے مجرم بیٹے کے قریب آئی تو اوس نے
ماں کی آنکھون مین دو انگلیان زور سے ماردین وہ بلبلاتی
ہوئی پیچھے ہٹی، لوگون نے دریافت کیا کہ یہ کیا حرکت تھی
اوس نے کہا کہ یہ دو آنکھین ہی ہین جو مجھکو غیرون کی چیزین
لاتے دیکھتی تھین اور کبھی ممانعت نہین کرتی تھین جسکا نتیجہ
آج مجھکو یہ ملا کہ دنیا مین اس رسوائی کے ساتھہ پھانسی پا رہا ہون

محبت کی بنیاد

اسی طرح ایک کی بات دوسرے سے کہنے سے
رفتہ رفتہ غیبت کی عادت پڑ جاتی ہے خواہ پہلی مرتبہ
تمکو غیبت کرتے وقت غیبت کا خیال بھی نہ ہو اور تم

ایک معمولی بات سمجھہ کر کہدو مثلاً تم نے دوران گفتگو مین اپنے
اوستاد کی یہ شکایت کی کہ وہ بہت زیادہ غصہ ہوتے ہین
اوران مین مروت نام کو نہین ہے وہ کبھی کسی لڑکے سے خندہ
پیشانی سے بات تک نہین کرتے تو گو یہ ایک نہایت ہی
معمولی بات ہی جسکو اکثر لڑکے کہدیا کرتے ہین - مگر دراصل
یہ تم نے اپنے اوستاد کی غیر موجودگی مین اونکی برائی کرکے
غیبت کا گناہ کیا ایسے ہی اور بھی نفس کی ترغیبین ہوتی ہین
اور جب وہ حد اعتدال سے بڑہ جاتی ہین تو اسی قسم کی عادتون
کے ذریعہ سے پوری کیجاتی ہین -

حد اعتدال سے متجاوز شوق کا نتیجہ

مثلاً بعض کو ٹکٹ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہی بعض اسٹامپ جمع کرتے ہین کوئی پوسٹ کارڈ جمع کرتا ہے اور کسی کو سکون کے جمع کرنے سے دلچسپی ہوتی ہی ان چیزون کا جمع کرنا کسیطرح نامناسب نہین ہی کیونکہ اس سے قدامت کی ایک یادگار رہتی ہے لیکن ہر بات کا خبط ایک عیب بنجاتا ہے - انہین چیزون کے جمع کرنے مین بعض کو تو

اس درجہ خبط ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے گھر کی چیزین چرا کر یا دوسرونکو دھوکہ دیکر یا جھوٹ بول کر اپنا شوق پورا کرتے ہین،

بری عادتون سے تحفظ کا طریقہ

ان عادتون سے انسان اسی وقت محفوظ رہ سکتا ہے جب وہ اول ہی منزل پر آخری منزل کا خیال کرے اور اگر بدقسمتی سے وہ ان عادتون مین مبتلا ہوجاے تو سب سے پہلے اس بیل والے پودے کی جڑ کاٹ دے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہی کہ تمام خراب عادتون کی جڑ جھوٹ ہی پس اگر انسان یہ عہد کرلے کہ وہ کسی صورت مین جھوٹ نہ بولے گا تو خود بخود اوسکی خراب عادتین مٹ جائینگی،

ایک حکایت

تمثیلاً مین ایک قصہ بیان کرتی ہون جو مین نے کسی کتاب مین دیکھا ہے وہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ "یا حضرت مجھ مین چار عادتین خراب ہین، مین چاہتا ہون کہ ان کو چھوڑ دون لیکن میرا کسی طرح ان سے پیچھا نہین چھوٹتا (۱) جھوٹ (۲) شراب خواری (۳) چوری (۴) بدکاری" آپ نے فرمایا

جھوٹ کی عادت چھوڑنے کا مصمم ارادہ کرلو اجب یہ عادت
بالکل جاتی رہے تو پھر ہمارے پاس آنا،، اس نے آپ کے
سامنے عہد کیا کہ ،، آج سے مین کبھی جھوٹ نہین بولون گا،،

عہد شکنی کا گناہ اعرب معاہدہ کے بہت سچے ہوتے ہین اور
مسلمانون مین معاہدہ کا توڑنا سخت گناہ سمجھا جاتا ہے۔ معاہدہ
توڑنے والے کے واسطے خدا اور رسول نے سخت عذابون کی
وعید دی ہین جیسا کہ قران شریف مین ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ	اے لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو عہدونکو

دوسری آیت ہی

وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ اِذَا عٰھَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا	پورا کرو عہد اللہ کا جب عہد باندھو تم اور توڑو قسمون کو پیچھے مضبوط ہونکی اور تحقیق کیا ہے تم نے اللہ کو اوپر اپنے ضامن
وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا	اور پورا کرو عہد کو کیونکہ عہد سے سوال ہوگا

سورہ صف مین ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیون کہتے ہو جو کچھ نہین کرتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فی خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ

چار چیزین ہین جس شخص مین یہ چارون موجود ہون وہ خالص منافق ہے اور جس شخص مین اون مین سے ایک چیز پائی جاوے اوس مین ایک خصلت نفاق کی ہوگی۔ یہان تک کہ چھوڑ دے اوسکو جب امانت رکھی جاوے خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے توڑ دے اور جب جھگڑا کرے فحش بکے

غرض وہ اعرابی اپنے عہد پر استقلال سے قائم ہو گیا

جب ان تین خصلتون کی جانب نفس اوسکو مائل کرتا تھا تو معًا یہ خیال اوسکو روکتا تھا کہ اگر کوئی دریافت کریگا کہ تو نے ایسا کیا تو مین کیا کہون گا، جھوٹ چھوڑنے کا تو مین نے وعدہ کرلیا ہے اسلئے بجز اقرار کے اور کیا کرسکتا ہون، غرض جھوٹ کے چھوڑنے سے اس کی وہ تینون خراب خصلتین بہی چھوٹ گئین اور ایک سال کے بعد اس نے پھر حضرت کے سامنے آکر خوشی خوشی اپنا قصہ بیان کیا، اور آپ نے بہی اس کے استقلال پر آفرین کہی،

خراب عادتون کی غلامی۔

انسان کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے اور آزادی کی حفاظت کے لئے اوسکو عقل عطا کی ہی اور عقل ہی کے ذریعہ سے بھلائی اور برائی کی تمیز ہوتی ہے پس کہان تک زیبا ہے کہ ایک انسان سب سی پہلے اپنا ہی غلام نبجائے اور اپنی ناروا خواہشون اور خراب عادتون کا مطیع بنے اور بہلائی برائی مین تمیز نہ کرے،

ایک انسان دوسرے انسان کا غلام بنکر اتنی تکلیفین

نہین اوٹھاتا جتنی اپنی خراب عادتون کا غلام بنکر اٹھاتا ہے
اور جس وقت کسی خراب عادت کا اوس سے ظہور ہوتا ہے
تو اگرچہ اوسوقت وہ اوسکی کامیابی اور طمانیت کا باعث
ہوجاے لیکن اس کے افشا اور اوس کے اظہار کی خلش
ہر وقت کانٹے کی طرح دل مین کھٹکتی رہتی ہے۔
بچو! تم کو آزاد رہنا چاہیے اور کبھی مثل گلیور کے بونون
کی قید مین نہین پڑنا چاہیے"



کاہلی

کاہلی کی تعریف بعض اوقات انسان پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ اس کا دل کسی کام کے کرنے کو نہیں چاہتا ہے اور باوجودیکہ اس کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہوتی ہے وہ اس کو رفع کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا اور وہ اپنے اعضا اور قوے میں ایک قسم کا اضمحلال پاتا ہے اسی حالت کا نام کاہلی یا سستی ہے۔

کاہلی کے نقصانات جس شخص پر یہ حالت طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات بڑے بڑے نقصانات برداشت کرتا ہے رنج اُٹھاتا ہے اور تکلیفوں سے دوچار ہوتا ہے بلکہ بعض وقت وہ بڑی تباہی کا باعث بن جاتی ہے اور بہت سے قیمتی اوقات افسوس ناک طریقہ سے ضائع ہو جاتے ہیں

کاہلی کے اسباب یہ حالت کسی مرض کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی مثل اور بری عادتوں کے ایک عادت ہے

اور اس کی ابتدا بھی ذرا ذرا سی باتون سے ہوتی ہے مثلاً تمکو گھر پر اسکول کا کام کرنا ہے لیکن جو کام کا وقت ہے اس وقت تم لیٹے ہوے ہو۔ اور حالانکہ تم ضروری سمجھتے ہو مگر اوٹھکر میز پر نہین بیٹھتے اور بستر پر کروٹین بدل بدل کر وقت ضائع کر رہے ہو حتے کہ اسکول کی گھنٹی ہو گئی اور کاہلی نے تم کو کام نہ کرنے دیا رفتہ رفتہ یہ عادت بڑھتی جاتی ہے اور تم کو ناکامی پر ناکامی حاصل ہوتی ہے اور جب دنیا کے میدان مین آتے ہو تو محض اسی عادت کی بدولت سب سے پیچھے رہ جاتے ہو تمہاری ذہانت اور تمہاری دولت بُری طرح برباد ہو جاتی ہے

کاہلی پر فتح پانے کا ذریعہ

کاہلی دراصل تمہاری ایک دشمن ہے جو ہر وقت تمکو مغلوب کرنے اور تباہ کرنے کے لئے موقع کی تلاش رہتی ہے لیکن اگر تم مین عقل ہے تو تم بڑی آسانی سے اپنی حفاظت کر سکتے ہو اور اس کے نقصانات سے محفوظ رہ سکتے ہو تم کو ہر وقت اسکے حملون کی مدافعت کے لئے

تیار رہنا چاہیئے اور جب وہ حملہ آور ہو تو اس سے جنگ
شروع کر دینی چاہیئے اور قبل اس کے کہ وہ تم پر قابو پائے
تم اپنی چستی اور محنت سے اس پر قابض ہو جاؤ اور اسکو تباہ کر دو
مگر یہ غلبہ اور قابو جب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ تم ابتدا سے
اپنی طبیعت اور اپنے جسم کو محنتی بناؤ اور محنت کے مناسب
جو اوقات ہوں ان پر محنت کرو گھر میں صبح کا وقت اسکول
کا کام کرنے کا ہے تم فوراً اٹھکر کام شروع کر دو اور جب تم
کام شروع کر دو گے تو کاہلی پر فتح پا لو گے۔ کاہلی دور کرنیکے
لئے ابتدا سے ورزش کا عادی ہونا چاہیئے مثلاً صبح کے
سہانے اور ٹھنڈے وقت میں تم چہل قدمی کرو ٹینس کھیلو
گھوڑے یا بائیسکل کی سواری کرو اسی طرح شام کے اوقات میں
اسی قسم کے مشغلے رکھو تو تم میں خود بخود چستی آجائیگی اور
کاہلی اپنا راستہ لے گی۔ ایک شخص ۸۔ ۹ بجے تک بستر پر
پڑا رہتا ہے اور یہ فرحت بخش گھنٹے جن میں بہت سے
کام سرانجام ہو سکتے ہیں کروٹیں بدلنے اور انگڑائیاں لینے میں

ضائع کر دیتا ہے اور دوسرا شخص علی الصباح بستر سے اوٹھکر
ضروریات سے فارغ ہوتا ہے اور اپنے کاروبار مین مصروف
ہوجاتا ہے تم خود فیصلہ کرو کہ دونون مین نسبتاً کون اچھا ہی
تم روزمرہ اپنے اسکول مین انہین لڑکون کو زیادہ نمبر پاتے
ہوے دیکھوگے جو کاہل نہین ہین اور اپنا کام وقت پر پورا
کر لیتے ہین۔ پھر تم اپنے خاندان اور خاندان کے دوستون پر
نظر ڈالو ان مین جو کاہل ہوتے ہین وہ ہمیشہ خسارے اور
تکلیف مین رہتے ہین۔

تم خود اس نوکر سے کتنے بیزار ہوتے ہو جس مین کاہلی
ہوتی ہے اس کی کاہلی فرائض خدمت ادا کرنے مین کسقدر
حارج ہوجاتی ہے اسی طرح تم بھی کاہل ہوگے تو اپنے فرض کو
ادا نہین کر سکتے۔ پھر تم دنیا کے کاروبار اور قومون کی ترقی
اور ان کے تنزل کو مطالعہ کرو اور اس کے اسباب پر
غور کرو وہ ہی قوم میدان عمل مین کامیاب نظر آے گی
جو چست و چالاک ہے۔

کاہلی ادائے فرائض میں حارج ہے۔

ہر انسان پر تین قسم کے فرض عائد کیے گئے ہیں۔

(۱) اپنی ذات کے متعلق

(۲) دوسرے انسانوں کے متعلق

(۳) خدا کے متعلق

مگر کاہلی ان تینوں قسموں کے فرائض ادا کرنے سے قاصر رکھتی ہے اس لئے جناب احدیت میں ادائے فرائض میں کاہلی کو بدترین چیز قرار دیا گیا ہے۔

جو مسلمان نماز کا فرض ادا کرتے ہیں لیکن فرض ادا کرنے میں کاہلی کو بھی راہ دیتے ہیں ان کے متعلق ارشاد ہے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

یعنی افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں

احکام نماز کی ایک حکمت

نماز کے احکام میں خداوند کریم کی مختلف حکمتوں میں سے ایک یہ حکمت بھی ہے کہ انسان کاہلی سے دور رہتا ہے۔

وضو سے جسم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور وہ سستی کو

دور کرتی ہے اوقات کی پابندی انسان کو مستعد بناتی ہی
صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہے اور اصل یہ ہے
کہ سستی و چستی یا کاہلی و مستعدی کی جنگ و جدال کا پہلا
وقت یہی صبح کا وقت ہے اگر اس وقت کاہلی کو دفع
کر دیا جاے تو عموماً تمام دن بلکہ تمام عمر آدمی مستعد رہتا ہی
اور جو شخص خواب راحت اور بستر آرام سے مستعدی کے
ساتھ اُٹھتا ہے وہ ہی اپنے فرائض کو بھی ادا کرتا ہی قرآن
مجید مین ارشاد ہے کہ

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۔	افتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کر اور صبح کی نماز کیونکہ نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہی

دیکھو کہ طلوع آفتاب سے قبل کیا سہانا وقت ہوتا ہے
اس وقت اُٹھنا صحت کے واسطے نہایت مفید ہی نسیم
سحری کے جھونکے دل و دماغ کو تازگی بخشتے ہین اور اس
ہوا کے وقت مریضون کو بھی خواہ وہ کیسی ہی بے چینی اور

کرب کی حالت مین ہون سکون ہو جاتا ہے تو پھر اس سے
اگر انسان محروم رہے تو کسقدر بدقسمتی کی بات ہے۔ پھر صبح
سے لیکر شام تک انسان کاروبار مین مصروف رہتا ہے
اور دوپہر کے بعد سستی آجاتی ہے لیکن ان اوقات مین
وہ پھر مستعد ہونا رہتا ہے رات کو بستر پر جانے کی کس قدر
جلدی ہوتی ہے اور جسم پر سستی غالب ہونے لگتی ہے مگر
نماز عشا اسکو بستر پر بھی چاق وچوبند لے جاتی ہے۔

عورتون مین کاہلی کا سبب | کاہلی و مستعدی کے بیان مین ہندوستانی
عورتون کے متعلق عموماً اور پردہ نشینون کے متعلق خصوصاً
ایک خاص سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا گھرون کی چہار دیواری
مین رہنا اور ان کے لئے مردون کے مقابلہ مین نسبتاً کام کا
کم ہونا بجاے خود کاہلی کا ایک بڑا سبب ہے اور اس مین
بھی شک نہین کہ ایسی عورتین کاہل وجود بھی بن جاتی ہین
مگر اس مین خود ان ہی کی غلطی ہے کہ وہ گھر کے کام خود نہین
کرتین خانگی امور کچھ کم اہمیت نہین رکھتے اور خانہ داری کچھ

تھوڑا کام نہین ہے ہر گھر مین عموماً اس قدر کام ہوتا ہے کہ اگر مستعدی سے نہ کیا جاے تو گھر والون کو تکلیف ہونے لگتی ہے

عورتون سے کاہلی دور کرنے کا علاج

اگر گھر کی مالکہ اکثر یا بعض کام خود انجام دے تو کبھی کوئی تکلیف نہین ہو سکتی لیکن عموماً امرا کے گھرون بلکہ اکثر متوسط الحال لوگون کے گھرون مین بھی ہر کام کا انحصار ماماؤن اور خادماؤن پر ہوتا ہے

مسلمان گھرون مین نماز صبح کے بعد عورتون کا اپنے گھر کے کام دھندون مین مصروف ہو جانا اپنے باپ بھائی اور بیٹون کے لئے جب وہ تفریح سے واپس ہون ناشتہ تیار ملنا گھر کی صفائی اور ایسے ہی بہت سے کام سب مستعدی چاہتے ہین اور اس مستعدی کے بدولت وہ گھر کے تمام کام نہایت آسانی سے انجام دے سکتی ہین بیشتر گھرون کی اندرونی حالت جو نہایت خراب اور کثیف ہوتی ہے اوس سے عورتون کی کاہلی اور سستی کا اندازہ ہوتا ہے۔

ماؤن کی کاہلی سے ۔ جس گھر مین عورتون کی یہ حالت ہو وہ
بچون کو نقصانات جس قدر حزاب نہ ہو تھوڑا ہے۔ اس مین
شک نہین ہے کہ مان کو اپنے بچون کے ساتھ بے انتہا
محبت ہوتی ہے۔ اور وہ کسی حالت مین بھی اون کو اپنی
شفقت اور غم خواری سے الگ نہین دیکھنا چاہتی اوسکی
دلی خواہش ہوتی ہے کہ اوس کے بچہ کو کسی بات کی تکلیف
نہ ہو مگر صرف کاہلی اور سستی ہی سے بیشتر اوقات اوس کا
بچہ بغیر ناشتہ کئے اسکول چلا جاتا ہے اور جب اوسکو
بھوک معلوم ہوتی ہے تو وہ خوانچہ والون اور حلوائیون سے
مٹھائی وغیرہ مول لیکر کھا لیتا ہے کچھ دنون کے بعد اوسکی
عادت چٹورپن کی ہو جاتی ہے وہ پہلے ضرور ناغا ایسا
کرتا ہے مگر اب عادت ہو جاتی ہے اور اوس کو بغیر باہر
کی چیزین کھائے ہوے چین نہین آتا اگر مائین کاہلی اور
سستی نہ اختیار کرین اور ہر کام وقت پر ہونا رہتا تو
بچون مین چٹورپن کی عادت پڑنا غیر ممکن تھا ایسی ہی مائین

اپنے بچون کو بگاڑ دیتی ہین اور اون مین بُری بُری عادتین پیدا کر دیتی ہین۔ چٹورپن کی بُری عادت کے سوا بازاری چیزین ہندوستان مین نہایت بد احتیاطی سے بنائی جاتی ہین خصوصًا جہان میونسپل کا انتظام برائے نام ہوتا ہے اوسکی وجہ سے ایسی چیزون کے کھانے سے طرح طرح کے متعدی امراض پیدا ہوتے ہین جس مین اکثر جانین جاتی ہین۔

امیر گھرانون کی حالت | امیر گھرانون مین بھی عورتون کے لئے بہت سے کام ہوتے ہین اور ان کو بھی اپنے اپنے درجہ کے مطابق خانہ داری کے کامون مین صرف اوقات کی ضرورت رہتی ہے اور جو امیرزادیان کاہل مزاج ہوتی ہین ان کے یہان ہمیشہ بڑے بڑے نقصانات ہوجاتے ہین اور ہر چیز کے اخراجات بڑہ جاتے ہین اور ان کو بھی اپنی کاہلی کا ثمر تلخ ملتا رہتا ہے بیشک ہندوستان مین عورتین نسیم سحری اور سبزہ زار و باغات سے وہ فرحت حاصل

نہین کرسکتین جو مرد حاصل کرسکتے ہین اور جس سے قدرتی طور پر
جسم مین چستی پیدا ہوتی ہے اور نہ ان کو مثل عرب ترکستان
اور افغانستان کے یہ مواقع ہین کہ ان قدرتی عطیات سے
فائدہ اوٹھائین کیونکہ وہان ایک قوم ہے اور شرعی پردہ
کیا جاتا ہے اور عورتین بعد نماز فجر بازار اور باغات مین
جاسکتی ہین اور یہان ہندوستان مین مختلف المذاہب قومونکی
باعث دوسری صورت ہے اور چار دیواری کا پردہ لازمی
ہوگیا ہے لیکن اس کا بدل گھر کا کام دھندا ہے اور جو عورتین
گھر کے کام دھندون مین مصروف رہتی ہین علاوہ اسکے کہ کاہلی
ان سے دور رہے وہ بمقابلہ کاہل الوجود عورتون کے صحت مند
رہتی ہین اور نظام خانہ داری عمدہ طریقہ سے قائم رہتا ہے۔

کاہلی کس قدر خطرناک ہے | کاہلی اور سستی کی بدولت بہت سے ایسے کام
اور ایسے کامون کے وقت ضائع ہوجاتے ہین جس سے خود
اوس کی فلاح وبہبود یا اوس کے خاندان کے لئے کوئی
منفعت بخش بات وابستہ ہوتی ہے جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے

کہ انسان نہ صرف اپنی آئندہ ترقی کے ذریعے کھو دیتا ہے
بلکہ اپنی موجودہ حالت سے بھی گر جاتا ہے اور ایک دن وہ
آتا ہے کہ وہ اپنی تباہی اور بربادی کے بالکل ہی قریب ہو جاتا ہے
غور کرو کہ جس عادت سے انسان کو اس قدر مضرتین اور
خرابیان حاصل ہون وہ کیسی خطرناک ہے اور اس قابل ہے
کہ اوس کا خیال تک نہ کیا جاے بعض گھرون مین لڑکے اور
خصوصًا لڑکیان ابتداہی سے کاہل بن جاتی ہین اور اپنے
والدین کو محض کاہلی کے باعث کچھ مدد نہین دیتین حالانکہ
وہ مدد کے ضرورت مند ہوتے ہین اور ان کی مدد واجب
اور انکا آرام پہنچانا فرض ہوتا ہے یہ کاہلی اکثر اوقات انکی
اطاعت سے بھی باہر کر دیتی ہے وہ کسی کام کا حکم دیتے ہین
اور بچے ٹال جاتے ہین یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ
وہ تو ہر چیز ان کی آسائش کے لئے قربان کرین اور ہر دم
انکی بہبودی کا خیال رکھین اور یہ محض کاہلی کی بدولت انکی
امداد، خدمت، اور اطاعت سے محروم رہین پس سمجھ

سے ہی اس عادت کو کیون اختیار کیا جاے جس مین
بجز ضرر کے ذرا بھی منفعت نہین۔



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ مجلس انتظامی مجلس تعلیمی مجلس تصنیف و ترجمہ و تالیف کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و اراکین ہفتہ وار جامعہ عثمانیہ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ طلبہ سنہ آخر ششماہی امتحان کی کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۴۔ طلبہ سنہ اول تا سنہ سوم کی کتابیں ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۵۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیر دلایا جائیگا۔

۶۔ بشرط موقع کتابیں کرایہ داری کی جا سکتی ہیں مگر اس کی شرح علیحدہ ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان لگایا جانا سخت ممنوع ہے۔

۸۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو صحیح یا درست کرا کر واپس کرنا لازم ہے۔

۹۔ قلمی نسخے اور خطی کتابیں جاری نہیں کی جا سکتیں فقط